مدخل دراسات

فی

الفرق و المذاهب

ترتیب و تنظیم کتاب

گروہ مولفین و مصنفین

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

الدراسات

فی

الفرق والمذاہب

بترتیب حروف الف باء

﴿ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا﴾

﴿پھر ضرور ہم چھانٹ لیں گے ہر گروہ میں سے کہ کون ہے ان میں سے زیادہ سخت رحمٰن کے مقابل سرکشی میں﴾

(مریم۔۶۹)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب.........................دراسات قسمت فرق

مرتبین و منظمین....................علی شرف الدین، ابرار حسین،

محمد علی، تاثیر شاہ، خادم حسین،

کنزل عمران، ناصر شاہ، مولانا شکور

علی، مادر آمنہ کوثر فاطمہ

ناشر...............................دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

www.sibghtulislam.com

عناوین دراسات

۱۔آئینہ دراسات

۲۔مدخل دراسات

۳۔معجم فرق ومذاہب

۴۔رجال فرق ومذاہب

انتساب:

ان دانشمندان فریسان وظریفان کیلئے جو آج کل کیلئے نہیں مستقبل بعید کیلئے سوچتے ہیں۔

فرد کیلئے نہیں جاگتے ملت وملن کیلئے جاگتے ہیں۔

اسلام کیلئے جیتے ہیں الحاد وسیکولر یزم کیلئے نہیں۔

فتنہ وطوفان کیلئے نہیں امن وامان کیلئے۔

فرق کیلئے نہیں امت اسلام کیلئے سوچتے ہیں ان کے نام۔

آئینہ دراسات:

اپنی شکل وصورت اور حسن وجمال دیکھنے کو خود بینی کہتے ہیں اسی طرح ملک میں روزمرہ وقوع ہونے والے حالات کو دیکھنے کا آئینہ اخبار وجرائد ہیں۔ گذشتہ زمانے میں عالم اسلامی نیز ہمارے ملک پاکستان پر کیا گزری اسے دیکھنے کے شیشہ کا نام تاریخ ہے، دین وشریعت کیا ہے اس آئینہ کا نام قرآن وسنت نبی کریمؐ ہے۔ مسلمانوں میں پیدا ہونے والے فرقوں کے حالات دیکھنے کے آئینہ کا نام کتب فرق ہے۔ فرقوں کے عزائم ومنویات دیکھنے کے آئینہ کا نام مدخل الدارسات ہے۔ کتاب کی ابتداء میں کتاب کے اندر لکھے گئے مضامین جاننے کے لئے لکھے گئے صفحات اور اپنی تالیف وتصنیف کی غرض وغایت کو مؤلفین ومصنفین بطور اختصار واجمال بیان کرتے ہیں تاکہ قاری کتاب' کتاب کو پڑھتے وقت طالب مجہول نہ رہے۔

تاکہ وہ بصیرت وآگاہی، دقت نظر اور اطمینان کے ساتھ کتاب کو پڑھے، اگر کتاب میں متعارض ومتنازع مسائل ہوں تو ایسی کتاب لکھنے کے اسباب وجوہات یا ضرورت کو بیان کرتے ہیں۔ مجھے بھی اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت کیوں پڑی جبکہ پہلے سے ہی میری تالیفات بعض کے لئے خار مغیلاں بنی ہوئی ہیں چنانچہ قارئین کو پریشانی کے مزید اسباب فراہم کرنا درست نہیں ہوگا جہاں ملک کے ارباب حل وعقد بڑھکتے ہوئے شعلوں کو بجھانے کی کوشش

میں مصروف ہیں اس آلودہ فضاء میں فرقوں سے متعلق کتاب لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اسے واضح کرنا ضروری ہے۔

ہم نے اس عنوان کی حساسیت کی خاطر وجوہات کو زیادہ وضاحت سے بیان کرنا چاہا اور اس تمہید کا نام آئینہ دراسات رکھا ہے۔میں نے یہ کتاب بقول قیادت عسکری اپنے اوپر ضرب عضب وغضب مارنے کے لئے لکھی ہے،ضرب عضب کے کچھ دن گزرنے کے بعد ذرائع ابلاغ نے کہا عسکری قیادت ضرب عضب کامیاب ہونے تک ضرب مارتی رہے گی وہ ناکام واپس نہیں آئیں گے۔پھر ایک مدت گزرنے کے بعد اعلان ہوا ضرب تنہا شدت پسندوں تک محدود نہیں ہوگی بلکہ ان کے معاونین فکری وسیاسی واجتماعی واقتصادی اور سہولت کاروں تک پھیلے گی پھر ذرائع ابلاغ اور کالم نگار صحافیوں نے ان معاونین کی نشاندہی کی کہ ان کی معاونت فرقے کرتے ہیں اور تحلیل کرنے والوں نے کہا فرقوں کا اس میں بہت عمل دخل ہے وہ ان کو اجر وثواب بتاتے ہیں مالی معاونت کرتے ہیں یہاں سے ہم نے فرقوں کے بارے میں سوچنا شروع کیا فرقے اور تشدد ودہشت گردی میں ربط کیا ہے،فرقوں کے بارے میں اتنا معلوم ہے فرقوں میں ایک دوسرے کیلئے بغض ودشمنی نفرت وکراہت تو پائی جاتی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہاں کسی کا خود کو تنہا مسلمان تعارف کروانا جرم ہے اور اسے ہر حال میں فرقہ بتانا ہوتا ہے۔

سہولت کار کون کون ہوسکتا ہے اسے جاننا انتہائی اہمیت کا حامل ہے بلکہ سہولت کاروں کو بھی سہولت کار چاہیے انہیں بھی پشت پناہی کرنے والوں کی پشت پناہی کی زیادہ ضرورت ہوتی

ہے کیونکہ اگر وہ گرفتار ہو جائیں تو انہیں کون چھڑائے گا عدالتوں میں سفارش کون کرے گا اور اگر مقدمہ سنگین نوعیت کا ہے تو بیرون ملک سے سفارش کون لائے گا لیکن نام تو فرقوں کا لیتے ہیں اور نشانہ اسلام کو بنایا جاتا ہے۔لہذا ضرورت پڑی کہ اس بات کو واضح کیا جائے کہ فرقہ اور اسلام میں کیا رشتہ ہے اور فرقے کیوں دہشت گردی پر اترے ہیں۔فرقوں کے سہولت کاران سے دہشت گردی کرواتے ہیں اور سہولت کار سیکولر ہوتے ہیں یہی لوگ فرقوں کو اکساتے ہیں فرقے اپنے عزائم کیلئے ان سے متوسل ہوتے ہیں ایسے احزاب کو چلانے کے لئے دشمن ہمارے ملک میں آتے ہیں۔انہوں نے ہی ہمارے شہروں کو ویران اور قبرستانوں کو آباد کیا ہے۔میں نے عرض کیا دراسات فی الفرق والمذاہب اپنے اوپر ضرب عضب ہے نمی دانم اس کے کیا نتائج نکلیں گے۔

قارئین کرام جانتے ہیں اور مجھے بھی اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب میری کتاب عقائد ورسومات شیعہ منظر عام پر آئی جس میں شیعوں کے دو فرقے لکھے تھے شیعہ اثنا عشری اور شیعہ حیدر کرار تو میری حرکات وسکنات کے رقیب وعتید پی پی کے حامی سعید حیدر نے کہا تھا یہ شرف الدین کی اختراع ہے شیعہ دو نہیں ہیں بلکہ ایک ہی ہیں۔اس طرح میری کتابوں کی تصحیح کرنے والے مخلص دوست جناب ڈاکٹر حسین کنانی جو میرے علاج معالجہ کا بھی خیال رکھتے تھے میرے اوپر جام غضب پھینک کر گئے اور دوبارہ واپس نہیں آئے،اس طرح میرے نجف کے ساتھی علم میں فاضل دین و دیانت رکھنے والے اپنے مدرسہ مرکز علوم اسلامی میں درس قرآن کو نصاب میں رکھنے کے سرسخت مخالف جناب شیخ محمد صلاح الدین اور جناب آغائے صابری اور

جناب آغائے شیخ عباس نے مل کر جناب مرحوم ڈاکٹر سرور صاحب کوفون کیا وہ مجھے ایسی کتاب لکھنے سے روکیں غرض قارئین اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں پورے ملک میں اس پر اعتراض کرنے والے کتنے ہونگے۔اس کتاب کی وجہ سے مجھ پر شعب ناظم آباد خانۂ حقیر میں اقامۂ جبری کا غیر حکیمانہ حکم صادر ہوا تھا تو کیا یہ میرے اوپر ضرب عضب نہیں ہوگا۔

بلکہ یوں کہوں تو شاید درست ہوگا میں نے اپنے آپ کو ہر قسم کی ضرب وطعن کے لئے پیش کیا ہے۔قارئین جانتے ہیں خودکشی وہ کرتے ہیں جن کے پاس سائلین کیلئے جواب نہیں ہوتا اس حوالے سے لوگ نام نہاد عالم دین سے غصے سے پوچھتے ہیں کیا یہ آپ کا مذہب ہے آپ کا مذہب آپ کو یہ سکھاتا ہے، کس نے عالمی سطح پر مسلمانوں کو بدنام کیا ہے کس نے مسلمانوں کا خون بہایا ہے۔اس انسان سے زیادہ ذلیل وخوار کون ہوگا کہ جب دشمنان بد سے بدتر عقابات تند وتیز سوال پہ سوال کریں کہ اس کے مذہب کی ایسی کی تیسی لیکن یہ لوگ سر اٹھا کے جواب نہیں دے سکتے، اس سے مترشح ہوتا ہے یہاں مذہبی غیرت کا فقدان پایا جاتا ہے لیکن ان شاءاللہ ہم اس کتاب کے ذریعے ان کے تمام سوالات کا جواب دیں گے۔

ابحاث تالیف صفحات:

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتباع حضرت محمدؐ کرنے والوں کو امت واحدہ کہا ہے اسی طرح چندین آیات میں امت سے الگ ہونے والوں کو فرق کہا ہے لیکن اس کے باوجود فرقوں کے شکم سے فرقے نکلتے آتے ہیں۔فرقوں کے درمیان ایک دوسرے سے بغض و

تعارض اور تصادم وتضارب کرانے والے سیکولر احزاب ہیں۔ایک طرف سے حکومت فرقوں سے پریشان ہے تو دوسری طرف سے اس کا فرقوں کو زندہ رکھنے پر اصرار ہے لہٰذا ان کا اس سلسلے میں کوشاں رہنا قابل درک وفہم نہیں ہے۔رسول کریمؐ نے اس امت میں شگاف وتفرقہ ڈالنے سے منع کیا لیکن اس رسولؐ کی پیروی کے نام سے ایک فرقہ بنام اہل سنت بنایا،جس علی نے امت کی وحدت کی خاطر اپنی ہر چیز سے صرف نظر کرکے خود کو ایک فرد اور ایک جانباز کے طور پر لشکر اسلام کی صف میں گم کیا اس کے شیعہ کے نام سے ایک جماعت نہیں بلکہ جماعت سے جماعت در جماعت بنائی گئی ہیں جو مسلسل لاؤڈ سپیکر سے عداوت ونفرت پھیلاتے ہیں۔جس اسلام نے اپنا تعارف ایک جامع ومکمل آئین حیات سے کروایا تھا اس اسلام میں لشکر اسلام اور انصار اسلام کے نام سے الگ جماعتیں بنائی گئیں،جس قرآن نے امت واحدہ کو حزب اللہ کہا تھا اس قرآن کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے اب دروز مذہب فاسدہ و مارونیہ و دیگر ملحدین سے اتحاد کو حزب اللہ کہتے ہیں۔

قرآن نے جس جہاد وقتال کو دین وشریعت کی حفاظت کے لئے ضروری کہا تھا اب وہی جہاد اس امت کی نابودی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔قرآن کریم میں حکم الٰہی کو کنارے پر لگا کر غیر الٰہی حکم نافذ کرنے والوں کو کافرین وفاسقین وظالمین کہا گیا ہے لیکن آج انہی سے مل کر بحالی جمہوریت کیلئے جھنڈا اٹھاتے ہیں،تمام حب وبغض اس جماعت کے لئے وقف ہو کر رہ گئے ہیں نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ اب کسی کے خود کو تنہا مسلمان تعارف کرانے سے ناراض ہو جاتے ہیں بلکہ اس کو غلط بیانی کرنے والا سمجھتے ہیں۔میں نے فرقوں اور ان فرقہ پرست لوگوں سے

برأت کا اعلان کیا جو میری محصوریت کا سبب بنا۔

اسباب پسماندگی وافتادگی مسلمین:

افتادگی وپستی مسلمین کی برگشت کا سبب مسلمانوں کا دین ہے یہ بات مغرب نواز مسلمان باور کرار ہے ہیں جبکہ مسلمانوں کی بدبختی وزبوں حالی اور بدتری ان کے دین کی وجہ سے نہیں بلکہ اس دین سے منہ موڑ کر متوازی و نام نہاد مذہب بنانے کی وجہ سے ہے۔ پیروان قرآن ومحمدؐ کا کہنا ہے کہ آپ کی سقوط وپستی اور زبوں حالی وافتادگی کی وجہ کیا ہے تو جواب دیتے ہیں اس کی وجہ فرقے ہیں جو ہمارے لئے ناسور ہیں، دین میں انحرافات کس نے پیدا کیئے ہیں فرقوں نے، ملت کو تتر بتر کس نے کیا جواب دیتے ہیں فرقوں نے ہی کیا ہے۔

بعض سطحی ذہن کے افراد کے مطابق فرقوں پر بات احیاءاموات اور زیارت قبرستان کی مانند ہوگی، اس موضوع میں عصر حاضر کی مشکلات ومسائل میں مبتلاء انسانوں کے لیے کوئی حل پیش نہیں کیا گیا بلکہ اس سلسلے میں جو لکھا یا کہا گیا وہ بھی کچھ سوجھ بوجھ کی صلاحیت رکھنے والوں کو غیر مفید چیزوں میں مصروف رکھنے کی مانند ہے۔ ماضی میں مدفون فرقوں کا ذکر عصر حاضر کیلئے نفع بخش نہیں ہوگا لیکن ادنیٰ سی فکر وسوچ بچار آپ کو اس طرف مبذول کرے گی کہ ان مسائل کے بارے میں قضاوت کرنے سے پہلے سوچیں کہ کیا آپ درپیش معاملات سے گہرا رشتہ نہیں رکھتے ہیں۔

سوال: فرقوں کا حسب ونسب کیا ہے؟

سوال: اسلام کے بدلے کلمہ مذہب یا فرقہ کس نے متعارف کروایا ہے؟

سوال: اسلام میں فرقوں کی بنیاد کب، کہاں اور کن لوگوں نے رکھی اور ان کے افکار و نظریات اور اہداف و مقاصد کیا تھے؟

سوال: فرق و مذاہب کا اسلام سے کس نوعیت کا رشتہ ہے؟

مذاہب وفرق سے نفرت وکراہت والے سوالات:

دین اسلام کو قیادت امت سے عزل و برطرف کرنے، امت میں ایک دوسرے سے نفرت و بیزاری پیدا کرنے آپس میں بغض وعداوت، قتل و کشتار اور خودکشی سے تجاوز کر کے اجتماع کشی کے لئے غیروں کو بلا کرامت کو ذلیل و خوار کرنے کی بدترین صورت حال کے دلخراش مناظر کو دیکھنے کے بعد اس شجرہ ملعونہ وخبیثہ کے نطفے کو شکم امت میں چھوڑنے والوں کے بارے میں طرح طرح کے سوالات ابھرنے لگے گویا مذاہب وفرق کے بارے میں نفرت وکراہت پر مبنی سوالات اٹھنے لگے۔ امت یہ جاننا چاہتی ہے کہ اس نطفے کو شکم امت میں چھوڑنے والا کون ہے یہ وہی ہے جو پہلے اس کو تغذیہ وتربیت دیتے ہیں اور پھر خیانت وخباثت کرتے ہیں۔

ہم یہاں اسلام و مسلمین کے حوالے سے غمزدہ اور محبت رکھنے والوں کیلئے کچھ سوالات پیش کر رہے ہیں تا کہ غمزدہ و مصیبت زدہ دل محزون و چشم گریاں والے خود جواب تلاش کریں۔ ہمیں اس روزگار کا سامنا کرنے کا سلسلہ کب سے شروع ہوا، اس خرمن سعادت کو آتش لگا کر کس نے خاکستر کیا۔ اسلام کے برابر و متوازی مذہب یا فرقہ کو کس مناسبت سے بنایا اور اٹھایا گیا ہے۔

بعض بے شرم و بے حیا اپنے فرقے کی خرابیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے اسلام کو نیچے دکھاتے ہیں کیونکہ ان میں غیرت اسلامی نیست و نابود ہو گئی ہے؟

سوال:۔ ہر شخص مسلمان کو یہ جاننا چاہئے کہ اب تک کتنے مذاہب و فرقے وجود میں آچکے ہیں اور ان میں سے کتنے بقول بعض افسانہ و کہانی بن گئے یا منقرض ہو چکے ہیں اور کتنے میدان میں سرگرم ہیں؟

سوال: ان فرقوں میں کن فرقوں کو اصل اور کن کو فرع کہا جاتا ہے؟

چہرہ درخشاں کو کس نے مطعون کیا ہے؟

سوال:۔ ان فرقوں میں سے کونسا فرقہ اسلام سے قریب ہے اور کونسے کو اسلام کے خلاف گردانیں گے؟

سوال:۔ اسلام سے قریب و بعید یا اسلام کے خلاف گردانے کیلئے کونسی کسوٹی ہے؟

سوال:۔ فرقے میں تشتت پذیری کیوں پائی جاتی ہے؟ فرقوں کے شکم سے نکلنے والے فرقے زیادہ تر الحادی نکلتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

سوال:۔ ابھی تک اسلام نمبر ا، نمبر ۲، نمبر ۳ کیوں نہیں ہوئے؟

سوال:۔ فرقوں کے بانیان کیوں گمنام و غیر معروف ہیں؟

سوال: فرقوں کی اساس کو کیسے پہچانیں؟

۲۔ فرق عین اسلام ہیں؟ جزء اسلام ہیں یا لازمہ اسلام ہیں؟

سوال:۔فرقوں کے سیلاب نے اسلام و مسلمین کا کیا کیا بہایا ہے؟

جواب: ہر فرقہ اپنی ایک الگ اساس رکھتا ہے اگر کسی کا ہاتھ ان کی اساس پر لگ جائے تو اس کی خیر نہیں ہوتی بعض چیزیں سب میں مشترک ہیں جیسے سب کی مشترک اساس تقلید ہے وہ تنہا احکام فقہ میں نہیں بلکہ عقائد میں بھی تقلید کرتے ہیں، مجتہدین اپنے رسالۂ عملیہ میں لکھتے ہیں تقلید صرف احکام تکلیفیہ میں ہوتی ہے لغت ،عقائد اور تاریخ میں تقلید نہیں ہوتی ہے ،جبکہ سب مجتہد کی بھی تقلید نہیں کرتے بلکہ اپنے مقامی علاقے کے ناخواندہ کی تقلید کرتے ہیں۔تقلید ان کے بقول عقائد میں بھی کرتے ہیں بلکہ ہر چیز میں ہوتی ہے۔ یہاں خود تقلید کرنے میں بھی تحقیق ہونی چاہیئے اور اس بات کی بھی کہ کس کی تقلید کرنی ہے۔حنفیوں کے پاس ابو حنیفہ،حنبلیوں کے پاس احمد بن حنبل اور شیعوں کے پاس امام جعفر صادق کی تقلید کرنے کی کوئی سند نہیں ہے۔ یہاں تک وہ ایک فرد کی تقلید نہیں کرتے بلکہ ایک جماعت مجہول کی تقلید کرتے ہیں وہ جماعت کونسی ہے جس کی وہ تقلید کرتے ہیں اس کا ذکر نہیں کرسکتے بلکہ کہتے ہیں اشعریوں، ماتریدیوں، حنفیوں ،شافعیوں، حنبلیوں اور سلفیوں کی تقلید کرتے ہیں اگر کسی نے ان سے چھیڑ چھاڑ کی تو وہ بچ نہیں سکے گا۔ وہ عقائد فقہ ،تاریخ اور اخلاق سب میں تقلید کرتے ہیں لیکن کسی نابغہ روزگار علامہ دھر کو بھی اجازت نہیں کہ وہ عقائد و نظریات فرق کو قرآن اور سنت نبی کریمؐ سے استناد کی بات کرے۔ اسی طرح شیعوں کی اساس سبّ خلفاء ہے وہ ہر چیز سے دست بردار ہو جائیں گے لیکن سبّ خلفاء سے ہاتھ نہیں اٹھائیں گے اگر ان سے سوال کریں تقلید کس کے کہنے پر کرتے ہیں تو جواب دیتے ہیں وہ امام زمان مجہول نام والمکان ،مجہول ولادت مجہول الامر امام

زمان کی تقلید میں ہیں۔

ہم اپنی تاریخ کے سیاہ صفحات لکھ رہے ہیں، عصر حاضر میں اپنی بدبختیوں کے اسباب و علل اور مرض کا مداوا تلاش کرر ہے ہیں۔کیا ہم انھیں مسلمانوں کا خیر خواہ کہہ سکتے ہیں جنھوں نے ان فرقوں کی بنیاد رکھی ہے یا منافقین و خائنین اسلام کہیں گے۔جنھوں نے مسلمانوں میں خاندانی منصوبہ بندیوں کے ذریعے نسل مسلمین روکنے کی سرتوڑ کوشش کی حمایت کی ہے۔انہوں نے ہی تولید فرقہ کی منصوبہ بندی کی ہے۔صوفیوں کا کہنا ہے یہ سب شعاعیں ہیں سب کی منزل ایک ہے،موسیٰ اپنے راستے سے،فرعون اپنے راستے سے،حسین اپنے راستے سے،یزید اپنے راستے سے جنت میں جائیں گے کیا سیکولر سیاست دان اور نام نہاد دینی جماعتیں اپنے فلسفہ کے تحت ان سوالات کا جواب دے سکیں گی۔فرقہ کی بقاء کی خاطر اتحاد کے علمبردار تضاد گوئی کرتے ہیں جیسے محترم غامدی صاحب کہتے ہیں فرقے ختم نہیں کر سکتے ہیں ہم فرقوں کی پذیرائی کر کے صبر و تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کریں اس لئے یہ برداشت کرتے ہیں اور کہتے ہیں فرقہ برا نہیں بلکہ فرقہ واریت بری ہے، چار پانچ سو سال سے مروج فرقوں کو آپ کیسے بند کر سکتے ہیں۔باطل بذات خود دوام پذیر نہیں ہوتا ہے ہراساں ہونا بذات خود اس کی ایک دلیل ہے کہ وہ باطل ہے۔

تہتر کہنے والے ذرا آنکھ کھول کر دیکھیں کہ اب فرقے کتنے ہیں۔اب تو ۳۰۰ سے تجاوز کر گئے ہیں معلوم نہیں کس عدد پر جا کر ہم ان کلمات خبیثہ سے نکلیں گے۔ثمرات خبیثہ کے انجام شوم کو دیکھیں جس دن سے فرقے وجود میں آئے ہیں اس دن سے امت نے کوئی خیر نہیں دیکھی ہے۔ہم امت اسلامیہ کو ان کے اہداف و مقاصد شوم اور ان کے بانیان کے حقو د وحسود جس نے

اسلام و مسلمین کو یہاں تک پہنچانے میں کردار ادا کیا ہے اس سے آگاہ کریں گے۔ نبی کریمؐ کے غیاب کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ لشکر ابرہہ یہود و ہنود، مجوس و صلیب و بت پرست نے لباس نفاق میں اسلام و امت اسلام پر شبخون مارا ہے۔

ہم بیس تیس سال سے ہر کتاب شروع کرنے سے اختتام تک اپنے اندر ایک خوشی اور عزت و افتخار محسوس کرتے تھے مثلاً جب ہم نے قیام امام حسین پر لکھنا شرع کیا تو اپنے اندر ایک احساس درک کیا کہ ہم کتنے خوش قسمت ہیں جو امام حسین جیسی عظیم ہستی کے پیروکار ہونے کا افتخار رکھتے ہیں جنھوں نے ہمیں باعزت جینے اور باعزت مرنے کا درس دیا، قیام امام حسین کے بعد جب ہم نے قرآن عظیم پر لکھنے کا ارادہ کیا تو اور زیادہ افتخار محسوس کرنے لگے کہ ہم کتنے خوش قسمت ہیں جو رہتی دنیا تک کے بشر کیلئے دستور حیات بننے والی کتاب ہماری کتاب ہے اور یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ نے تمام بشر کے لئے تا قیام قیامت کتاب ہدایت بنا کر نازل کیا ہے۔ جب ہم نے حیات محمدؐ پر لکھنا شروع کیا تو بھی اس عزت و افتخار و غرور سے کہ ہم اس نبی کریمؐ کی امت ہونے کا افتخار رکھتے ہیں جو خاتم الانبیاء ہے لیکن اس دفعہ جب مسلمانوں کے فرق و مذاہب کے بارے میں با دل نخواستہ اور دلبر داشتہ ہو کر لکھنے کا ارادہ کیا تو کتب فرق میں کثرت فرق کو دیکھ کر ہمارا سر شرم سے نیچے ہونے لگا سر اٹھا نہیں پائے کہ کہیں کسی کی نظر نہ پڑ جائے اور وہ سوال کرے کہ اس دفعہ آپ نے کیا لکھنا شروع کیا ہے۔

از سر نو دیکھنا ہوگا فیصلہ کرنا ہوگا کہ آیا تمام فرقے ان قباحتوں اور برائیوں سے پاک و منزہ ہیں اور یہ باتیں ان پر افتراء و تہمت ہیں یا یہ باتیں تمام فرقوں پر صدق آتی ہیں، ان میں سے

کسی کا بھی دامن صاف نہیں ہے یا ان میں سے بعض شریف ونجیب ہیں یہ دیکھنا ہوگا۔

ا۔اس کے لئے فرقوں سے متعلق تمام لوازمات وعوارضات کو دیکھنا ہوگا جس طرح ایک مجرم کو گرفتار کرنے کے بعد اس سے سوالات ہوتے ہیں لہٰذا فرقوں کے بارے میں بھی اسی طرح سوالات اٹھانے ہوں گے اور دیکھنا ہوگا ان فرقوں کی تاریخ پیدائش کیا ہے؟

۲۔پیغمبرؐ کی رحلت کے کتنے سال بعد ان کا ظہور ہوا،ان کے بانیان کون تھے؟

۳۔انکے عقائد وافکار ونظریات کیا تھے۔ان فرقوں کے قول وفعل اور عقائد کو آخری ماننے کی سند کہاں سے لی گئی ہے؟

پھر پوچھتے ہیں ہمارے زوال ونیستی اور بدبختی کا سبب بننے والے فرقوں کو کس نے جنم دیا ہے؟ یہاں فرقوں کی زبان میں اضطراب ولکنت ہے بعض کا کہنا ہے جتنا ہو سکے اجمال وابہام سے کام لیں یہ فائل نہ کھلنے دیں ورنہ براحشر ہوگا،کیا نبی کریمؐ نے فرقے بنائے تھے؟ کیا قرآن میں فرقہ بنانے کا حکم آیا تھا؟ کیا خلفاء راشدین نے فرقے بنائے تھے؟ مسلمان فرقے نہیں بنا تے کوئی مسلمان اپنے لئے باغی وطاغی گروہ نہیں بنائے گا۔لہٰذا ضروری ہے خود فرقوں کے مشخصات کو جان لیں کہ یہ لوگ کون تھے؟ کہاں سے تھے؟ کیا مطالبات پیش کرتے تھے؟ ان کے اساتید ان کے ہم نشین،گزراوقات ،رفت وآمد،ان کے گردوپیش رہنے والوں اور ان کو تقسیم ارزاق کرنے والوں کو بھی دیکھنا ہوگا تب پتہ چلے گا فرقوں کو کس نے جنم دیا ہے۔

۴۔اس حوالے سے ہر فرد مسلمان غیور ودانشور کو سوچنا چاہیے۔امت مسلمہ کو جو مسائل اس وقت لاحق ہیں وہ پہلے داخلی ہیں خارجی ان کے مہمان مدعو ہیں ان کے عامل وفاعل فرقے

ہیں جو بھی ہو واضح وروشن ہونا چاہیے یا تو یہ شرمندہ ہوکر توبہ وانابہ کریں یا سیکولران کی طرح دین سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کریں اسلام کے داعیوں اور حامیوں کو اعلان کرنا چاہیے کہ اسلام اور فرقے قابل اجتماع نہیں ہیں۔فرقے اگر اپنا انتساب دین سے کرتے ہیں تو دین قرآن اور سنت محمدؐ ہے وہ خود کو ان سے جوڑیں اور اپنا تعلق ان سے ثابت کریں۔

اس تناظر میں نئے فرقے جو تسلسل سے جاری ہیں اور جن کے کہیں اختتام وانصرام کے آثار بھی نظر نہیں آتے ہیں جو پرانی شکل وحلیہ،کلمات ونعرے اور جھنڈے بدل کر آتے ہیں اسلام کے اندر یہ فرقے کہاں سے وجود میں آئے ہیں یہ سب دیکھنا ہوگا۔

لوگ ایک فرقے سے نکل کر دوسرے میں پھنس جاتے ہیں،جس طرح ہمارے ملک میں سیاسی احزاب ہیں جن کے اہداف ومقاصد ومنزل سب ایک ہی ہیں لیکن نام،الفاظ،کلمات اورنعرے ایک دوسرے سے مختلف نظر آتے ہیں،ایک حزب کے مرنے کے بعد دوسرا پیدا ہوتا ہے یا وہ کسی دوسرے میں ضم ہو جاتا ہے۔دوسرے فرقہ کے وجود میں آنے کے بعد پہلے کا خاتمہ ہوتا ہے یہ شیاطین کی مانند ہوتے ہیں جہاں وہ لباس،زبان،حلیہ اور مقاصد بدل کر نمودار ہوتے ہیں۔

ان فرقوں کے اصول وعقائد ایک دوسرے سے نفی واثبات اور تناقض وتضاد پر مبنی ہیں جو قابل جمع نہیں ہیں جبکہ سیکولر دانشوران اور سیکولر علماء امثال راجہ ناصر،سید ساجد نقوی اور طاہر القادری وغیرہ کا اصرار ہے ان میں اتحاد ممکن ہے۔جبکہ قرآن میں ہے:

﴿ دین, اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور اہل کتاب نے علم آنے کے بعد ہی جھگڑا

شروع کیا ہے صرف آپس کی شرارتوں کی بناء پر اور جو بھی آیات الٰہی کا انکار کرے گا تو اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے﴾ (العمران۔۱۴)

فرق ومذاہب بھی قانون والد ومولود کے اندر ہیں جو اپنی تاریخ ولادت اور وفات کے حوالے سے کثیر تولید اور کثیرالحیات ہیں یعنی اپنی آغاز پیدائش سے ابھی تک سینکڑوں کی تعداد سے تجاوز کر چکے ہیں۔ان کی کثرت تولید کی وجہ سے تہتر والی حدیث کو چھپنے کی جگہ نہیں ملی ہے۔
فرق ومذاہب والوں کی کوشش رہی ہے کہ ان کا سلسلۂ نسب کسی پاک ہستی سے انتساب کریں لیکن ایسا نہیں ہو سکا اس کی مثال یہ ہے کہ قدیم زمانے سے عصر حاضر تک غیر مشروع اولاد جنم دینے والی خواتین انتہائی قساوت وشقاوت سے اولاد کو کسی گڑھے لب سڑک یا کسی مزار میں چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔

ہم نے لکھا کہ ان کا سلسلۂ نسب کسی پاک ہستی سے نہیں ملتا اس کی دلیل یہ ہے۔

۱۔کہتے ہیں فرقہ اختلاف امت سے نکلا ہے اختلاف امت سقیفہ سے شروع ہوا لیکن وہاں کوئی فرقہ نہیں بنا پھر اختلاف امت حضرت عمر کی نامزد شوریٰ سے ہوا لیکن وہاں کوئی فرقہ نہیں بنا پھر امت میں اختلاف جمل وصفین میں ہوا لیکن ان کے نام سے بھی کوئی فرقہ نہیں بنا۔
یہ بات درست نہیں کہ اختلاف اور فرقہ دونوں ایک ہیں فرقہ مجہول التشخص ہے جسے اعراب نے ایجاد کیا ہے۔

۲۔فرقوں نے جو چیز ایجاد کی ہے وہ ادیان باطلہ سے ملتی ہے۔

۳۔فرقہ امام صادق، مالک بن انس یا ابو حنیفہ نے نہیں بنایا فرقے ان کے بعد میں

وجود میں آئے ہیں۔

دین اسلام عالمی وآفاقی دین ہے اس حوالے سے یہ دین تمام ادیان عالمی پر برتری اور تفوق رکھتا ہے۔دنیا میں بہت سے ادیان ومذاہب موجود ہیں ان میں شامل ہونے کے لئے کڑی شرائط ہیں'اس ملک میں قائم سیاسی دینی تنظیموں میں شمولیت کے لئے کتنے امتحان لیتے ہیں لیکن دین اسلام میں داخل ہونے کیلئے کسی قسم کی شرط نہیں ہے، اس وجہ سے مسائل اور مشکلات پیش آئی ہیں، اس طرح جھوٹے فریب کار اور منافق لوگوں کو اس میں گھسنے کا موقع ملا ہے جس کسی نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اپنے اسلام کا اعلان کیا تو مسلمان اس کے اسلام کو رد نہیں کرسکتے یہاں سے بہت سے افراد اسلام اور روم وفارس کی جنگوں میں شکست کھانے والے نقاب نفاق میں اسلام میں داخل ہوئے یہ سلسلہ تا عصر حاضر مختلف شکل وصورت اور بہانے سے جاری ہے اور اس میں مستشرقین کے کردار نا قابل انکار حقیقت ہے۔

حدیث موہوم متنازعہ جس میں بیان ہوا ہے کہ اسلام کے تہتر فرقے ہونگے جبکہ کتب فرق ومذاہب میں اس سے کئی گنا زیادہ فرقے بیان ہوئے ہیں، علماء اور دانشوران کثرت فرق سے اتنے شرمندہ ہوگئے ہیں وہ حیران وسرگرداں وپریشان ہیں کہ مخالفین فرق کو کیا جواب دیں،فرق کی مذمت کریں تو فرقے کہاں جائیں تھوڑے دکھائیں تو حدیث فرق کا کیا حشر ہوگا، کسی اصول وضوابط میں محدود نہیں کرسکتے ہیں۔اصول میں سب ایک ہیں جھوٹ سفید جھوٹ بولتے ہیں فرقوں کی ابتداء اختلاف عقائد سے ہوئی ہے۔فروع میں پانچ فرقے ہیں یہ بھی

تاریخی حوالے سے جھوٹ ہے کبھی کہتے ہیں صرف سنی وشیعہ دو ہی فرقے ہیں جبکہ فرق نویسوں کا کہنا ہے ہرایک کے پچاس پچاس سے زائد فرقے ہیں۔

شیعہ دانشوروں اور مفکروں کا المیہ ہے کہ جب ہماری کتاب عقائد ورسومات شیعہ آئی جس میں ہم نے سرسری اور سطحی طور پر شیعہ کے دو فرقے شیعہ اثناعشری اور شیعہ حیدر کرار کا ذکر کیا تو اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد دار الثقافۃ الاسلامیہ کے فقیہ ومدبر کل نے کہا یہ شرف الدین کی اختراع ہے کہ شیعوں کے دو فرقے ہیں۔ ہمارے ایک اور اردو دان دوست اور اپنے آقا کی تقلید کورانہ کرنے والے جناب حسین کنانی نے یہاں تشریف لا کر مجھے ڈانٹا اور کہا آپ بتائیں کہاں لکھا ہوا ہے یہ شیعیان حیدر کرار کا علاقہ یا مسجد ہے اور یہ اثناعشریوں کا ہے، وہ لوگ بہتر سمجھتے تھے۔ ہم نہیں سمجھ رہے تھے کہ شیعوں کے دو فرقے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی ہے اور وہ اسماعیلی ہیں یہاں اس موضوع پر بہت کتابوں کو پڑھنے کے بعد پتہ چلا شیعوں کا ایک ہی فرقہ ہے جو اسماعیلی کے نام سے معروف ہے اور یہ پدرو مادر تمام فرق ومذاہب ہے بلکہ یہی لوگ مبدع ومبتکر فرق ہیں۔

میں نے عقائد ورسومات شیعہ میں شیعہ اثناعشری کو صحیح گردانا تھا لیکن جب اپنا دفاع کرنے کے لئے فرق کی کتابیں دیکھنا شروع کیں تو شیعوں کے ۵۰ سے زائد فرقے تھے تو ہمارے مؤقف کی تائید ہوئی اور ان کا سر شرم وحیاء سے نیچے ہونا چاہیے تھا اگر شرم وحیاء ہوتی لیکن مجھے یقین ہے ۵۰ کی بجائے ۱۰۰ فرقے بھی ہو جائیں تو انھیں شرم نہیں آئے گی جس طرح جھوٹے کو جھوٹا کہنے سے شرم نہیں آتی۔

بعض لوگوں کو اپنے ہی فرقے کے ۴۹ فرقوں کا پتہ نہیں تو دیگر فرقوں کا کیا پتہ ہوگا جبکہ

ان کے ہاں دیگر فرقوں کی کتب دیکھنے پر بھی پابندی ہے تو کیسے انہیں ان کے بارے میں پتہ چلے گا ان میں زیادہ تر مشنری سکول کے سند یافتہ ہیں۔ ہمارے ایک دوست جناب عقیل خوجہ اور الطاف بھوجانی کہتے ہیں آپ سنی کتابوں سے متاثر ہیں، دوسری طرف جامعہ کوثر کے اساتید کا کہنا ہے میری کتب سے سنیت کی بو آتی ہے۔

فرقوں نے دشمنوں کی طمع ولالچ بڑھادی:

قرآن وسنت محمدؐ نے اسلام کی سربلندی اور عاجز وناتواں فقراء ومساکین کی آبرومندانہ زندگی کے بندوبست کے لئے مسلمانوں پر ایک مالی ذمہ داری عائد کی تھی جسے آج اسلام ومسلمین کی راہ میں انفاق سے روک کر سیکولروں کی اور این جی اوز کے مقاصد اور ان کے ارمانوں، آرزوں اور مفاد پرستوں کی خواہشات میں صرف کیا جارہا ہے اور حکمران اسے اپنے کارکنان میں بانٹ رہے ہیں۔ آج مسلمان ملکوں کے سیکولر ملحدین نے ان پر قبضہ جمایا ہوا ہے اہل وطن بخوبی واقف وآگاہ ہیں پاکستان میں فطرہ اور قربانی کی کھالیں سیکولر الحادی تنظیموں کی ترویج کے لئے جمع ہورہی ہیں، اس صورت حال کو دیکھ کر بین الاقوامی ادارے نے مسلمانوں سے زکوۃ سے ایک حصہ دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ فرقوں نے مسلمانوں کو ضعیف وکمزور بنایا ہے ۳فیصد غیر مسلمین نے ۹۷فیصد مسلمانوں کو بار بار للکارا ہے، کبھی قرآن کی کبھی پیغمبر اکرم کی اہانت کبھی وزارت عظمیٰ کی امیدواری کی خواہش کرتے ہیں کبھی ہندو مسلم کا امتیاز ختم کرنے کی بات کرتے ہیں۔ کبھی نواز شریف کبھی بلاول ان کو مطمئن کرتے ہیں کہ عنقریب مسلمان ہندو کا امتیاز ختم ہوجائے گا اور

پاکستان کے مسلمان ہندوستان کے مسلمان جیسے ہونگے اس سے زیادہ عار ونگ کیا ہوسکتا ہے۔ ۸ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ کو صادر ہونے والی اخبار روزنامہ امت میں آیا ہے اقوام متحدہ نے دنیا میں جمع ہونے والی ساڑھے پانچ کھرب ڈالر کی زکوۃ کا دس فیصد یونائیٹڈ نیشن کو دینے کا مطالبہ کیا ہے اس سے بڑا کیا المیہ ہوسکتا ہے اس بارے میں حضرت علی کا وہ جملہ صدق آتا ہے کہ تمہارے کام سے دشمن کی طمع کی آنکھیں تیز ہو جاتی ہیں۔

دراست فرق ومذاہب کا طریقہ:

۱۔ بانیان فرق کی تمام خصوصیات وامتیازات

۲۔ ان کا طریقہ واردات

۳۔ تاریخ تکوین فرق

۴۔ ان کے نشانات

فرقوں کی تعریف:

۱۔ امت اسلامی کے شیرازہ کو منتشر کرنے والے۔

۲۔ امت کو گروہ در گروہ کرنے والے۔

۳۔ امت اسلامی میں عداوت ونفرت کا بیج بونے والے۔

۴۔ امت کی زندگی کو دشوار بنانے والے۔

۵۔ امت اسلامی کو اپاج بنانے والے۔

۶۔امت اسلامی کوزمین بوس کرنے والے اورامت اسلامی کوکفر کے دروازے پر پہنچانے والے۔

۷۔امت اسلامی کے قبرستانوں کوآباد کرنے والے۔

۸۔امت اسلامی کوبے معنی شہادتوں میں پھنسانے والے۔

۹۔امت اسلامی کے بارے میں چشم دشمنان میں طمع پیدا کرنے والے۔

۱۰۔امت کی خواتین کواز دواج سے محروم کرنے والے۔

۱۱۔امت اسلامی میں فرسودات وبیہودگیات پھیلانے والے۔

۱۲۔امت اسلامی کوقرآن سے دورکرکے ترنم سکھانے والے۔

۱۳۔امت اسلامی کوبے بنیاد وبے اسناد تہواروں میں مصروف کرنے والے۔

۱۴۔اسلام عزیز کامل کوناقص وناتمام کہنے والے اور دین عزیز اسلام کواجتہادات کی جزیات سے پرکرنے والے۔

۱۵۔اسلام کونظام حیات انسانی سے بے دخل کرنے والے۔

۱۶۔اسلام کی جگہ سیکولرزم،نیشنلزم اورکفریزم کوجاگزین کرنے والے۔

۱۷۔اشتراکیت وقومیت کوچلانے والے۔

۱۸۔قرآن اورسنت نبی کریمؐ میں جدائی ڈالنے والے۔

۱۹۔قرآن اورمحمدؐ کوچھوڑکراصحاب وائمہ کواٹھانے والے۔

۲۰۔اسلام کوعالمی قیادت سے محروم کرنے والے۔

جب ہم نے ان دلخراش مناظر کو دیکھا:

پندرہ بیس سالوں سے یہاں پاکستانیوں کے جنازوں کے اعلانات کو سنا ان مرنے والوں کے ایصال ثواب کیلئے ختم قرآن کو دیکھا مرنے اور زخمیوں کے لئے حکومت کی طرف سے نقد رقوم کے اعلانات کو سنا ان مردوں کے لواحقین کے نام سے شہداء فاؤنڈیشن کے جمع شدہ مال کو دیکھا۔

ان جگر سوز سانحات پر دلخراش وسمع خراش صداؤں کو سنا مجرمین کی شناخت چاہنے والوں کے سوالات واستفسارات کو سنا حکومتی نمائندوں کے بے معنی وبے وفا وعدہ ووعید کو سنا کالم نگاروں، صحافیوں، قلم پردازوں اور تجزیہ کاروں کی تشخیصوں کو پڑھا۔ آخری نشاندہی کے تیروں کا نشانہ فرقوں کو بناتے سنا اصلی مجرمین کو چھوڑ کر بے چارہ وبے بس وبے سہارا مدارس ومساجد والوں کو تنگ کرتے دیکھا تو ہم نے فرقوں کے نسب وحسب کو جاننے کے لئے ملل ونحل کی کتابوں کو جمع کرنا چاہا۔

کسی دوست کو اردو بازار میں فرق سے متعلق کتب کی خریداری کے لئے بھیجا لیکن وہ دوست خالی ہاتھ یہ پیغام لاتا ہے ۱۹۷۰ء کے بعد سے اب تک فرقوں سے متعلق کوئی کتاب نہیں آئی ہے کیا یہ باعث حیرت نہیں کہ جو ملک فرقوں کے تزاحم وتضارب سے خاک وخون میں غلطاں ہوا اور اس کا سارا ملبہ فرقوں پر پھینکا گیا ہو فرقہ کب کسی سے کہتا ہے یہ کہاں سے آیا ہے 'ویزا لے کر آیا ہے یا قاچاقی (خفیہ) راستے سے آیا ہے؟ یہ کس کا پیدا کردہ ہے کون اس کی

پرورش کرتا ہے کون سہارا دیتا ہے کون تحفظ دیتا ہے، کون اجتماعی حمایت کرتا ہے کون سیاسی پناہ دیتا ہے کون عدالتوں سے چھڑاتا ہے کون جیلوں سے نکالتا ہے کون ملک کی بندسرحدوں سے باہر بھیجتا ہے کون اس کی سزا معاف کرتا ہے؟اور کون سزائیں دلواتا ہے؟ کسی کو پتہ نہیں ہے اس سے زیادہ تعجب خیز مناظر اخباری سرخیوں میں دیکھنے میں آئے نیز یہ سال موسوم بسال کرپشن دیکھا یہاں جو کرپشن ہزاروں میں نہیں لاکھوں میں نہیں کروڑوں، اربوں کی کرپشن تھی اس میں مجرمین کو پکڑنے کے بعد فرار کراتے دیکھا۔

غرض فرق سے متعلق فارسی میں بھی کتابیں بہت کم ہیں۔ کچھ کتابیں جو مصادر قدیم و جدید کی ہیں وہ عربی میں ہیں عربی میں فرق سے متعلق گرچہ اکثر کتابیں سنیوں کی ہیں لیکن وہ بھی اشعریوں اور سلفیوں کی ہیں لہٰذا ایک تو فہرست دینے پر اکتفاء کیا ہے دوسرا زیادہ تر ان میں چونکہ رافضی غلات اور خوارج کو ذمہ دار قرار دیا گیا ہے لیکن تحلیل وتجزیہ کرنے والے ہی کی طرف سے جانب داری وطرف داری کرتے ہوئے ان کو بری قرار دینا بھی لاقانونیت ہے جو فسطائیزم سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

مصادر الدراسات:

حاضر کتاب کے عنوان سے ناموافق اذھان میں شکوک وشبہات جنم لے سکتے ہیں کہ یہ سب ان کی اپنی ذہنی اختراع ہے چنانچہ کتاب ''قرآن میں امام وامت'' کے بارے میں ایسا ہی کہا گیا ہے لہٰذا نبی کریمؐ کی سنت وسیرت طیبہ پر عمل کرتے ہوئے زخموں سے چور ہونے کے

باوجود اپنے بارے میں ناجائز و ناروا تہمتوں اور افتراء سے دفاع کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں مصادر کی یہ فہرست کسی کتاب سے لے کر اپنی کتاب کو رونق بخشنے کے لئے پیش نہیں کی گئی ہے۔

میں ان اعتراض کنندگان کو حق بجانب گردانتا ہوں کیونکہ پورے معاشرے میں جو چیز خالص ملاوٹ سے پاک ہے وہ صرف دھاندلی ہے اس کی زد سے کوئی چیز محفوظ و مستثنیٰ نہیں ہے یہاں تو ہر مجرم استثناء مانگتا ہے خاص کر فرقہ بنانا خود دین میں دھاندلی کا پہلا نمونہ ہے جن لوگوں نے کوئی فرقہ بنایا ہے ان کی اس دھاندلی پر دھاندلیوں کا اونچا نمونہ سرکار ابلیس بھی یقیناً خود حیران ہوگا کہ اس دھاندلی کو بچانے کے لئے بھی دھاندلی ہوئی ہے لہٰذا ہم قارئین سے یہی التماس واستدعا کرتے ہیں وہ اس کو سادہ وسرسری نہ لیں بلکہ اس پر بھی نظر رکھیں کہ کہیں یہاں بھی دھاندلی نہ ہوئی ہو لہٰذا میں نے قارئین کرام کو حقیقت اور واقعیت سے آشنا رکھنے کی خاطر ہمیشہ سے اپنی تالیف میں صداقت اور صراحت دونوں کا پاس رکھا ہے۔ میں اس وقت گھر سے باہر نہیں جا سکتا ہوں کرسی یا زمین پر بیٹھ کر بھی پڑھ نہیں سکتا ہوں اور نہ ہی یہ کتابیں پاکستان کے کتابخانوں میں ہوں گی جتنے مصادر پیش کرتا ہوں وہ الحمد للہ ہمارے کتابخانے میں پہلے سے موجود تھے اور جب اس موضوع پر لکھنا شروع کیا تو چند ایک اور کتابیں خریدی ہیں یہ وہ کتابیں ہیں جو خاص فرقوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ فرقوں کے ذیل میں یہ کتابیں دیکھیں جن میں فرقوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ کتاب فرہنگ فرق اسلام تالیف جواد مشکور استاد دانشگاہ تہران ایران

۲۔ معجم الفرق اسلامیہ تالیف یحییٰ شریف استاد دانشگاہ لبنان خاندان محسن امین

۳۔فرہنگ فرق عقائد اسلامی استاذ جعفر سبحانی

۴۔ملل ونحل استاد آیت اللہ جعفر سبحانی

۵۔قاموس ادیان ڈاکٹر حسین علی حمد

۶۔کتاب مقالات والفرق تالیف سعد اشعری قمی

۸۔فرق شیعہ نوبختی

۹۔شیعہ وتشیع علامہ جواد مغنی۔

۱۰۔موسوعہ میسرہ جماعت نخبگان

۱۱۔فرق معاصر غالب بن علی عواجی

۱۲۔فرق بین الفرق عبدالقاھر بن طاہر بغدادی

۱۳۔معجم الفاظ العقیدہ عامر عبداللہ فالح

۱۴۔مقالات اسلامی مبتکر مذہب اشعری

۱۵۔موسوعہ ادیان جماعۃ مؤلفین

۱۶۔اطلس فرق دکتور شوقی ابوخلیل

۱۷۔فرق شیعہ استاد جواد مشکور

۱۸۔موجز الادیان

۱۹۔شناخت مذاہب اسلامی ناشر سازمان حوزہ ھا خارج از کشور

۲۰۔تاریخ الفرق وعقائد ھا دکتور محمود سالم عبیدات

۲۱۔ملل ونحل عبدالکریم شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ

۲۲۔اعتقادات فی فرق المسلمین فخرالدین محمد بن عمر رازی

۲۳۔موسوعۃ الادیان اسماعیل حامد

۲۴۔العلوم محمود محمد مزروعہ العلویون ہاشم عثمان

۲۵۔الادیان والفرق عبدالقادر بن شیبۃ الحمد

۲۶۔فرہنگ نامہ فرقہ ھائے اسلامی مشتمل ۴۸۰ھ۔

۲۷۔دائرۃ المعارف الاسلامیۃ الشیعہ حسن الامین

موضوعات دراسۃ فرق والمذاہب:

۱۔معنی دراسۃ

۲۔معانی فرق والمذاہب

۳۔فرقوں کے وجود میں آنے کا جواز

۴۔حدیث تہتر فرق کی سند ومتن اور موضوعات۔

۵۔تاریخ ظہور فرق ومذاہب کا تحلیلی جائزہ۔

۶۔اسباب انشقاق فرق در فرق

۷۔دلائل وبراہین اسلامی بر بطلان فرق

۸۔احلام تقریب بین المذاہب

۹۔تلاش اسلام بلافرق ومذاہب

۱۰۔رجالات فرق جن لوگوں نے فرق بنائے ہیں وہ کون تھے۔

۱۱۔مصادر اسلام ومصادر فرق ومذاہب

۱۲۔فرق والمذاہب کا ادیان باطلہ وفاسدہ سے موازنہ ومقابلہ کرنا

مدخل الدراسۃ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خیر الاسماء اللہ الذی لا یضر مع اسمه شئی فی الارض ولا فی السماء با سم اللہ و الحمد اللہ علی کل نعمۃ الائۃ

الحمد للہ جعل القرآن نور قلوبنا و نفوسنا وعقولنا و ھادی سبلنا ومدبر امورنا و مرجع و موئل شقاقنا و حکم ما بیننا و نظام دولتنا و منھج امتنا و محاور فکرنا و ملجا تائنھا و ھادی ضالتا و شفاء لما فی صدورنا .

الحمد للہ انزل الفرقان و خلق الانسان علمه البیان و منحه عقلا یمیز به بین الھدیٰ و الضلال علی ھدی القرآن .

والصلوۃ و السلام علی صاحب الرسالہ العالمیہ الخاتمیہ محمد بن عبد اللہ والذین عزروہ ونصروہ و اتبعوا نوری الذی انزل معه اعراف

تمام حمد وستائش مدح وشکر اس ذات باری تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے جس نے ہمیں دین اسلام سے آشنا کیا ہے۔قرآن کریم کو آفتاب اذہان رہنما فطرت بنایا قرآن کو ہر کس و

ناکس، حاکم ومحکوم، راعی ورعیت کے حضر وسفر میں ساتھی بنایا قرآن حکیم کو ہمارے نبی کریمؐ کی نبوت کی آیت اور ہمارے ایمانیات کی دلیل اور اعمالیات کا ماخذ بنایا ہے۔

حمد وستائش اس منزل قرآن کے لئے جس نے ہمارے اندر اس کتاب عظیم سے لگاؤ اور شغف پیدا کیا۔ یہ آئین حیات وسلوک بین الاحباب والاغیار بھی ہے مبارزہ ومقابلہ ومجادلہ کی زبان بھی ہے جس کی وجہ سے مجھے فرقوں کے اندر موجود اباطیل کی شناخت ہوئی۔ قرآن کریم تنہا حضرت محمدؐ کی نبوت کی دلیل نہیں بلکہ ہر قسم کے بادسموم ادیان ومذاہب سے مصون ومحفوظ رہنے والی کتاب ہے۔ یہ کتاب جہاں یہود ومجوس اور صلیبیوں کے عقائد باطلہ وفاسدہ سے کشف نقاب کرتی ہے وہاں اسلام کے اندر منافقین کے خودساختہ فرقوں سے بھی کشف نقاب کرتی ہے۔

شکرگزار ہوں اس ذات باری تعالیٰ کا جس نے دین کے مقابلہ میں گھڑے گئے بدبودار فرقوں سے قوت شامة کو متحرک کیا نیز اس کی اس توفیق کا بھی شکرگزار ہوں کہ مجھے فرقوں کی جنایات وجرائم سے پُرکتابوں سے آشنا فرمایا اور ان کو مجھ تک پہنچایا اور میرے اندر ان کتب کے لئے لگاؤ پیدا کیا ہے۔ فرقوں کے ذریعے محصور اولاد اور عزیزوں سے لگاؤ کی جگہ قرآن سے یکسو کیا، سلام ودرود اس نبی برحق آیت حق پر جن کی نبوت کے بعد ہر قسم کی نبوت ورسالت طولی وعرضی پر مہر خاتمیت لگائی گئی ہے۔

حاضر صفحات نصف صدی سے زائد عرصہ کی ایک دعائے قرآنیہ کا استجابت نامہ ہیں

جسے میں اپنی پنجگانہ نماز میں تلاوت کرتا ہوں کہ اے اللہ مجھے صراط مستقیم کی ہدایت فرما دین انبیاء جنہیں تو نے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے مجھے اس سے قریب فرما اور مبغوض و مردود وضال و گمراہوں سے دور فرما اللہ پاک نے اس استجابت سے مجھے اس وقت نوازا جب قریب وبعید کے عزیز وا قارب نام نہاد اخوان الصفا کے بعد دیگر مجھے چھوڑ چکے تھے اور ان میں بعض اخوان الصفا کا چھوڑنا باعث سکون بنا لیکن بعض کو دھمکی اور خوف وہراس کے ذریعے مجھ سے دور کیا گیا ہے اور جب میں سفر آخرت کی تیاری کر رہا تھا فقرہ دعا میں مغضوب علیھم اور ضالین سے سختی سے بچنے کا طالب تھا، ان فرقوں کو یہود ونصاریٰ اور مجوس کے شکست خوردوں نے از روئے عناد وانتقام از مسلمین گھڑا ہے۔ ان فرقوں نے ہی مسلمانوں کو گرایا ہے اور ان کا نام فرق مسلمین رکھا ہے، شہری نظام متمدن میں گلیوں میں روشنی کا اہتمام کرتے ہیں جب کہ فرقوں کی گلیوں میں بصارت و بصیرت دونوں پر پٹیاں باندھ کے چھوڑتے ہیں۔ انکا کہنا ہے پڑھنا لکھنا ہمارا کام نہیں کتابیں سمجھ میں نہیں آتیں اور ان کتابوں کو پڑھتے وقت نیند آجاتی ہے۔ انکا کہنا ہے ہم تو اس راستے پر چلتے ہیں جس پر گزشتگان چلے تھے ہم تو دین علماء غلات سے زبانی لیتے ہیں۔ جس طرح امت فرق ومذاہب میں بٹ گئی اسی طرح مؤلفین ومصنفین اور مورخین میں سے بھی بعض ان کے حق میں اور بعض ان کے خلاف ہو گئے اور بعض نے سکوت وخاموشی اختیار کی اور بعض قاضی رئیسی بنے ہیں، جہاں خود مدعی خود گواہ اور خود ہی قاضی بنے ہیں، جس طرح سابق زمان میں یونان میں تنازعات وخصومات بڑھنے کے بعد عدالتوں اور قضاوات میں معیار عدالت ناپید ہوگئی تو نئے فلسفے نے بنام فسطائیزم رواج پایا امت مسلمہ میں بھی صورتحال بعینہ ایسی ہی ہے لہذا یہاں

بھی معیارات ختم کرنے کے لئے اجتہاد کو گھڑا گیا ہے۔

مدخل الدراسہ:

کلمہ مدخل از مادہ دخول اسم مکان بمعنی باب ہے جس طرح سعادت آخرت کے لئے حیات دنیا باب ہے اور اس سے گزرے بغیر مراحل آخرت میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں اسی طرح فرقوں سے رہائی اور فرقوں کی کما حقہ شناخت ممکن نہیں ہے۔

کلمہ دراسہ مادۂ درس سے لیا ہے ،درس کسی اثر کو مٹانے یا اپنے سامنے خاضع وانکسار کرنے کو کہتے ہیں۔"درسة الرّیاح 'درسا'' یعنی ہوا کے تکرار سے راستہ مٹ گیا۔اسی سے لباس کہنہ کو دریس کہتے ہیں یعنی بوسیدہ لباس، کسی چیز بار بار چھٹنے کو بھی درس کہتے ہیں جیسے گندم اور جو کو بھوسے سے الگ کرنے کے عمل کو بھی درس کہتے ہیں، اس طرح کسی چیز کو بار بار اس کے تمام زاویہ و ابعاد سے دیکھنے اور سمجھنے کو درس کہتے ہیں۔اسی مناسبت سے طالب علم اپنی پڑھائی کو بار بار تکرار کرتا ہے تا کہ سبق از بر ہو اور اسکا کوئی حصہ فراموش نہ ہو جائے اسے دراسہ کہتے ہیں۔

چنانچہ کسی عبارت یا علم کو اگر تکرار کے ساتھ پڑھا جائے یا اسے حفظ کیا جائے تو وہ اس شخص کے حافظے میں ثبت ہو جاتا ہے اسی طرح کسی موضوع پر ہر طرف سے بحث کرنے سے وہ چیز سمجھ میں آجاتی ہے۔مثلاً"ہم نے اس مسئلے کو مدروس کیا"یعنی اس کا تجزیہ وتحلیل کیا اور ہر طرف سے اس پر غور کیا ہے۔اسی طرح پڑھنے لکھنے اور یاد کرنے کیلئے مختص جگہ کو مدرسہ کہا جاتا

ہے جہاں انسان تعلیم حاصل کرتا ہے اور حفظ کرنے کو درس کہا جاتا ہے۔اسی مناسبت سے ہر وہ چیز جسے آپ تجزیہ وتحلیل کرنا چاہتے ہیں اسے دراستہ کہتے ہیں۔

مفسر کبیر ماہر کلمات عربی شعراوی نے اپنی گرانقدر تفسیر کی ساتویں جلد ص ۴۲۸ پر اس آیت میں کلمہ درس کی تفسیر میں کہا ہے:

کلمہ درس تکرار عمل کو کہتے ہیں مثلاً فلاں نے درس فقہ پڑھا اور اس طرح پڑھا گویا اسے ملکہ حاصل ہوا ہے۔ایک شخص کا کسی کتاب یا موضوع کو ایک دفعہ پڑھنا درس نہیں کہلاتا بلکہ اسے بار بار پڑھے تاکہ وہ اس کی طبیعت میں شامل ہو جائے۔یہ واضح ہونا ضروری ہے کہ علم اور ملکہ علم میں بہت فرق ہے،علم معلومات جمع کرنے کو کہتے ہیں جبکہ ملکہ علم سے مراد درس پڑھنے کے بعد یہ اس کی طبیعت ومزاج بنتا ہے پھر اس کو تطبیق کرنے میں آسان ہو جاتا ہے اور وہ اس کی عملی زندگی کا حصہ بنتا ہے۔علم کو درس کہنے کی یہ منطق ایک تجربۂ حسی سے ہے جیسے ہم جو یا گندم کو اس کے خوشہ سے نکالتے اور اسے صاف کرتے ہیں چنانچہ اس عمل کو دراستہ کہتے ہیں۔

''**درست الریاح درسا**'' گندم پاؤں کے نیچے روندنے اور دبانے کو کہتے ہیں رجل مدرس یعنی مدرس تجربہ کار و ماہر کو کہتے ہیں درس''**الکتاب للحفظ**''یعنی کتاب کو بار بار حفظ ہونے تک کے لئے پڑھتا ہے تاکہ ذہن سے نہ مٹ جائے کہتے ہیں دارستہ الکتاب مدارسہ یعنی اس کو بار بار تکرار کرکے یاد کیا۔کہتے ہیں **اجتمعت الیهود فی مدارسهم** یعنی یہود نے اپنے مدارس میں اتفاق کیا ہے یعنی مدارس وہ گھر ہے جس میں توریت کو پڑھایا جاتا ہے،درس ثوب یعنی کپڑے پرانے ہوگئے پھٹ گئے۔''**درس الدار معناه**''یعنی گھر کا نشان مٹ گیا اس کا اثر باقی ہے یعنی اس کی نشانی

مٹنی چاہیے لیکن اثر تھوڑا باقی ہے قرآن کریم میں یہ کلمہ ان آیات میں آیا ہے۔

﴿ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴾ ”کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟“ (قلم ۳۷)

﴿ وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ﴾ ”اور نہ تو ہم نے پہلے انہیں کتابیں دی تھیں جنہیں یہ پڑھتے ہوں“ (سباء ۴۴)

﴿ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ﴾ ”جو تم (اللہ کی) کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور جو کچھ پڑھتے ہو۔“ (العمران ۷۹)

﴿ يَأْخُذُوهُ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَاقُ الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ وَالدَّارُ الْآخِرَةُ ﴾ ”تو پھر لیا تو کیا ان سے کتاب کا عہد نہیں لیا گیا کہ خبر دار خدا کے بارے میں حق کے علاوہ کچھ نہ کہیں اور انہوں نے کتاب کو پڑھا بھی ہے اور دار آخرت ہی صاحبان تقویٰ کے لئے بہترین ہے“ (اعراف۔ ۱۶۹)

﴿ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴾ ” تاکہ وہ یہ کہیں کہ آپ نے قرآن پڑھ لیا ہے اور ہم جاننے والوں کے لئے قرآن کو واضح کردیں۔“ (انعام۔۱۰۵)

کسی موضوع وعنوان وشخص پر دراسات لکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس موضوع کے بارے میں ہر شش جہت سے سیر حاصل بحث کی جائے۔ دراسات تمام اطراف وجوانب پر محیط ہوں یعنی اس میں استعمال ہونے والی مصطلحات غرض وغایات موضوع اور مکان وزمان کی تمام ابعاد پر محیط ہوں۔ اس وضاحت کے بعد اب ہم فرق ومذاہب کی بھی تمام ابعاد اور تاریخی

وعلمی وفکری پہلو کے بارے میں بحث کرنا چاہتے ہیں۔فرق ومذاہب کی بنیاد کب اور کس نے رکھی ہے اس کے بانیان کہاں سے تعلق رکھتے تھے اور وہ کن خصوصیات وامتیازات کے حامل تھے اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ اسلام سے ان کا واسطہ ورشتہ کس نوعیت کا تھا۔

مسلمانوں میں پیدا ہونے والے متضاد فرقوں کو بعض نے غلطی واشتباہ یا عدم ادراک کی وجہ سے یا بطور عمداً فرق اسلامی کہا ہے اور کہتے ہیں جو ایک بڑی غلطی تھی۔بعض اہل ادراک اور تشخیص کرنے والوں نے انہیں فرق مسلمین لکھا ہے یہ قرین قیاس ہے کیونکہ اسلام قابل تقسیم بردار نہیں، یہ فرقوں میں تقسیم نہیں ہوسکتا، اسلام اللہ کا بنایا ہوا ہے اور جو چیز اللہ کی بنائی ہوئی ہے اس کا بدل نہیں ہوتا ہے لہٰذا اسلام نمبر ا۔نمبر ۲۔نمبر ۳ نہیں ہے، اسلام فریب ودھوکہ دہی اور طمع ولالچ سے کسی کو اپنا گرویدہ نہیں بناتا ہے۔مسلمانوں میں داخل ہونے والے منافقین نے اور شکم پرستوں واقتدار پرستوں نے فرقے بناتے ہیں۔

ان فرقوں میں اسلام نہیں ہے ان کے اندر بعض مظاہر اسلام پائے جاتے ہیں کیونکہ اسلام اقرار واعتقاد بہ ایمانیات ہے جس طرح عرب بدو دل سے ایمان نہیں لائے لیکن اسلام نے انہیں اپنی چھتری کے نیچے بیٹھنے کی اجازت دی تھی جس طرح اسلام تقسیم بردار نہیں اسلام ملاوٹ پذیر وشرکت پذیر نہیں "الا للہ" دین الخالص۔

فرقے والے خود کو مسلمان کہتے ہیں لیکن انہیں نظام اسلام قبول نہیں کوئی کہتا ہے فقہ جعفری نافذ کرو کوئی فقہ حنفی کوئی نظام ایران کوئی نظام سعودی کوئی اسلام جناح واقبال کی بات کرتا ہے لیکن اندر سے وہ نظام غربی کے داعی ہیں کیونکہ ان کے عقائد ادیان باطلہ سے ماخوذ ہیں۔

ایک ارب مسلمان غیر اسلامی اعتقادے ممزوج ہونے کی وجہ سے ھمج الرعی بنے ہوئے ہیں۔ہم اس ناقص اور کوتاہ کاوش میں یہ واضح کرنے کی سعی کریں گے کہ اگر کوئی مسلمان اس مملکت عطیۂ الٰہی کو منتشر وپراگندہ کرنے، افراتفری پھیلانے اور ایک دوسرے کی جان کیلئے وبال بننے اوراسلام کامذاق اڑانے کافلسفہ سمجھنا چاہے تو قرائن وشواہد بتاتے ہیں باطنیہ قدیم وجدید کے اتحادے مسلمانوں سے اسلام قرآن ومحمدؐ کوچھین کر اسلام اقانیم ساختہ ثالوثی یہود ومجوس وصلیب کوفرقوں کے ذریعے چلائی اوران کے مضرات ونقصانات اپنی جگہ بہت خطرناک ہیں۔ان کے عقیدہ میں اللہ اپنے من پسند فرقوں کے بانیوں میں حلول ہے یعنی اللہ تنزل کرکےان میں حلول ہواہے کہتے ہیں اللہ کاظہور ہوا ہے،کبھی کہتے ہیں ان کی آنکھ اللہ کی آنکھ ہے،انکے ہاتھ اللہ کے ہاتھ ہیں ان کا چہرہ اللہ کا چہرہ ہےاور کبھی کہتے ہیں وہ کچھ نہیں انسان لال بیگ وچیونٹی جیسا ہے وہ اپنے نفع ونقصان اور موت وحیات کا مالک نہیں ہے لیکن دوسری طرف وہ ناچنے، گانے، فحاشی وعریانی سب میں خودکوآزاد سمجھتا ہے۔

بلکہ وہ دین پرنہیں دین سے کلی طور پر یانیم حصہ چھوڑ کر نکلے ہیں سورہ مبارکہ انعام ۱۵۹ روم ۳۲ میں آیا ہے یہ فرقے دین سے نکل کر بنے ہیں یہ سالم نہیں رہ سکتے ہیں بلکہ یہ خودٹکڑے ٹکڑے اور پاش پاش ہو جائیں گے اور ہو بھی گئے ہیں،خوارج معتزلہ،صوفی، شیعہ اورسنی نہ جانے کتنے فرقوں میں بٹ گئے ہیں آگے معجم الفرق میں ملاحظہ کریں فرقوں کا ہرآئے دن شگاف اورٹکڑے ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی بھی فرقے میں دین نہیں ہوتا ہے۔دین واحد ہے قابل تقسیم نہیں کیونکہ دین اللہ کا ہے جسے کوئی تقسیم نہیں کرسکتاانسان کوٹکڑے ٹکڑے کر سکتے

ہیں، لیکن دور بیٹھ کے کوئی بھی انسان کسی انسان کو موت نہیں دے سکتا یعنی ارادے سے اس کی روح نہیں نکال سکتا۔ اسی طرح دین کو بھی کوئی ٹکڑے ٹکڑے نہیں کرسکتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو بے دین بنا کر دینداروں کو ناپید کرسکتے ہیں، جس کی واضح مثال آج اندلس ہے۔

فرق

ف ،ر، ق یہ تین حروف سے مرکب کلمہ ہے جو دو چیزوں میں تمیز کرتا ہے، یہیں سے گلا گوسفند کے اس حصے کو فرق کہتے ہیں جو دوسرے مجموعہ سے الگ ہو جائے، جب ایک چیز میں شگاف ہوتا ہے تو دونوں طرف کو فرق کہتے ہیں جیسا کہ سورہ شعراء ۶۳ میں آیا ہے۔ یہیں سے قرآن کریم کو فرقان کہا ہے جو حق اور باطل کے درمیان تمیز کرتا ہے صبح صادق کو فرقان کہتے ہیں کیونکہ وہ رات کی تاریکی اور دن کی روشنی میں تمیز کرتی ہے۔

کلمہ فرق بھی ابن جنی کی اختراق واختراع کے مطابق تقلبات شش گانہ سے گزرا ہے جیسے حرف ''ف۔ر۔ق'' ''ر۔ق۔ف'' ''ق۔ف۔ر'' ''ف۔ق۔ر'' ہے۔

فرقے کے مترادفات میں فلق 'شقاق' شگاف' انتشار صدع وغیرہ آتے ہیں۔ اسی کلمہ فرق سے تفریق بنی ہے

جو ریاضیات میں جمع کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔

مذاہب جمع مذہب ہے۔ مذہب اس راستے کو کہتے ہیں جس کی طرف انسان گامزن ہوتا ہے۔ **مذہب اسم مکان یا زمان یا مصدر مسمّیٰ یا اسم مصدر ہے اور مادہ ذھب سے لیا گیا ہے۔**

انسان جس منزل کی طرف جانے کے لئے جو راستہ اختیار کرتے ہیں اس کو مذہب کہتے ہیں چاہے صحیح ہو یا غلط سیاسی ہو یا اقتصادی دور ہو یا نزدیک، آسان ہو یا دشوار، تصورات کو بھی مذہب کہتے ہیں۔

یہ مادہ ذھاب سے لیا ہے ذھب جانے کو کہتے ہیں۔ اسی سے سونے کو ذہب کہا ہے کیونکہ وہ ایک جگہ استقرار نہیں پاتا ہے اسی مناسبت سے انسان جس فکر و مسلک کو اپناتے ہیں چاہے وہ صحیح ہو یا غلط اُسے مذہب کہتے ہیں۔ مذہب دین میں داخل ہونے والے راستے کو نہیں بلکہ دین سے خارج ہونے کو کہتے ہیں۔ مذاہب ایک دوسرے سے اختلاف و تناؤ اور کھینچاؤ رکھتے ہیں اختلاف و تناؤ اس کی سرشت و عنصر ہے لہٰذا کبھی بھی کہیں بھی ان کے درمیان اتحاد و اتفاق ناممکن ہے چہ جائیکہ وہ دین سے اتفاق کریں۔ دین سے راستہ نکالنے کا مقصد دین سے رہائی کی خاطر ہے بلکہ اس میں بنیادی غرض مادہ و خواہشات دنیوی کے علاوہ اغراض شوم اور خواہشات اعداء اسلام پر عمل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے دین سے نکلنے والے تھوڑے عرصہ کے بعد خود بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ جس طرح وہ دین سے ٹوٹے ہیں وہ خود بھی ٹکڑے ٹکڑے طرائق قدداد ہوتے ہیں۔

فرقوں کو جاننے کے لئے اس طریقہ کار کو اپنانا ضروری ہے جس طرح ملک کے دشمنوں کو جاننے کے لئے مشکوک افراد کی شناخت کے طریقۂ کار کو اپنایا جاتا ہے اور ان کی تمام زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ نبی کریمؐ کے نزول مدینہ سے رحلت تک اور خلفاء راشدین کے دور سے دور بنی امیہ کے آخری خلفاء کے دور تک کسی بھی طرف سے عقائد اسلامی

سے چھیڑ چھاڑ ایک گروہ منظم اور جماعت طائفہ کی شکل میں نہیں تھی بلکہ اسلام مخالف افکار پر چار کرنے والوں کو دردناک سزائیں دی جاتی تھیں۔چھیڑ چھاڑ کوفہ میں مقیم اعراب وشرکین نومسلم مجوس فارس، یہود وصلیب مصر نے شروع کی۔نیز سرزمین عراق میں مقیم نصاریٰ اور شام وفلسطین سے آنے والے نصاریٰ اور ایران سے آنے والے مجوس ویہود بھی وہاں بستے تھے۔خلیفہ سوم اپنے گھر میں قتل ہوئے اور اور چہارم کو گھٹنے پر بٹھانے کے بعد قتل کرنے والے عراق کے بدو تھے جو دین نصاریٰ ومجوس ومشرکین سے وابستہ منافقین تھے۔

تاریخ پیدائش فرق:

تاریخ اسلام پڑھنے یا لکھنے کے خواہشمند کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے وہ تاریخ اسلام اور تاریخ فرق میں تمیز کرے؟ تاریخ اسلام کے مصادر قرآن اور سنت وسیرت محمدؐ ہیں جن میں فرقے کا ذکر تک نہیں ہے۔تاریخ اسلام بعثت رسولؐ سے شروع ہوتی ہے اور یہ خلافت راشدہ کے خاتمہ کے بعد سے بنی امیہ کے آخری دور یعنی دوسری صدی ہجری کے دوسرے مصف سے شروع ہوا۔تاریخ اسلام اور تاریخ فرق میں کم سے کم دوصدیوں کا فاصلہ ہے۔تاریخ فرق کے بارے میں بقول بعض تمام فرقوں میں سے دوفرقوں سے سوال پوچھتے ہیں کیونکہ انہی دو سے باقی پھیلے ہیں وہ شیعہ اور اہلسنت ہیں۔شیعہ مذہب کب وجود میں آیا؟ اہل سنت والجماعت کب وجود میں آئے؟۔ان دونوں نے ہر آئے دن مثل بیکٹیریا بچے جنم دیئے ہیں فرقے گرائش مادی رکھتے ہیں شگاف وتقسیم وشقاق اور نحوست ثالوثی رکھتے ہیں۔تقسیم وشگاف وشقاق ہر ایک کے

برے اثرات ہوتے ہیں، شگاف میں اختلاف، تقسیم میں کمزوری اور شقاق میں عداوت ہوتی ہے، گھروں میں میاں بیوی میں، باپ بیٹے میں، بھائی بھائی میں اور دور رسالت، دور خلافت اسلام اور دور فرق میں اس کی نشانیاں نمایاں نظر آتی ہیں۔

جبکہ اسلام، سالمیت، انسجام و یگانگت اور وحدت کا حامل و داعی ہے کیونکہ یہ اللہ کا بنایا ہوا دین ہے جبکہ فرقے ابلیس وشیاطین کے پیدا کردہ ہیں۔

بہت سے فرق نویسوں نے تاریخ ظہور فرق کو وفات رسول اللہ کے فوراً بعد بتایا ہے جہاں حضرت علی کے یاران باوفا نے سقیفہ میں منتخب خلیفہ کو مسترد کیا اور علی کو اس منصب کا حق دار قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں یہاں سے فرقہ وجود میں آیا یہاں سے فرقہ پرست سقیفہ کو اچھالتے ہیں ایسا نہیں ہے کہ سقیفہ کو صرف شیعوں نے اچھالا ہے بلکہ سنیوں نے ایندھن کے مصادر فراہم کئے ۔سقیفہ کے خلاف مواد تیار کرنے والے سنی ہیں وہ انتہائی فخر سے کہتے ہیں صحیح بخاری و مسلم میں اس کا ذکر ہے یہاں سے یقین جازم وقاطع ہوتا ہے اچھالنے والی تیسری پارٹی ہے۔فرقہ سازوں نے پہلے دن سے الی یومنا ھذا تک سقیفہ کو ہر طرف سے اٹھایا ہے سقیفہ یوم فاجعہ ہے۔ اس فاجعہ پر رونے کیلئے انہوں نے دختر رسول حضرت زہراء کو انتخاب کیا اللہ ورسول کے بعد اس عظیمہ پر افتراء باندھنے کی رسم چلائی، راوی گمنام اشخاص امثال سلیم بن قیس، صاحب امامۃ و سیاسہ صاحب نسائی کو انتخاب کیا۔ اسلام کے دردمندوں کو چاہیے کہ فرقوں کے چڑھائے گئے نقاب کو ہٹا کرانہیں عیاں کریں۔تاریخ ظہور فرق سقیفہ نہیں جہاں انصار ومہاجرین جانشین رسول اللہ تعین کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے یہ کہنا یہاں سے فرقہ وجود میں آیا اجمال وابہام گوئی سے

بوئے گند و بوئے سازش کی علامت ہے، یہ نفاق کا بیج بونے کی علامت ہے۔ ان سے سوال ہے۔

(۱)۔ وہاں انتخاب جانشین کے لئے جمع ہونے والوں نے انتخاب کرنے میں کتنے دن گزارے تھے؟

(۲)۔ کتنے لوگ زخمی ہوئے تھے؟

(۳)۔ مسجد میں کتنے زخمی یا مقتولین لائے تھے کتنوں کو چوٹ لگی تھی وہاں کس نے دھرنا دیا تھا کس نے بھوک ہڑتال کی تھی۔ حقیقی وارث ہونے کا کیا ثبوت پیش کیا گیا تھا کیا محمدؐ کو رسول لوگوں نے بنایا تھا کیا رسول اللہ عربوں کے بادشاہ تھے؟

(۴)۔ علی کے ساتھ کتنے لوگ تھے؟

۱۔ اقتدار کے لئے کسی کو مستحق ٹھہرانا اس وقت صحیح ہوگا جب آپ اس کے استحقاق کے لئے کوئی دلیل عقلی و شرعی رکھتے ہوں کہ یہ منصب فلاں کا ہے اس کو دے دیں تو اختلاف ختم ہوگا، یہ منصب نبوت و رسالت ہوتا تو جسکو بنانا تھا اللہ ہی اس کو دے دیتا جس طرح خود محمدؐ کو دیا تھا، اگر یہ نبوت ہے تو یہ رسول اللہ بھی کسی کو نہیں دے سکتے ہیں، نبی کسی کو نبی نہیں بنا سکتے۔ اللہ نے یہ حق کسی کو نہیں دیا ہے لیکن لوگوں کے لیے اللہ کی حکومت کو چلانے کے لیے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے، حاکم کا انتخاب حاکم کی حکومت کا نفاذ ملت سے ہوتا ہے کیونکہ یہ بوجھ لوگوں نے اٹھانا ہوتا ہے جیسا کہ خود رسول اللہ کی حکومت کا بوجھ مدینہ کے انصار نے اٹھایا۔ یہاں دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک ایسی شخصیت جو حاکم اسلامی بننے کی صلاحیت رکھتا ہو جو اللہ کی حکومت

چلائیں گے۔اور دوسری چیز یہ کہ لوگ اس کا استقبال کریں یعنی راضی ہو جائیں۔

۳۔ کسی شخص کا خود کو اس منصب کے لئے حقدار قرار دینا مذموم عمل ہے وہ کہاں سے کہتے ہیں میں حقدار ہوں اگر کوئی نبی یا رسولؑ ہے تو وحی پیش کرنا ہوتی ہے اگر خواہش ہے تو وہ استبداد ہوگی سورہ قصص میں ایسے شخص کی مذمت کی گئی ہے تاریخ بشریت میں جس کسی نے خود کو اس منصب کے لئے حقدار قرار دیا ہے وہ استبداد کا حامل نکلا ہے انہوں نے کتنے جرائم کا ارتکاب کیا، یزید، مختار، حجاج ہٹلر نے کتنے لوگوں کو قتل کیا۔سقیفہ کے اجلاس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت علی نے یہ نہیں کہا میں اس منصب کا حقدار ہوں، اگر علی اس کے حقدار تھے تو قتل عثمان کے بعد کیوں اس کو مسترد کیا اور فرمایا یہ منصب کسی اور کو دے دیں۔حضرت علی کا اعتراض صرف یہ تھا آپ لوگ میرا انتظار کرتے اور اس مشورے کے وقت مجھے بھی بلا لیتے اور جب حضرت علی کو یہ منصب ملا تو اس وقت بھی حضرت علی نے خود کو اس منصب کے لئے حقدار قرار دے کر یہ منصب حاصل نہیں کیا تھا چنانچہ آپ نے مکرر فرمایا ہے تم نے یہ منصب میرے اوپر ٹھونسا ہے بلکہ کہا مجھ کو چھوڑ دو یہ منصب کسی اور کو دے دو۔

۴۔ پیغمبر کی جانشینی نبوت ورسالت میں ہوتی ہے، یہ دور تو ختم ہو گیا تو یہ کسی کا حق نہیں ہے اب نظم ونسق اور جنگ وجہاد انصار ومہاجرین کی ذمہ داری ہے کیونکہ یہ نبی کریمؐ کے دور قیادت کا اختتام ہے، آپؐ قیام قیامت تک کے لئے رخصت ہو گئے اور علی کو قیامت تک یہاں نہیں رہنا تھا کہ علی کے جانے کے بعد اس منصب کا حقدار وسزاوار کون ہوگا اگر امام حسن تھے تو وہ امام بن گئے لیکن مستعفی بھی ہو گئے۔بنی امیہ و بنی عباس کی مذمت اس لئے کی گئی ہے کہ انھوں نے یہ

منصب اپنے گھرانے میں وراثت میں رکھا۔ اگر وراثت ایک گھرانے میں بُری ہے تو دوسرے گھرانے میں بھی بُری ہے۔ اگر بنی امیہ و بنی عباس کے گھرانے اس منصب کے لئے نالائق و نا اہل نکلے ہیں تو خاندان اہل بیت سے بھی بہت سے نالائق و نا اہل نکلے ہیں جنہیں خود اہل بیت والے پسند نہیں کرتے تھے لہٰذا یہ کہنا کہ تفرقہ امامت سے شروع ہوا درست نہیں ہے۔

امت میں تفریق کرنے والوں کو تلاش کریں تو وہ یہود و نصاریٰ و مجوس سے ملتے ہیں۔ شیعہ کی بنیاد حضرت علی، امام حسن یا امام حسین نے نہیں رکھی ہے۔ امت میں تفریق کا آغاز خوارج سے شروع ہوا۔ اس کے بعد عراق میں ابی الخطاب اسدی میمون دیصانی، جابر جعفی، مفضل بن عمرو، منذر جارود اور مغیرہ عجلی بھی اسی راستے پر چل کر اس بنیاد کو مستحکم کرتے گئے، اس طرح عقیدے میں تفریق آئی۔

مقالات الاسلامین ص ۱۱ پر ہے ایک یہودی مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی فتح و نصرت کو برداشت نہیں کر رہا تھا یہاں تک کہ اس نے خود کو بظاہر مسلمان پیش کیا۔ اس شخص کا نام عبداللہ بن وہب بن سبا ہے اس نے اسلام میں تین فکریں پھیلائی ہیں جس سے ملت اسلامی میں تفرقہ و انتشار پیدا ہوا ہے۔

۱۔ اس نے یہ اعلان کیا پیغمبرؐ نے علی کے حق میں وصیت کی ہے۔

۲۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے کہا رسول اللہؐ اور علی دونوں واپس آئیں گے۔

۳۔ اس نے کہا علی قتل نہیں ہوئے ہیں وہ ابھی زندہ ہیں وہ بادلوں میں سکونت کرتے ہیں، برق ان کی لاٹھی ہے وہ ایک دن زمین پر آئیں گے زمین عدل سے بھر دیں گے جس طرح

ظلم وجور سے بھری ہوئی ہے۔ یہ تینوں افکار یہودیوں سے لئے گئے ہیں۔

کتاب مقالات اسلامین واختلاف المصلین تالیف ابی الحسن علی بن اسماعیل اشعری متوفی ۳۳۰ھ ص ۱۰ پر لکھتے ہیں عراق کے شہر میں ایک نصرانی رہتا تھا اس کا نام سوسن تھا جس نے خود کو مسلمان پیش کیا۔ اسی طرح معبد بن عبداللہ جہنی جس کا ذکر تاریخ اسلام ذہبی ج ۳ ص ۳۰ تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۲۶ پر آیا ہے معبد بن عبداللہ بن حکم جہنی نے سوسن کو اپنے ساتھ ملایا اُس نے اپنے زہریلے ایمان کش افکار اس کی فکر میں داخل کیے۔ اس نے اس کو مذہب قدریہ پھیلانے پر آمادہ کیا یہ پہلا شخص ہے جس نے مذہب قدریہ کی بنیاد رکھی۔ یہ مدینہ میں پہنچا اور لوگوں کے عقائد خراب کرنا شروع کیے تو عبداللہ بن عمر اور امام حسن نے لوگوں کو متوجہ کیا اور معبد سے نہ ملنے کا کہا اور کہا یہ ضال ومضل ہے مسلم بن یسار مسجد کے کسی ستون سے تکیہ کئے بیٹھے تھے کہہ رہے تھے معبد، نصاریٰ کی بات کرتا ہے۔ یہاں تک کہ عبدالملک بن مروان نے ۸۰ھ میں اس کو سولی پر چڑھایا اس کا ذکر تاریخ کامل ج ۴ ص ۱۸۹ النجوم الزاہرہ ج ا ص ۲۰۱ پر ہے۔

اس معبد جہنی نے یہ فکر غیلان بن مروان یا غیلان بن مسلم دمشقی سے لی اس نے کہا خیر و شر دونوں بندے سے ہوتی ہیں۔

جغرافیۂ اسلام:۔

دین اسلام کی طرف دعوت دینے والے حضرت محمدؐ تھے آپ کا موطن ومرکز دعوت

سرزمین مکہ تھا۔آپؐ نے دعوت کا آغاز مکہ سے کیاتو بعض افراد ہر قسم کے خطرے اور محرومیت ومصیبت کی پرواہ کئے بغیر آپؐ پر ایمان لائے۔آپؐ اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کے مقابلہ میں وثن وصنم پرست مشرکین تھے جو آپؐ کو تہمت وافتراء کے تیر مارتے اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کو ضرب وشتم اور مار پیٹ کا نشانہ بناتے تھے۔مومنین اذیت وآزار کو برداشت کرنے کا پختہ عزم کر چکے تھے، آپ کے مقابل میں سرسخت بت پرست کھڑے ہوئے تھے،ان کے درمیان میں منافقین کا وجود نہیں تھا لیکن جونہی آپ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور آپ کی حکومت واقتدار قائم ہوا تو آپؐ کے مقابل میں جو یہود کھڑے تھے ، ان کے لئے یہ ناگوار گزرا۔ان کے درمیان میں اقتدار کی ہوس رکھنے والے اور منفعت پرست یہود کے کارندوں نے منافقین کا ایک گروہ اکٹھا کیا۔ یہ جماعت موقعہ ومحل پر پیغمبرؐ سے مزاحم ہوئی لیکن نبی کریمؐ کے مقام ومنزلت اور لوگوں میں مقبولیت نیز آپؐ کی حکمت عملی کی وجہ سے وہ گروہ کوئی معقول مزاحمت اور قابل ذکر نقصان نہیں پہنچا سکے۔ یہاں تک کہ سربرآوردہ منافقین اپنی موت آپ مر گئے اور ان میں سے بعض نے جلاوطنی اختیار کی۔ نبی کریمؐ کی وفات کے بعد منافقین نے دوبارہ سر اٹھایا اور اعلانیہ اسلام سے روگردانی کی، وہ اسلام کے مقابل میں مزاحمت پر اتر آئے۔ خلیفہ اور امت نے مرتدین سے جنگ بلا امان شروع کی۔ حضرت ابوبکر کا عزم تھا منافقین و مرتدین کو ختم کرنا ہے چنانچہ ابوبکر اور امت بیدار اس ہدف کے حصول میں کامیاب وسرخرو نکلے، مرتدین کو انجام تک پہنچانے کے بعد بیک وقت روم وفارس دونوں کی طرف رخ کیا۔لہٰذا حضرت ابوبکر وعمر کے بارہ سال اور حضرت عثمان کے ۶ سال تک امت اسلامی نے امن وامان

کی زندگی گزاری اور یہاں کوئی فرقہ وجود میں نہیں آیا، یہاں حاکم اور امت کے درمیان کوئی فاصلہ ودوری نہیں تھی ۔حضرت عثمان کی حکومت کے ۶ سال گزرنے کے بعد فارس وروم سے آنے والے مجوس فارس،صلیب مصر اور شام کے نصاریٰ ویہود تھے،انہوں نے مملکت اسلامی سے مزاحمت شروع کی اور اس کے نتیجہ میں خلیفہ سوم قتل ہوگئے اور اس کے بعد خلیفہ چہارم کو چومتی ہوئی فتح کو شکست کی صورت میں دیکھنا پڑا۔ یہاں تک خلیفہ پنجم امام حسن کو خلافت سے تنازل کرنا پڑا۔ ہماری منافقین سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے از روئے نفاق کلمہ پڑھا تھا۔ جن منافقین نے پہلے مرحلہ میں خلیفہ مسلمین کے خلاف علم بغاوت بلند کیا وہ خوارج کے نام سے مشہور ہوئے،خوارج کو جب کچل دیا گیا تو انہیں دوبارہ اٹھنے نہیں دیا لیکن وہ مختلف نام سے قیام کرتے تھے اور جونہی حکومت بنی عباس قائم ہوئی تو انہوں نے پھر سر اٹھایا۔

اسلامی حکومت کے خلاف عقیدتی جنگ شروع کی انہوں نے فلسفہ کے سانچے میں اسلام کو پیش کیا یعنی بندے کے افعال واعمال واقوال جو اس سے صادر ہوتے ہیں اس میں بندہ آزاد وخود مختار ہے یا مجبور ہے۔ بعثت حضرت محمدؐ سے آخری دور بنی امیہ تک اس سو سالہ دور میں اس قسم کی ابحاث دیکھنے میں نہیں آئیں، اُس دور میں لوگ صدق دل سے ایمان لانے والے اور اعمال صالح انجام دینے والے تھے فاسق کا چہرہ دور سے پہچانتے تھے وہ اس قسم کی بحث نہیں کرتے تھے لیکن نصاریٰ نے اس بحث کو اس طرح سے چھیڑا کہ عیسیٰ افضل ہیں یا محمدؐ بلکہ اس کیلئے انہوں نے اس آیت کو پیش کیا عیسیٰ کلمۃ اللہ ہیں۔

جغرافیہ فرق:

ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ خریطہ اسلامی میں یہ فرقے کس جگہ سے وجود میں آئے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند اہم امارات کا ذکر آتا ہے جن میں سرفہرست کوفہ، بصرہ اور خراسان کا ذکر آتا ہے۔ کتاب معجم البلدان یاقوت حموی ج ۱ ص ۴۳۰ پر لکھتے ہیں اسلامی خریطے میں بصرہ کے نام سے دو شہر ہیں ایک کا نام بصرہ عظمیٰ ہے جو عراق میں ہے دوسرا مغرب میں ہے۔ اس بصرے کے بارے میں حضرت علی کے ارشادات کلام نمبر ۱۸ میں آئے ہیں جن میں آپ نے اسے محل ابلیس کہا ہے خطبہ نمبر ۱۰۲' بصرہ کو بصرہ کہنے کی وجہ میں صاحب کتاب لکھتے ہیں بصرہ زمین غلیظ گاڑھی کو کہتے ہیں یعنی وہاں پتھر زیادہ ہیں جو حیوانوں کے ناخن اور پاؤں کے سم اکھاڑتے ہیں، سخت پتھر ہونے کی وجہ سے اس کو بصرہ کہا گیا ہے۔ تاریخ بصرہ خریطہ اسلامی میں نافع بن حارث بن کلدہ بن ثقفی سے نقل ہے عمر ابن خطاب نے فتح بحرین کے بعد بصرہ کو جنگی اسیروں اور مجاہدین کے لئے جائے رہائش کے طور پر انتخاب کیا بصرہ دجلہ اور فرات کے درمیان ۴ فرسخ ہے یہاں قیام کیا اور دارالامارہ اور مسجد بنائی اور بصرہ کو کوفہ سے چار مہینے پہلے بنایا۔ یہاں اکثر و بیشتر پناہ گزین مقیم ہوتے تھے مومنین خالص کی تعداد بہت کم تھی حضرت علی نے اس شہر کی مذمت کی ہے۔

کوفہ:

یہ عراق کا دوسرا شہر ہے جو بصرہ کے ۴ مہینے کے بعد بنایا گیا ہے یہ قدیم زمانے کے بابل

کے قریب واقع ہے کوفہ کو کوفہ کہنے کی وجہ میں صاحب کتاب معجم البلدان لکھتے ہیں یہ دائرے کی شکل میں ہے کتاب معجم البلدان ج ۴ص ۴۹۱ پر آیا ہے عبید معمر ابن مثنیٰ نے لکھا ہے جب سعد ابن ابی وقاص نے فارس کے جنرل کو شکست دی تو وہاں کے لوگ میں سے بعض فرار ہوئے، بعض اسیر اور بعض مسلمان ہوگئے تو فوج اور تسلیم شدہ گاؤں کیلئے یہ شہر بنایا گیا۔ کوفہ کا دوسرا نام کوفۃ الجند ہے یعنی یہاں لشکر اسلامی رہتے تھے یہاں فوجی چھاؤنی تھی یہاں کے والی کوفہ اور بصرہ دونوں پر حکومت کرتے تھے خلیفہ سوئم عثمان کے دور میں یہی کوفہ محل جائے پناہ گاہ مخالفین تھا حضرت عثمان کے بعد حضرت علی سے بغاوت کا جھنڈا اسی بصرہ سے بلند ہوا تو حضرت علی دار الخلافہ مدینہ چھوڑ کران باغیوں سے نمٹنے کیلئے لشکر لے کر بصرہ میں آئے۔ بصرہ والوں نے حضرت کی طرف منسوب والی عثمان بن حنیف کو یہاں سے بھگا کر اس شہر کو آزاد کرایا۔ یہاں زبیر، طلحہ بن عبد اللہ، عبد اللہ بن زبیر، ام المومنین عائشہ اور مروان جمع ہوئے یہ سب حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے نام سے یہاں جمع ہوئے اور حضرت علی ان باغیوں کو کچلنے کیلئے لشکر لے کر یہاں پہنچے۔ اس وقت سے بصرہ اور کوفہ حکومتِ اسلامی کے مخالف لوگوں کا مرکز رہا ہے کوفہ وبصرہ ایسی دو جگہیں ہیں جو اپنے آغاز سے اسلام کے خلاف سازشیں انجام دیتے آرہے ہیں یہاں تک کہ خلیفہ دوئم جو اپنے والیوں پر سخت نظر رکھتے تھے اور مخالفین حکومت اسلامی کو دبا کر رکھنے والے تھے وہ بھی ان سے تنگ تھے اسی کوفہ سے خطاب کرتے ہوئے عقیلہ بنی ہاشم زینب بنت علی نے فرمایا اے اہل کوفہ تم اہل غدر وخیانت، مکر وفریب اور عہد شکنی والے ہو۔ غدر وعہد شکنی انکی شناخت رہی ہے یہ مرکز سکونت منافقین جالوت نسب رہا ہے انہوں نے کسی بھی والی شریف

ونجیب کے پیر جمنے نہیں دیئے کیونکہ وہ خلیفہ سے ایسے والیوں کی شکایت ضرور کرتے تھے۔ کوفہ ہمیشہ مرکز اسلامی کیلئے محل سازش رہا ہے خیانت وغداری میں شہرت رکھنے کی وجہ سے معاویہ جیسے مستبد و مسلط حاکم نے بھی یزید کو اپنی وصیت میں لکھا کوفہ والے ہر دن ہر مہینے ''والی'' بدلنے کا مطالبہ کریں تو بدل دینا یہ تمہارے لئے آسان ہے ورنہ ایک لاکھ کے لشکر سے تمہیں مزاحمت کرنا پڑے گی۔

خراسان:

کتاب معجم البلدان ج ۲ ص ۳۸۰ پر آیا ہے خراسان ایک وسیع وعریض علاقہ ہے جو عراق کی حدود سے شروع ہوتا ہوا ہند سے جا ملتا ہے اس کے اندر اس وقت کے بڑے بڑے شہر موجود ہیں۔ اس وسیع علاقے میں یہاں پہلے طوائف الملوک ہوتے تھے لیکن آخر میں ایک امپراطور فارس قائم ہوئی خلیفہ دوم حضرت عمر ابن خطاب کی فتح فارس کے بعد یہاں رہنے والے لشکر اسلام کے سامنے تسلیم ہوئے اور جزیہ اور خراج دینے کے لئے آمادہ ہوئے لہٰذا ان کا خون نہیں بہایا گیا ان سے کوئی اسیر نہیں ہوئے وہ حکومت کے ماتحت رہے یہاں تک کہ بنی امیہ کے آخری دور میں انہوں نے دوبارہ سر اٹھایا اور رفتہ رفتہ حکومت مخالف سرگرمیاں شروع کیں۔ خراسان بھی اسلام مخالف عناصر کی پناہ گاہ تھا لہٰذا اسلام مخالف عناصر کی تمام سرگرمیاں کوفہ وبصرہ اور خراسان میں تھیں خراسان کے فاسدین وفاسقین کا شہر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ابو مسلم خراسانی یہاں کا حکمران تھا وہ پورے خراسان پر مسلط تھا اسکے علاوہ اکثر وبیشتر فرقہ سازوں کا

تعلق خراسان سے رہا ہے۔یہاں مخلص اور غیر مخلص، مومن اور منافق سب جمع تھے یہاں کے اکثر علماء علماء رجال کے نزدیک مخدوش ومشکوک ہے مثلاً ابی حیان، مقاتل بن سلیمان کا نام آتا ہے، ان کی روایات پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔اگر آپ فرق کے بانیوں کو ایک ایک کرکے دیکھیں گے تو ان کا سلسلۂ نسب استاد وشاگرد، مرکز اعلان فرق وبغاوت سب انہی تین شہروں میں ملیں گے۔

اہداف وغایات فرق ومذاہب کیا تھے:

کیا فرق ومذاہب ایک صدفہ حادثاتی کے تحت وجود میں آئے ہیں۔کیا یہ اپنی جگہ حسن نیت سے آئے تھے لیکن ان کے وجود کے بُرے نتائج نکلے یا اسکے برعکس یہ باقاعدہ عزم وارادہ کے تحت وجود میں لائے گئے ہیں۔اگر ایسا ہے تو اس صورت میں یہ سوال ضرور پیش آئے گا کہ ان کے اہداف ومقاصد کیا تھے، اسی طرح اہداف جاننے کے لئے ان کی تمام ابعاد کا جائزہ لینا ضروری ہے۔بعض تحلیل گراں اور حوادث اجتماعی کا جائزہ لینے والوں کا کہنا ہے فرقے بطور صدفہ وحادثاتی نہیں بلکہ انتہائی مہارت اور باریک بینی ومنصوبہ بندی کے تحت زمان ومکان سب کا خیال رکھ کر بنائے گئے ہیں۔اس کا ثبوت فرقوں کے بانیان اور اساتذہ وتلامیذ کا پس منظر ہے نیز انہوں نے جس طرح سے اپنے غیض وغضب سے جن چیزوں کو نشانہ بنایا اس کا بین ثبوت ہے کہ وہ انتہائی بُرے عزائم ومنویات خبیثہ کے حامل ہیں۔

تاریخ فرق ومذاہب کے صفحات کو دقت اور غور سے پڑھنے سے واضح وروشن ہو جاتا

ہے تمام فرقوں کے اہداف شوم کا نشانہ اسلام ہے۔ اگر آپ فرق ومذاہب کے اہداف وغایات خبیثہ وشوم جاننا چاہیں تو معجم الفرق پڑھیں اس کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوگا یہ کیا اہداف رکھتے ہیں۔ ان کے اہداف خبیثہ کا نشانہ الوہیت وربوبیت اور نبوت ورسالت کے ساتھ ساتھ قرآن کریم، نظام اسلامی اور امت واحدہ کا خاتمہ ہے۔ ان اہداف کے حصول میں فرق ومذاہب دینی واجتماعی وسیاسی اور ثقافتی والحادی سب ہم دم وہم ازم ہیں ان سب کو بلا استثناء متحد ومجسم دیکھا گیا ہے۔ حاضر کتاب میں فرق دینی، فرق اجتماعی، اور فرق سیاسی وثقافتی اور ان کے اتحادیوں کا اسلام کے خلاف مختلف محاذوں سے بمباریوں کا ذکر ملے گا۔

فرقوں کا سب سے پہلا اقدام اسقاط حکومتِ اسلام تھا تا کہ مجوس ویہود کی حکومت جا گزین ہو جائے اس ہدف کیلئے آج کل بحالی جمہوریت یا قیام نظام سیکولر ازم کی سعی وکوشش کی جاتی ہے۔

اس کا آغاز مدینہ میں خانہ خلیفہ سوم سے ہوا، خلیفہ سوم کو قتل کیا پھر میدان صفین سے گزرا جہاں حاکم اسلامی کو گھٹنے کے بل بیٹھنے پر مجبور کیا، اس پر قناعت کئے بغیر یہ عمل مسجد کوفہ پہنچا جہاں اسلام ومسلمین کے چشم وچراغ کو خاموش کیا گیا اور آخر میں انھیں قتل کیا۔

مذاہب میں طبقہ بندی:

مجلّہ توحید اردو شعبان ۱۴۰۸ھ شمارہ ۵ ص ۸۳، فرق نویسوں، فرق نگاروں اور دراسات فرق لکھنے والوں کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ فرقوں کی اعتقادی، عبادی اور ثقافتی صورت

حال پر بھی روشنی ڈالیں کہ فرقے اسلام سے کس حد تک نزدیک ہیں، ان کے اعتقادات واعمال کس سے نزدیک اور کہاں سے وجود میں لائے گئے ہیں کون سے حالات اور کونسے اسباب نے انہیں علیحدگی پر مجبور کیا ہے۔ اسلام نے عرب وعجم، شمال وجنوب اور مغرب ومشرق میں سیاہ و سفید کا تصور پہلے دن سے ختم کیا جبکہ دنیا میں رائج قوانین وضع ہندو وبراہمہ اور دیگر مسالک انسانوں کو صف واحد میں شامل نہیں کر سکے آج بھی مرکزِ مساوات کا اعلان کرنے والے یہود سیاہ وسرخ کے فرق کو نہیں مٹا سکے اور مشرق ومغرب کے درمیان امتیازات کو ختم نہیں کر سکے۔ اسی طرح ہندو مذہب میں ملت کو چار طبقات میں تقسیم کیا گیا ہے ہر ایک طبقہ دوسرے سے مختلف ہے وہ عزت وافتخار اور سہولیات زندگی میں آپس میں بہت فاصلہ پر ہیں جب کہ اسلام نے ان تمام امتیازات کو مٹا دیا ہے۔ اسلام نے زندگی کے تمام وسائل میں حضرت محمدؐ کی بیٹی اور ایک عام سیاہ غلام کی بیٹی یا زوجہ میں کوئی فرق نہیں رکھا ہے فرق نویسوں کو چاہیے کہ وہ دیکھیں ان کا اس سلسلے میں رشتہ اسلام سے جڑتا ہے یا نہیں۔ آپ دیکھیں وجود میں آنے والے فرقے اپنے پہلے دن سے اب تک کتنے طبقات اور گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ خوارج کے کتنے فرقے ہیں جبریہ کے کتنے فرقے ہیں قدریہ کے کتنے ہیں علم وتحقیق کے ٹھیکداران معتزلہ کے کتنے طبقات ہیں یہ کتنے طبقات میں تقسیم ہو گئے ہیں۔

عقائد اسلام پر حملہ:۔

گرچہ ان کو پہلے دن سے ہی حملہ عقائد پر کرنا تھا لیکن عہد رسول اللہؐ سے قریب امت کی

نگرانی وجانفشانی اور ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرنے اور چوکنا رہنے کی وجہ سے وہ عقائد پر حملہ نہیں کر سکے حتیٰ ان کے کئی صاحبان چہرہ بھی ایسا کرنے کیلئے تیار نہیں تھے۔

بعض کا ہدف خود اقتدار تک محدود تھا جیسے بنی عباس تھے بعض کا ہدف اقتدار کی کرسی اور اسلام کا تمسخر واستہزاء تھا جیسے فاطمین اور آل بویہ۔ ان کے اہداف حسب ذیل تھے۔

۱۔ قیادت فرقہ خوارج نے قیادت ورہبر مسلمین کو نشانہ بناتے ہوئے انہیں گھٹنے پر بیٹھنے پر مجبور کیا۔

۲۔ اعمال کو نشانہ بنایا فرقہ مرجئہ نے ایمان کو عمل سے الگ کر کے قلب تک محدود کیا۔

۳۔ اسلام کو جابر ومستبد قرار دیا اور جبریہ نے ثواب وعقاب کے تصور کو ختم کیا۔

۴۔ معتزلہ نے انسانوں کو اللہ سے پیش کیا۔

۵۔ ختم نبوت کو اڑایا اور آئندہ کسی کے عجم سے معبوث ہونے اور اس جیسا قرآن لانے کے معتقد ہوئے۔

۱۔ ہر دور میں اللہ کی حجت رہے گی۔

۲۔ ہر صدی میں ایک مجدد نکلے گا۔

۳۔ نزول وظہور عیسیٰ۔

۴۔ ظہور مہدی۔

۵۔ قرآن کو مشکوک بنایا۔

۱۔ قرآن ناقص ہے۔

۲۔ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔

۳۔ قرآن امام مہدی کے پاس ہے۔

۴۔ قرآن ہماری یا کسی کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

۵۔ قرآن آئندہ فارسی زبان میں نازل ہوگا۔

۶۔ قرآن ظنی الدلالہ ہے۔

۷۔ قرآن کو اہلبیت کی احادیث کے ذریعے سمجھیں۔

۱۔ تنسیخ اسلام، اسقاط تکالیف شرعیہ اباحیہ محرمات حلیت زنا ولواط کرکے عقیدہ مشرکین کو زندہ کیا۔

۲۔ فکر تناسخ انکار حساب، جزا وسزا، جنت وجہنم قیامت سے انکار۔ (مومنون۔۳۷)

۳۔ وحی کے متبادل مشاہدہ، القاء والہام، ندا، ہاتف۔

۴۔ مساجد کے برابر میں مختلف ناموں سے عبادت گاہیں بنا کر انہیں مساجد کا مقام دیا ہے۔

۵۔ خاتمہ امت اسلامیہ کیلئے تفرقہ وانتشار اور کثرت فرقہ سازی۔

۶۔ زکوۃ کی جگہ خمس، صدقات، فطرہ، اوقاف۔

۷۔ فرق غلات ضال وگمراہوں کا تحفظ۔

۸۔ نمازیوں کی حوصلہ شکنی، تارکین صوم وصلوۃ، شاربین ورقصین کو قوم کے محافظ وجیالے ہونے کا تمغہ دینا۔

ختم تصور الوہیت وربوبیت:۔

فرقوں کی ایک نشانی انکار بآخرت:

اللہ کی الوہیت وربوبیت کے اقرار کے بعد آیات قرآنی کے مطابق ایمان بآخرت ہے۔ دنیا سے گزرنے کے بعد دنیا سے ہرقسم کا ارتباط ختم "ان خیر فخیر وان شرا فشر" اس کے بعد انسان اپنے اعمال کے حصار میں ہوگا، اس سے روگردانی کر کے عقیدہ تناسخ کو راسخ کرنے کے طور طریقے وذرائع تمام کے تمام صریح آیات محکمات کے خلاف ہیں۔

۱۔ مرنے والوں کے نام انفاق وطعام۔

۲۔ قضاء نمازوں، روزوں اور حج کی اجارہ داری۔

۳۔ انعقاد مجالس فاتحہ۔

۴۔ موقوفات۔

۵۔ نظریہ حلول۔

۶۔ آئمہ واولیاء خلقت کائنات سے پہلے آدم ونوح، ابراہیم وموسیٰ کے ساتھ تھے۔

۷۔ سب انسانوں کو اوامر ونواہی سے آزاد کیا۔

انکار آخرت سے ہی انکی تمام برائیوں کو تحفظ وحوصلہ ملتا ہے۔

اللہ کا الوہیت سے نزول ہو کر انسانوں کی شکل میں ظہور کرنا:۔

۱۔ محمدؐ وعلیؑ خود اللہ ہیں۔

۲۔ محمدؐ کچھ نہیں سب کچھ علی ہے، علی رب ہے محمد اسکا بندہ ہو گا۔

۳۔ علی کے بعد اولاد علی میں اللہ کا حلول ہوا ہے۔

۴۔ آئمہ کے بعد روح اللہ اصحاب و آئمہ میں منتقل ہوئی۔فرقوں میں کوئی استثناء نہیں جو بھی فرقہ ہو ان کی بدعات کے ثبوت میں ان کے پاس تنکہ برابر دلیل نہیں ان کی دلیل صرف یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی نے نہیں کہا، آپ سے پہلے گذرنے والوں کا کیا ہو گا؟ ہمارے بزرگوں کا کیا ہو گا۔ یہ وہی منطق ہے جو شرکین اور فراعنہ کہتے تھے کہ گذشتگان کا کیا ہے کہ ان سب کا جواب قرآن میں آیا ہے (طہ۔۵۱)۔اور جو لوگ کہتے ہیں ہم تقلیدی ہیں ان کیلئے جواب یہ ہے کہ اگر آپ کہیں ہم حیوان ہیں تو اس کیلئے ہم آپ کو کیا جواب دیں۔

انہوں نے کبھی بھی اسلام کو اٹھانے کی بات نہیں کی اور نہ ہی اسلام کے کسی بھی فروع کے تعطل کی شکایت کی۔

آغاز پیدائش ظہور فرق:

اسباب ظہور فرق و مذاہب معلول علل پر بطور صدفہ وجود یں نہیں آئے ہیں اس کو علت واحدہ میں گردانا یا چند میں محدود و محصور کرنا یا علل بعیدہ کی طرف پلٹانا مسلمانوں کو غافل اور اندھیرے میں رکھنے کے خواطر ہیں۔ظہور فرق ظہور اجتماعی ہے،ظہور اجتماعی چیزیں عیاں ہوتی ہیں لہذا اسباب وعوامل افتراق وانتشار کے تمام فارمولے کو دیکھنا ہو گا ان میں کونسا عامل زیادہ مؤثر تھا کونسا قریب اور کونسا بعید تھا۔جن عوامل واسباب کو بتایا جاتا ہے ان کا خلاصہ یہ کیا جا سکتا

ہے۔

۱۔ عامل انانیات خواہشات ذاتی۔

۲۔عوامل تنافس قبائل وعشائر۔

۳۔اقوام وملل۔ملل تازہ دم مسلمان۔

۴۔عامل نفاق جو پہلے سے کمین میں تھے۔

۵۔عامل اقتدار نا اتفاق۔ جو بنی امیہ کے اقتدار، بنی عباس کے اختتام تک وقتاً فوقتاً رہا۔

۶۔عامل دشمنان بیرونی۔

۷۔عامل تحرری از دیانت۔

۸۔مداخلت ادیان باطلہ۔

۹۔عامل اقتدار رفتہ گان کی سعی پیہم۔

۱۰۔عامل اقتدار ملی۔

۱۱۔خلفاء کی کوتاہیاں وغلطیاں۔

۱۲۔اسلام سے ہٹ کر اقتدار طلبی۔

ان سب کا دخالت اپنی جگہ یقینی حتمی ہے لیکن ان میں سے کسی کا کردار زیادہ موثر تھا ۔جسے کہ کہتے ہیں عامل اہم پرزیادہ توجہ دینا چاہیئے نیز مصادر میں دو ہوتے ہیں پہلا مصادر کتبی دوسرا تجزیاتی تحلیلاتی ہوتے ہیں۔

ان میں سے سب سے زیادہ قیام خوارج، قیام خاندان رسالت زیادہ رہے ان دونوں کے خریدار بہت تھے خوارج چونکہ جمہوریت غیر محدود کے داعی تھے، خاندان والوں کو روم وفارس والوں کے پسند تھے، دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ مجوس ملوک عرب کے وارثین نے انہی دو کو اقتدار کیلئے بطور امیدوار دائیں بائیں کھڑا رکھا نظریاتی تبدیلی کیلئے کوفہ وبصرہ خراسان کو مرکز بنایا، دین کے اصول وفروع کو تہہ وبالا کرنے دین سے باہر مذاہب کی تاسیس ان تینوں مراکز کے بڑے لوگوں کو سونپی۔

دراسات فرق ومذاہب مسلمین میں طریقہ دراسات اس طرح سے ہونا چاہیے کہ فرقوں سے متعلق تمام اطراف و جوانب ریزہ ریزہ ریشہ ریشہ کو عنوان بنائیں۔ آپ صالح قیادت انتخاب کرنا چاہتے ہیں یا دین وملت کے لیے نقصان دہندہ ضرر رساں اشخاص کو جاننا چاہتے ہیں تو ضروری ہے اس کے نام اور پس منظر کو سامنے لائیں جس طرح آج دنیا میں دہشت گردوں کے بارے میں تحقیقات کرنیوالے کوئی نقطہ اور زاویہ نہیں چھوڑتے ہیں بلکہ اس سلسلہ میں ماہرین کو بلاتے ہیں ان کے ذریعے پوچھ گچھ کرتے ہیں کہ یہ کہیں ''را'' سے ارتباط میں تو نہیں ہیں لہٰذا فرقوں کے بارے میں تحقیق کرنے والوں کو چاہیے کہ ان کے حسب ونسب، تاریخ دخول در اسلام، پھر کس کس کے ساتھ محبت میں رہے، کیوں پہلے فرقے کو چھوڑا، اس میں کیا عیب و نقص پایا اور یہ تاریخ اسلام کے کس منطقہ میں ظاہر ہوئے اگر یہ اس فکر وعمل وسوچ کو نہ اٹھاتے تو لوگ خاموش رہتے۔

دنیا کی ہر چیز کی تاریخ ہے تاریخ وطن ہے تاریخ انسان ہے تاریخ طبیعت ہے تاریخ

عبارت ہے تاریخ آزادی ہے تاریخ غلامی ہے تاریخ ادیان ہے تو کیوں تاریخ فرق نہیں ہے۔ فرقوں کی تاریخ کو بھی سامنے لانا چاہیے، کب، کہاں، اور کس نے ان کی بنیاد ڈالی ہے اور انکی تاریخ کی بھی تین اقسام بیان ہونی چاہیے تاریخ نقلی جو سرسری بیان کرتے ہیں تاریخ علمی یعنی اس کے وجود میں آنے کا سبب کیا تھا، کون اس کو وجود میں لایا ہے۔

تاریخ فلسفی یعنی یہ ہے کہ بڑھتے ہوئے فرقوں کو کیسے روکا جائے بیان ہونا چاہیے، ایسا کیوں نہیں ہوتا، کیا کوئی خفیہ طاقت موجود ہے جو ہونے نہیں دیتی جس کسی نے موانع پیدا کیے ہیں وہ انسان ہیں اور ان موانع کے مٹانے والے بھی انسان ہی ہوں گے ملائکہ یا جن نہیں آئیں گے بلکہ انسان ہی نے ہٹانا ہے اللہ ہر ایک کا محافظ ہے۔

اگر دین اسلام کے فروغ دینے میں انصار ومہاجرین ابوبکر وعلی وعمر وعثمان کا کردار بیان ہوتا ہے ان کی تاریخ بتائی جاتی ہے قتل امام حسین میں یزید کی تاریخ بتائی جاتی ہے یزید کو خلیفہ بنانے میں معاویہ کا کردار بتایا جاتا ہے تو کیوں فرقوں کو وجود میں لانے اور ان کی معاونت کرنے والوں کا کردار بیان نہیں کرتے۔

حامیان یا مستفیدان از فرق کی یہ کوشش ہے کہ اس تاریخ کو بھی اختلافی بنایا جائے تاکہ پتہ نہ چلے کہ اس کا آغاز کب اور کس نے کیا، وہ کون تھے مشکوک ومخدوش ومردود انسان تھے یا کہ برجستہ ترین اسلامی شخصیات تھیں۔

اسلام کے مصادر اصلی قرآن اور سنت محمدؐ کو جانے والے راستے میں دیوار فقہ اربعہ سلف صالح بنانے اور انہیں بھی حجۃ اللہ گردانے والوں نے رسولؐ اللہ کو پس پشت ڈال کر تیسری

چوتھی صدی کے علماء کی دیوار بنائی ہے۔فرقوں کی سیاہ تاریخ سیاہ شخصیات جاننے کیلئے دراست فرق ومذہب کا مطالعہ کریں۔

۱۔صحیفہ سجادیہ امام زین العابدین سے منسوب ہے جسے بعض علماء نے ملت شیعہ کے مفاخر میں قرار دیا ہے ایک ایسی باعث افتخار کتاب کو کسی درسگاہ کے نصاب میں رکھا ہو،نہیں سنا ہے بلکہ بہت سی درسگاہوں میں کریما بخش، بخت گلستان بوستان سعدی نصاب درس میں شامل ہیں۔

۲۔اصول عقائد احکام شریعہ فقہ فلسفہ حکمت میں اس کتاب سے استدلال کرتے نہیں دیکھا۔

۳۔کسی واعظ وخطیب نے اس کتاب سے کسی مسئلہ کوعنوان کلام بنایا ہو،نہیں ملتا ہے۔

اس افتخار والی کتاب صحیفہ سجادیہ کا حال یہ ہے کہ اس کے جامع کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ کتاب گزشت زمان کے ساتھ پھول کر بڑی ہونے والی کتابوں میں سے ایک ہے،اس کو چار علماء نے پرورش کی اور پالا ہے۔

۱۔صاحب وسائل شیعہ محمد بن محمد حر عاملی

۲۔صاحب مستدرک الوسائل محدث نوری

۳۔محسن الامین

۴۔حسن ابطحی

صحیفہ سجادیہ کی سند یحییٰ بن زید کو جاتی ہے جس نے اپنے والد کے قتل ہونے کے بعد فرار

ہوکر ایران میں ایک جگہ قیام کیا پھر ہارون رشید سے مصالحت کرنے کے بعد وہ زندان میں رہے وہاں سے جس نے ان کو فرار کیا تھا اس نے اپنے لئے موت کو بلایا تھا۔

ان کے بارے میں آیت اللہ خوئی فرماتے ہیں آپ اپنے چچا امام صادق سے اختلاف فکری رکھتے تھے آپ ہمیشہ میدان سیاست میں سرگرم رہے آپ امام صادق کو قیام نہ کرنے کی وجہ سے مقام امامت کے لئے نااہل سمجھتے تھے۔

فرقوں کی آپس میں چپقلش:۔

پاکستان میں فرقوں کی آپس میں چپقلش اور مار دھاڑ سے خود فرقہ والے بھی پریشان ہیں ان کا کہنا ہے ہمیں رہنا چاہیے دوسروں کو ختم ہونا چاہیے لیکن زیادہ تر پریشان و نالاں کالم نویس ہیں خاص کر جناب خورشید ندیم، اظہار الحق، نذیر ناجی، ہارون رشید وغیرہ اس حوالے سے سیاسی پارٹیوں کی مذمت میں ایک جملہ بھی نہیں لکھتے ہیں حالانکہ فرقوں کو اکسانے اور لڑانے والے بھی یہی سیاسی احزاب ہیں اور یہ صحافی حضرات سب سے زیادہ فساد پھیلانے والے ان سیاسی احزاب کی مذمت کی بجائے ان کی تعریف کرتے ہیں۔

اہل مغرب یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی پسماندگی کی وجہ ان کا دین ہے جو ان کے پیروں کی زنجیر بنا ہے اس کی وجہ سے مسلمان اٹھ نہیں سکتے، یہ ایک حوالے سے درست ہے کیونکہ مسلمانوں کے پاس اس وقت جو دین ہے وہ اسلام نہیں ہے بلکہ فرق و مذاہب ہیں فرق و مذاہب نے اپنے وجود کی بقاء اور مخالفین کو گمراہ دکھانے کیلئے احادیث گھڑی ہیں عام مسلمان ان

خودساختہ حدیثوں اور اپنے اپنے فرقے کو دین بنا کر پیش کر رہے ہیں ذیل میں ہم ان کے نمونے پیش کرتے ہیں۔

ا۔وجود فرقہ خود آپؐ کی پیشن گوئی ہے اس گھڑی ہوئی حدیث کی روشنی میں فرقے بنے ہیں اور یہ دشمنان اسلام سے لڑنے کی بجائے آپس میں لڑنے کو جہاد قرار دیتے ہیں جیسا کہ آج کل یہ بات معروف ہے دشمن اپنی بقاء کے لئے خود دشمن بناتے ہیں حدیث فرق سے ہی مسلمانوں کو آج کے روز گار کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

۲۔ان فرقوں نے تمام بدعتوں اور بدبختیوں کو بھی رسولؐ اللہ سے منسوب کر کے رواج دیا ہے اور امام مہدی ظہور دجال اور نزول عیسیٰ وغیرہ کے بارے میں احادیث گھڑی ہیں۔

۳۔فرقوں نے اپنے علاوہ دوسروں کے جہنمی اور گمراہ ہونے کے بارے میں احادیث گھڑی ہیں۔

۴۔فرقوں نے اپنے لئے مال بنانے کیلئے حدیث فروشی کا منصوبہ بنایا جس کیلئے اپنے علاقوں کی فضیلت میں احادیث گھڑی ہیں جیسے نجف وقم اور شام کے فضائل گھڑے اور ایک بڑی جماعت کو ان میں مصروف رکھا ہے۔

۵۔اعیاد وماتم میں بچگانہ وعورتانہ اور دیوانوں جیسی سرگرمیوں میں مصروف رکھنے کیلئے بے سند احادیث بنا کر پیش کی ہیں یہ سب کی سب جعلیات ہیں اور یہ متن وسند دونوں حوالے سے مخدوش ہیں اور قرآن وسنت محمدؐ سے متصادم ہیں۔

اسباب ظہور فرق ومذاہب:

فرقے اسلام کے لئے ناسور ہیں اور ناسور جب بڑھ جاتے ہیں تو انکا روکنا ممکن نہیں رہتا، ناسور سے موت حتمی ہے ناسور کا علاج کہیں بھی نہیں، یہاں سے سوال ہوتا ہے اگر اس کا انجام موت وفناء ہے تو ناسور زدہ اسلام ابھی تک کیوں نہیں مرا ہے۔اس کا جواب ہے کہ اسلام قرآن ہے قرآن اللہ کی حفاظت میں ہے اللہ نے وعدہ دیا ہے کہ قرآن کی خود حفاظت کروں گا لہٰذا اسلام کا خاتمہ اللہ کو مغلوب کرنے کے مترادف ہے اور اللہ کبھی مغلوب نہیں ہوتا ہے اللہ اپنے ارادے میں غالب ہے وہ ختم نہیں ہوسکتا ہے۔چونکہ فرقوں نے اپنی حیات وبقاء کی خاطر کچھ شعائرِ اسلام کو اپنے ساتھ بادل کراہت چلایا اور وہ اپنے چہرۂ نفاق کو چھپانے کیلئے کچھ نہ کچھ اسلام کی ترویج بھی کرتے ہیں، کچھ نہ کچھ دل منافق کو منوا کر کرتے ہیں جیسے فریضۂ حج ہے۔قدیم زمانے میں منافقین ومخالفین، کعبہ کیلئے عداوت ونفرت رکھتے تھے لیکن وہاں جاتے تھے اسی طرح آج بھی سیکولر افراد نماز جمعہ میں میل ملاقات کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

اس لئے وہ ابھی تک باقی ہیں جن فرقوں میں اسلام کی آمیزش نہیں وہ ختم ہو گئے یا وہ دامن کفر میں پناہ لیے ہوئے ہیں جیسے قادیانی، آغا خانی، بابی بہائی وغیرہ۔فرقہ سازوں نے فرقے کے مکروہ ومذموم سیاہ چہرے کو چھپانے کیلئے اجتہاد کا نقاب اوڑھا ہے اب وہ بلاد کفر والحاد کی اسلام سے جنگ کے بجٹ سے زندہ ہیں۔انہوں نے مختلف ومتنوع اشکال ونقاب اسلام سے اپنے اصلی چہرے کو چھپایا جس کی وجہ سے مسلمان انھیں کلمہ گو سمجھتے ہیں۔

تجزیہ و تحلیل گراں نے اس کیلئے تین عوامل کا ذکر کیا ہے۔

۱۔طبیعت دین اسلام:۔

یہاں اسلام نے ہر کلمہ پڑھنے والے کو داخل شہر اسلام ہونے کی اجازت دی۔

۲۔بیرونی عوامل

۱۔ فتح مکہ کے بعد اس دین میں داخل ہونے والوں کے اندر گرائش کفر و شرک اور لذات و خواہشات کی رغبت ختم نہیں ہوئی تھی اور وہ لوگ رعب و دبدبہ عظمت اسلام دیکھ کر مسلمان ہوئے تھے۔ وہ لوگ اپنی جگہ متزلزل و مضطرب تھے اور وہ خواہشات مال و مقام کو نہیں چھوڑتے تھے۔

۲۔ عاصمہ اسلام مدینہ سے باہر مرکز اختلاط از غیر مسلمین تھا جہاں یہود و نصاریٰ و مجوس و مشرکین اور افکار کفر و الحاد رکھنے والے مبادی اسلام کے ساتھ استہزاء و تمسخر کرتے تھے۔

۳۔ حکمران بنی امیہ و بنی عباس کی زیادہ تر توجہ امور مملکت پر تھی انکی امور دینی میں توجہات ثانوی حیثیت رکھتی تھیں وہ دینی حوالے سے درست انتظام و انصرام نہیں کرتے تھے۔

۴۔ شام و عراق میں بنی امیہ اور بنی عباس کی حکمرانی تھی یہ دونوں مفتوحہ علاقوں سے آنے والوں کی چھاؤنی میں تبدیل ہو گئے تھے یہاں پہلے بھی مشرکین و یہود و نصاریٰ رہتے تھے حاکم اسلام ان سے صرف ظاہری اسلام قبول کرنے پر اکتفاء کئے ہوئے تھے۔ وہ ان کی پوری نگرانی نہیں کرتے تھے۔

۵۔ ظہور خوارج و شیعہ نے معاشرۂ اسلام کو کلی طور پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حکومت کی

حمایت کرنے والے اور دوسرے مخالفین حکومت۔ یہاں سے نومسلم موقع سے استفادہ کرتے ہوئے اندر سے سرگرم ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے فرقہ باطنیہ خبیثہ کی بنیاد ڈالی اور اس کے ذریعے اسلام کی اساس و بنیاد کو نشانہ بنایا۔ چنانچہ تقریباً ایک سو پچاس ہجری کے بعد فرقے کی بنیاد شروع ہوئی۔

فرق نویسان اور داعیان وحدت دونوں نے ظہور فرق و مذاہب کو معماو مبہم رکھنے کی انتھک کوشش کی تاکہ سازش کاران اپنے عزائم ومنویات کو جتنا ہو سکے پورا کرسکیں۔

۱۔ایمان بالغیب جو پہلا عقیدۂ مسلمین ہے اس میں ایمان بہ وجود اللہ ہے اس میں وحدانیت آتی ہے۔اس کی تفصیل اور تشریح و وضاحت طلبی نے لوگوں کو متفرق ومنتشر کیا ہے کہ اللہ کی الوہیت کیسی ہے اس کی صفات علم وقدرت یا عین ذاتی ہیں یا زائد بر ذات ہیں ایمان بالغیب میں دوسری چیز ایمان با آخرت آتی ہے انسان جب مرتا ہے تو اس کی روح کہاں جاتی ہے اس کا حساب کتاب کیسے اور کہاں ہو گا روح سے ہو گا یا جسم سے،اس وقت دونوں مرکب کی حالت میں ہوں گے یا الگ الگ۔

۲۔ایمان بہ نبوت میں آپؐ کے متعلق سوالات ہیں کہ آپ کی سنت کا دائرہ کار کیا ہے یہ صرف آپ تک محدود ہے یا اصحاب کی سنت بھی حجیت رکھتی ہے۔

۳۔جو آیات قرآن ایمان یا احکام سے متعلق ہیں ان میں متشابہ آیات ہونے کی وجہ سے اختلاف ہوا ہے۔

فرقوں کے بارے میں فرق نویسوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ یا تو

انہوں نے ان کو مخلص اور دردمند دکھایا ہے چنانچہ خوارج کے بارے میں لکھنے والوں نے لکھا ہے وہ عبادوزھاد اور قاریان قرآن تھے بعض نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اب یہ فرقہ وجود نہیں رکھتا ہے۔فرقوں کے بارے میں قضاوت کرنے سے پہلے یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ فرقوں کو کس کسوٹی سے گزارنا چاہیے۔سب سے پہلے تاریخ اسلام میں جو فرقہ ظہور میں آیا تھا وہ کونسا تھا کہاں سے آیا تھا اس کے کیا مطالبات تھے ان کو سامنے لانا چاہیے اگر وہ لوگ مجرمین تھے تو ابھی بھی ان جیسی فکر اٹھانے والوں کو ان کے برابر قرار دیا جانا چاہیے۔

پہلا فرقہ خوارج ہے خوارج کے عمائدین وسربراہان کون تھے وہ اسلام کے کس خطے سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے کیا مطالبات پیش کیے تھے مطالبات منوانے کیلئے انہوں نے کیا کردار ادا کیا اور کیا اقدامات اٹھائے ،قضاوت صرف گزشتگان کے خلاف نہیں ہوگی پہلی کوشش یہ ہونی چاہیے ایسی صورت حال دوبارہ تکرار نہ ہونے پائے اگر ایسا ہو تو قضاوت ان جیسے فرقوں، گروہوں اور جماعتوں جو فی زمانہ انکے نقش قدم پر چل رہے ہیں ان پر بھی لاگو ہوگی۔

۱۔ خوارج : یہ عراق کے نو آباد و نو مسلم علاقے اور ہزیمت خوردہ مجوس ومشرکین اور صلیبیوں سے تعلق رکھتے تھے۔

۲۔یہی لوگ حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کرنے والے ہیں آخر میں انہوں نے انتہائی بے دردی کے ساتھ ان کو قتل کیا۔

۳۔یہ حضرت علی کے لشکر میں پیادہ لشکر سے تعلق رکھتے تھے جن کی قیادت اشعث بن قیس کے ہاتھ تھی۔

۴۔علی کو میدان میں فتح و کامیابی کے آثار بطور نمایاں نظر آرہے تھے تو یہ لوگ اپنے لشکر سے باہر نکل آئے انہوں نے لشکروں کے درمیان بیٹھ کر تلاوت قرآن شروع کی اور جنگ بندی کا اعلان کیا اور یہ نعرہ بھی اضافہ کیا کہ ''لاحکم الا اللہ'' یہ نعرہ بے معنی ہے ان کا مطالبہ یہ تھا کہ حق خلافت عام ہونا چاہیے اگر یہ مطالبہ درست مانا جائے تو کیا اس وقت بھی کسی چرسی، شرابی ،بھنگی کو حاکم اسلامی بننے دیا جائے تا کہ دنیائے کفر وشرک سے مل جل سکے جیسا کہ ہمارے ملک میں بلاول اور نواز کہتے ہیں۔

۵۔انکے سخت ترین اور یک طرفہ فیصلے کے تناظر میں حضرت علی نے صلح کو قبول کیا پھر انہوں نے علی کو مطعون کیا کہ کیوں آپ نے صلح قبول کی یہ لوگ تاریخ فرق میں سب سے زیادہ ان پڑھ، جاہل ،انتہا پسند ،شدت پسند اور جمہوریت پسند تھے یہ لوگ مطالبات منوانے کے لئے نہیں آئے تھے یہ تنہا علی کے خلاف نہیں تھے اور نہ معاویہ کیخلاف تھے بلکہ یہ لوگ اسلامی نظام کی بنیاد کو تہہ سے اکھاڑ کر پھینکنے کے لئے آئے تھے لہٰذا انہوں نے خلافت کے حق کو ہر عام وخاص و بدوی اور جاہل ونادان کیلئے مساوی قرار دیا ہے وہ ایک مثال قائم کرنے کے لئے آئے تھے کہ اسلام کی بنیاد کو ہلانے اور گرانے کے لئے کیا مطالبات کرنا چاہیئں چنانچہ یہ سلسلہ ان کے بعد بھی جاری رہا انہوں نے حکومتوں سے مذاکرات وگفتگو ومکالمہ اور نصیحت ومشورہ کی بجائے تشدد ودھمکی ،ڈراؤ اور گھیراؤ کے ذریعے اپنے مطالبات منوانے کا طریقہ ایجاد کیا جس پر آج کل دانشگاہوں کی اعلیٰ اسناد رکھنے والے کاربند ہیں اور ان کی تاسی کر رہے ہیں حکومت سے مطالبات منوانے کے لئے مسلمانوں کی املاک جلارہے ہیں فی زمانہ احزاب بھی انہی کے نقش

قدم پر چل رہے ہیں اور انہی کی وجہ سے مسلمان اور املاک مسلمین غیر محفوظ قرار پائی ہیں۔

لہٰذا فرقوں کے بانیوں اور ان کے علماء کو مخلص و پرہیز گار و تہجد گزار کے القابات دے کر انہیں تحفظ دینا اسلام و مسلمین کے ساتھ خیانت ہے لہٰذا اسلام صرف تنہا اخلاص کا نام نہیں ہے تنہا پرہیز گاری کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام ایک جامع نظام ہے مملکت اسلامی کے امور اجتماعی و سیاسی کی باگ ڈور سنبھالنا صرف انہیں کا حق ہے جو ہر حوالے سے اسلام و مسلمین کیلئے نیک تمنار کھتے ہوں۔

فرقوں نے فرقے کے جواز کو صرف بہتر (۷۲) یا تہتر فرقے والی حدیث سے استناد کرنے پر اکتفاء نہیں کیا ہے بلکہ ہر فرقے نے اپنے فرقے کی مدح اور مخالف فرقے کی مذمت میں بھی حدیث جعل کی جیسے معتزلہ کی مذمت، حنفیوں کی شافعیوں اور شافعیوں کی حنفیوں کی رد میں اور اس وقت کے فرقہ ساز علماء کے خلاف خاموش رہنے کے جواز میں احادیث بنائی ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں وارد حدیثوں کو موقع ومحل پر پیش کریں گے۔

مسلمانوں میں فرق واحزاب دینی:

مسلمانوں میں فرق ومذاہب کے شجرۂ خبیثہ سے پھیلنے والے تعفن کے بعد ارباب فکرو نظر کی توجہ فرق ومذاہب سے متعلق بہت سے سوالات کی طرف ہوگئی ہے، یہاں سب سے پہلے یہ سوالات پیش کرتے ہیں۔

۱۔فرق واحزاب نے امت مسلمہ کو پاش پاش ٹکڑے ٹکڑے اور بوٹی بوٹی کر دیا ہے اس

کا سد باب نہیں ہورہا یہ امت کیلئے ایک ناسور، انتہائی خطرناک اور ضرر کا باعث بنے ہیں ۔دوسرا سوال یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ ناسور کس نے پیدا کیا ہے۔

۲۔ارباب حل وعقد فرق ومذاہب فرق شناس علماء کا کہنا ہے فرقہ سازی واحزاب سازی امت اسلام میں ایک قسم کا جبر ہے وہ اس سلسلہ میں مجبور ہیں۔ان کا کہنا ہے ہمارے نبی کریمؐ صادق وامین صاحب وماینطق عن الھویٰ نے پیشن گوئی کی تھی کہ امت کے ۷۳فرقے ہوں گے۔ جب پیغمبرؐ نے پیشن گوئی کی ہے کہ امت کے ۷۳فرقے ہوں گے تو یہ ہو کے رہیں گے،اس کو روکنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔

۱۔سوال ہے کہ کیا نبی کریمؐ سے مروی یہ حدیث اپنی سند اور متن کے حوالے سے درست اور بے اشکال ہے یا اس کی سند ومتن اشکال واعتراض سے محفوظ نہیں ہے۔

۲۔یہ مجامع احادیث کی کن کن کتابوں میں درج ہے؟

۳۔ان کتابوں میں موجود روات اپنی جگہ ثقہ ومعتبر ہیں یا مشکوک ومخدوش ہیں۔

۴۔اگر اسکی سند اپنی جگہ درست قرار پائے تو کیا یہی کافی ہوگا یا اس کے متن اور مندرجات کا بھی درست ہونا ضروری اورناگزیر ہے۔

۱۔وہ ایک ہوگا لیکن اس کا معیار کیا ہوگا؟

وہ کونسا معیار ہے جس کے تحت صرف ایک فرقہ نجات پائے گا؟ یہ بات اپنی جگہ خود مبہم و مشکوک ہے بلکہ یہ بات مزید باعث اختلاف وتفرقۂ امت ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا،اہل سنت و

الجماعت نے کہا وہ فرقہ اہل سنت والجماعت ہے کتاب تفکیر فلسفی فی الاسلام تالیف شیخ الازھر عبد الحلیم محمود نے علامہ حلی سے اور انہوں نے علامہ نصیر الدین طوسی سے نقل کیا ہے ناجی وہ فرقہ ہوگا جو دوبہ دوسب سے زیادہ مخالفت رکھتا ہو تو کیا اس حوالے سے صرف شیعہ امامیہ ہیں جو تمام فرقوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔

شیخ عبدالحلیم کہتے ہیں یہ نظریہ درست نہیں ہے کیونکہ شیعہ اصول میں معتزلہ سے اتفاق رکھتے ہیں اس کسوٹی کے تحت تو شیعہ اور معتزلہ دونوں کے اکثر عقائد ایک ہی ہیں، اس طرح سے سب سے زیادہ مخالفت رکھنے والے اشعری ہوں گے وہ سب سے زیادہ مخالف رکھتے ہیں ان سے کوئی اتفاق نہیں کرتا۔ شیخ الازھر نے اس حدیث کے مقابل میں ایک حدیث ص ۱۰۱ پر شعرانی سے نقل کی ہے حاکم مستدرک نے اس کو صحیح گردانا ہے میری امت تہتر سے کچھ زائد فرقوں میں تقسیم ہوگی لیکن سب کے سب جنت میں جائیں گے لیکن صرف ایک جہنم میں جائے گا۔ یہی روایت میزان میں انس بن مالک نے حضور اکرمؐ سے نقل کی ہے سب جنت جائیں گے جہنم صرف وہ جائیں گے جو زندیق ہونگے۔

ناجی اہل سنت والجماعت ہیں کتاب دراستہ عقیدہ اسلامیہ تالیف عثمان جمعہ ضمیریہ ص ۱۳۹ پر آیا ہے پیغمبر اکرمؐ نے اس حدیث میں فرقہ ناجیہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا وہ اہل سنت والجماعت ہیں۔ جماعت سے مراد جماعت مسلمین ہے لیکن جماعت مسلمین سے مراد کونسی جماعت ہے؟ اس سلسلہ میں علماء اعلام نے پانچ قول نقل کیے ہیں:

ا۔ سواد اعظم یعنی پوری ملت اسلامیہ ہے۔ جب اکثر و بیشتر اپنے دین کی خاطر جمع

ہونگے وہی مراد ہیں جوان سے کٹے وہ اہل باطل میں سے ہونگے۔سواد اعظم امت ہونے کے بارے میں ابن مسعود انصاری سے سوال ہوا یہ جو فتنہ برپا ہوا ہے اس میں شریک ہونا ہے یا نہیں؟تو ابن مسعود نے کہا تم جماعت کے ساتھ شریک ہو کیونکہ امت محمد ضلالت پر جمع نہیں ہوگی۔اس تفسیر کے تحت جماعت میں پوری امت کے جاہل و بے عمل اور علماء ومجتہدین سب شامل ہیں اور جو اس جماعت میں شریک نہ ہو وہ اہل باطل ہونگے۔

۲۔بعض نے سواد اعظم سے مراد صرف علماء ومجتہدین کولیا ہے اگر کسی مسئلہ پر علماء امت اتفاق کریں تو جو اس سے اختلاف کرے وہ جاہل وگمراہ ہوگا۔جماعت سے یہاں علماء مراد ہیں عام لوگ نہیں ہیں کیونکہ عام لوگ علماء ہی سے رجوع کرتے ہیں سواد اعظم سے مراد علماء لینے والوں میں سے عبداللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہو ہیں۔عبداللہ بن مبارک سے جماعت کے بارے میں پوچھا تو جواب دیا جن کی اقتداء ہوانہوں نے اسے حضرت ابو بکر سے لے کر حسین بن واقدی تک پہنچایا ہے کہ یہ لوگ حق پر ہیں اور زندوں میں سے ابوحمزہ سکری متوفی ۱۶۸ھ ہیں۔اس کے تحت عوام الناس اہل سنت والجماعت میں شامل نہیں۔

۳۔جماعت سے مراد صحابہ ہیں خاص اصحاب پیغمبرؐ ہیں جنہوں نے دین کے ستون کو گاڑا ہے دین کی میخوں کو لگایا ہے بعض نے کہا جماعت سے مراد تمام اہل اسلام ہیں۔

۴۔حدیث میں ایک جگہ آیا ہے اس امت کے تہتر فرقے ہونگے جبکہ بعض احادیث میں آیا ہے ستر سے کچھ زیادہ ہونگے

ا۔امت آپ کے وصال رب ہونے کے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد افتراق وانتشار کا

شکار ہوگی۔

۲۔امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی یعنی نہ تہتر سے کم ہونگے نہ تہتر سے زیادہ ہونگے۔

۳۔ان تہتر میں سے صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی سب ہلاک ہوں گے اور جہنمی ہونگے۔

۴۔جو ناجی ہیں وہ اہل سنت والجماعت ہونگے یا میرے اصحاب ہونگے۔

متن حدیث افتراق امت:

ا۔حضرت محمدؐ کی نبوت کی خصوصیات واتمیازات میں سے ہے کہ آپؐ نے اپنی امت کی ابتری وبدتری کی پیش گوئی کی ہے جو کسی اور نبی نے نہیں کی ہے۔

۲۔کیا یہ صفت امت وسط یا امت خیر کی نشانی ہوسکتی ہے جو کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی ہے۔

۳۔جن علماء نے اس حدیث کو مسترد کیا ہے اور جن علماء نے اسے نہیں مانا ہے وہ اس فیض سے محروم ہونگے۔

۴۔کیا یہ ان آیات سے متصادم نہیں ہے جن میں اللہ نے آپؐ سے خطاب میں فرمایا تھا آپ غیب نہیں جانتے ہیں۔کتاب موسوعہ ادیان ص ۱۹۷

تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ خلفاء اسلام کے روم وفارس کی فتح کے بعد ادیان باطلہ کے دانشوران وعلماء بھی مسلمان معاشرے میں مل جل کر رہنے لگے چنانچہ انہوں نے اپنے افکار و

عقائد فاسدہ کو نشر کیا جس سے فرقوں نے جنم لیا ہے۔ آج بھی ان افکار و نظریات فاسدہ کی طرف دعوت دینے والے ہر جگہ موجود ہیں۔

۵۔ فرقے سب جہنمی ہیں صرف ایک فرقہ ناجی ہے یا ایک ہی جہنمی ہے۔

۶۔ ان لوگوں نے تہتر فرقے والی حدیث میں یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ ان میں ایک ہی فرقہ ناجی ہے باقی سب جہنمی ہیں، نبی کریمؐ نے اپنی امت کے تہتر فرقے ہونے کے بارے میں پیشن گوئی فرما کر امت کو اس فتنے سے خبردار و آگاہ فرما کر امت کو افتراق و اختلاف سے بچایا ہے یا امت کے آئندہ ہونے والے افتراق و انتشار میں اپنا حصہ ڈالا ہے اور امت کے قتل و کشتار خون خرابہ اور کراہت و نفرت کے ذرائع و وسائل بھی آپ نے خود بتا دیئے ہیں نعوذ باللہ جہاں آپؐ نے ناجی اور جہنمی کی بھی متضاد نشان دہی کی ہے اس کی روشنی میں دیگران کافر ہیں مثلاً جب شیعہ کہتے ہیں ناجی صرف شیعہ ہیں تو گویا باقی کافر ہی ہونگے، اسی طرح جب اہل سنت والجماعت صرف خود کو ناجی کہتے ہیں تو گویا باقی کافر ہی ہونگے۔

۷۔ اسلام تقسیم بردار و تجزیہ بردار نہیں کہ اس کے ایک حصہ کو تسلیم کر کے دوسرے کو رد کیا جا سکے چنانچہ خود قرآن نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہا ہے جہاں فرمایا ﴿نؤمن ببعض ونکفر ببعض﴾ نساء ۱۵۰، اگر کوئی منکر امامت کو کافر کہے گا تو کیا وسیلہ کے نام سے بت پرستی کرنے والے کو دوسرے لوگ کافر نہیں کہیں گے۔

۸۔ اگر آپ دین اور ملک وملت سے وفادار و مخلص ہیں تو فرقوں کا خاتمہ کریں جو کہتے ہیں فرقہ واریت غلط ہے فرقہ غلط نہیں یہ دھوکہ وفریب ہے کیونکہ فرقہ کو تسلیم کرنے کے بعد فرقہ

واریت ناگزیر ہوتی ہے۔فرقہ اپنانے کا نام ہی دوسرے فرقے کے خلاف ہونا ہے اور اس کیلئے کوئی بھی فرقہ اپنی دلیل پیش نہیں کرتا۔

فرقہ ناجیہ:

حدیث فرق میں موجود ایک دعویٰ ہے ۷۳ فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجی ہوگا جبکہ باقی سب ہلاک ہونگے۔ ہرایک فرقے نے دعویٰ کیا ہے صرف وہ ناجی ہے اور باقی جہنمی ہیں۔اگر ہر کسی کے اس دعویٰ کو بغیر کسی دلیل و برہان کے مانا جائے تو معاشرہ فسطائیت اختیار کرے گا، جہاں حق و باطل نامی کوئی چیز نہیں رہے گی۔ جہاں جیت اس کی ہوگی جس کے پاس طاقت ہے گویا طاقتور حق پر اور باقی سب باطل پر قرار پائیں گے،لہٰذا ضروری ہے جس کسی کے پاس قرآن وسنت سے واضح و قطعی دلائل ہوں اسے ہی برحق مانا جائے۔اللہ نے فرمایا ہے جس کسی کے پاس اپنے مدعٰی کے لئے دلیل ہو وہ آگے بڑھے باقی پیچھے رہیں سورہ بقرہ آیت ۱۱۱۔ چنانچہ گزشتہ زمانے میں یہود و نصاریٰ یہی کہتے تھے۔یہود کہتے تھے صرف ہم ناجی ہیں نصاریٰ جہنمی ہیں اور نصاریٰ کہتے تھے ہم ناجی ہیں یہود جہنمی ہیں سورہ بقرہ آیت ۱۱۳ میں اللہ نے فرمایا ہے معیار نجات یہودیت ہے نہ نصرانیت ،معیار نجات صرف اسلام ہے ،اسلام ہی نجات دہندہ ہے یہ جو تم دونوں ابراہیمؑ سے تعلق کی بات کرتے ہو تو وہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ مسلمان تھے سورہ بقرہ آیات ۱۳۵۔

لہٰذا اللہ نے فرمایا جو مسلمان ہے وہی ناجی ہے۔اس آیت میں فرقوں کے اس دعویٰ پہ

خط بطلان سرخ کھینچا ہے کہ اس روایت کے تحت اہل سنت والجماعت ہی نجات پانے والے ہیں یا جو کہتے ہیں یا علی آپ اور آپ کے شیعہ ہی نجات پانے والے ہیں اس آیت نے دونوں کے مذکورہ نظریے پر سرخ لکیر کھینچی ہے۔

یہ اہم نکات ہیں جو اس حدیث میں پائے جاتے ہیں ۔متن حدیث اور اس کے مفردات بیان کرنے کے بعد اگلا مرحلہ اس حدیث کی بنیاد و محتویٰ مضمون کو دیکھنا ہے کہ یہ کہاں تک درست ہے اما سند کے بارے میں علماء اعلام چار طبقوں میں بٹ گئے ہیں۔فرقوں کی تاریخ خود گواہ ہے کہ تمام کے تمام فرقے دین اسلام کی تکمیل و اعلان کے سو سال بعد وجود میں آنا شروع ہوئے۔

جو چیز نبی کریمؐ کے بعد دین میں داخل کی گئی ہے وہ بدعت ہوگی چونکہ ہر بدعت باطل ہے لہٰذا فرقے بھی باطل ہونگے کیونکہ یہ نبی کریمؐ کے بعد وجود میں آئے لہٰذا ان میں سے کسی ایک کے بھی ناجی ہونے کا تصور نہیں ہو سکتا چنانچہ کتب فرق میں فرقوں کے بانیوں کا تعارف اور تاریخ فرقہ سازی بیان کی گئی ہے۔اس سے بھی یہ واضح ہے کہ فرقے تمام کے تمام باطل ہیں اسلام سے ان کا دور کا بھی رشتہ نہیں ہے یعنی ہر فرقے کے بارے میں یہ دلائل موجود ہیں اسلام سے ان کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔

۱۔فرقے اسلام سے جدا ایک سڑک یا ایک راستے کی مانند ہیں اللہ نے قرآن میں اس سڑک اور راستہ پر چلنے سے منع کیا ہے ﴿ اور یہ ہمارا سیدھا راستہ ہے اس کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ راہ اللہ سے الگ ہو جاؤ گے اسی کی پروردگار نے ہدایت دی

ہے کہ اس طرح شاید متقی اور پرہیزگار بن جاؤ﴾ (انعام۔۱۵۳)

۲۔فرقوں کے جواز کے بارے میں منقول حدیث اپنی سند و متن دونوں حوالے سے مشکوک ومخدوش ہے بلکہ سو فیصد قطعی الکذب ہے۔

۳۔بغیر کسی استثناء کے اس کے اصول اور فروع ضد دین اسلام پر قائم ہیں۔

۴۔فرقے تقسیم دین پر تلے ہوئے ہیں بلکہ انکی حرکت ضد دین پر قائم ہے۔

۵۔فرقوں نے ہمیشہ کافرین سے اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کیا ہے جو ان کے ضد دین ہونے کی واضح نشانی ہے۔

۶۔دین کے مصدر قرآن اور سنت نبی کریمؐ ہیں جبکہ فرقے حیلہ بہانے سے قرآن اور سنتؐ پر عمل پیرا ہونے سے گریز کرتے ہیں اور اپنے پیر و مرشد کے پیروکار ہیں۔

۷۔فرقہ کے بانیان یہود اور مجوسیوں سے ملتے ہیں۔

۸۔فرقوں میں سے بعض نسخ شریعت اسلامیہ پر عمل پیرا ہیں انہوں نے اباحیہ مطلقہ کا اعلان کیا ہے۔انھوں نے قرآن پڑھنے اور سمجھنے پر پابندی لگا رکھی ہے۔

۹۔فرقوں اور اسلام کے درمیان تقابل، تقابل ادیان باطلہ کی مانند ہے۔انبیاء نے انسانوں کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو ہٹا کر انہیں اللہ کی طرف سے بنائے گئے صراط مستقیم پر چلانا سکھایا اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن کیا جبکہ فرقوں نے اس راہ میں رکاوٹیں اور مشکلات پیدا کر کے انسانوں کا جینا حرام کر دیا ہے۔

۱۰۔فرقے ایک دوسرے کے وجود کو برداشت نہیں کرتے حتیٰ خود اپنے لئے کمبل اور

پاؤں کی بیڑیاں بنے ہوئے ہیں۔فرقے ہی اس مملکت اسلامی میں نفاذ اسلام کی راہ میں حائل ہیں، اس کی ایک مثال طلبہ تنظیمیں اور یونین ہیں۔انہوں نے اپنے جلوسوں اور ہڑتالوں میں یہ نعرہ بلند کیا کہ ہمیں یہ قانون منظور نہیں ہے۔جس طرح ضیاءالحق کے نظام اسلام میں نفاذ نظام زکوۃ کو شیعوں نے مسترد کیا ہمیں یہ قانون منظور نہیں ہے۔۱۴۳۵ھ میں اسلام آباد کی شاہراہ دستور پر اداکاروں، گلوکاروں اور رقاصوں نے دھرنے میں کہا ہمیں پرانا پاکستان منظور نہیں کیونکہ اس سے اسلام اور پاکستان میں مسلمانوں کی اسلام پسندی کی بدبو آتی ہے جبکہ نئے پاکستان میں ہمیں پدر و مادر آزاد، قحبہ خانے شراب خانے اور جوئے خانے کھولنے کی کھلی اجازت ہوگی۔

اس طرح سے فرقے دوسری صدی کے آغاز سے شروع ہوئے ان کے بننے کے بعد اب تک ایک ہزار تین سو سال گزر چکے ہیں، اس وقت فرقوں کی مثال بیان کریں تو مغربی ملکوں کی طرف سے ہمارے ملک میں موجود لشکر ابرہہ کی مانند ہوگی۔ان کی طرف سے مسلمان ملکوں میں مندرجہ ذیل مختلف گروہ عمل پیرا ہیں۔

۱۔سفارت کار

۲۔غیر رسمی افراد

۳۔کلیسا کے نمائندے

۴۔تعلیم کے لیے این جی اوز

۵۔رفاہ عامہ کے نام پر این جی اوز

۶۔مبشرین

۷۔بلیک واٹر

۸۔ان کی درسگاہوں سے فارغ افراد

۹۔مسلمانوں میں دائیں بائیں بازو کی پارٹیاں سب ایک طرح کی ہیں یا ایک متحدہ گروہ بن کر سب کا مقصد اسلام کی تشخیص کو مٹانا ہے۔

ا۔دعوت اسلام باعقل:

ا۔دین اسلام نے مسلمانوں کو اپنی عقل استعمال کرنے کی دعوت دی ہے فکر و سوچ کرنے والوں کی مدح کی گئی ہے نیز تفکر و تدبر نہ کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے اور انھیں حیوان یا حیوان سے بدتر کہا گیا ہے اس دعوت پر عمل کرتے ہوئے مسلمان میدان عقل میں اتر آئیں اور ہر ایک اپنے مذہب کا جواز و سند پیش کرے، دنیا میں تمام تصادم عقل اور غیر عقلی کے حاملان میں چلتا ہے۔

۲۔کہتے ہیں اسلام زمان و مکان دونوں کے لیے حل پیدا کرتا ہے۔اسلام ہر امت اور ہر خطہ کے لیے ہے۔یہاں ہم دیکھتے ہیں ہر خطے نے اپنے خطے سے سازگار و مناسب مذہب کو اپنایا ہے۔جس کی وجہ سے فرقے بنے ہیں جبکہ اسلام تمام عالمین کے لیے ہے۔اس وقت دنیا میں دعوت ادیان چل رہی ہے اگر یہ دعوت دلیل و منطق کی بنیاد پر چلے تو ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی لیکن ہمیں یقین ہے کہ اس کے داعیان ایسا نہیں کریں گے کیونکہ وہ دلیل کو ہمیشہ استعمال

طاقت وقدرت نمائی، حیلہ ومکاری میں دیکھتے ہیں وہ مسائل کو رشوت ستانی سے حل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

۳۔اسلام دنیا و آخرت دونوں کے لیے ہے بعض ادیان نے صرف آخرت کی خاطر دعوت دی ہے جبکہ بعض نے صرف دنیا کی خاطر دعوت دی ہے اس لیے ان میں اختلاف وتصادم آیا ہے جبکہ یہ دین دنیا و آخرت دونوں کیلئے ہے اور چونکہ دنیا ہر انسان کی الگ ہے لہذا فرقے بنے ہیں۔

۴۔اسلام نے دیگر مذاہب وادیان کے نشین علاقوں پر لشکر کشی کی اور انھیں شکست دی اوران کے تخت وتاج ومال کو غنیمت میں لیا طبقہ شاہی خاندان اوراس کے وزراء اپنے آپ کو اس جیسا مقام نہ ملنے کی وجہ سے احساس حقارت رکھتے تھے وہ افسردہ زندگی گذار رہے تھے ان افراد نے اپنے کھوئے ہوئے مقام کو واپس لینے کے لیے کوشش کی ہر ایک نے اپنے لیے ہمدردوناصر و معاون بنائے یہاں سے فرقے وجود میں آئے۔

۵۔چونکہ مسلمانوں تک روم وفارس میں قائم درسگاہوں کے علوم وفنون کا ترجمہ پہنچا یہاں سے عرب بدو، ان پڑھ لوگوں کی آنکھیں کھلیں ان کو گذشتہ ادیان کے افکار ونظریات کا علم ہوا، نہ سمجھتے ہوئے بھی بعض نے ان افکار کو اپنا لیا۔فلسفہ یونان ومصر کو لے کر اوراسلام سے ملا کر ایک نئی فکر اختراع کی گئی یہاں سے انھوں نے ایک نیا مذہب پیدا کیا۔

۶۔قرآن کریم میں بعض آیات متشابہ ہیں۔متشابہ آیات کے چند معنی بنتے ہیں۔ان آیات متشابہات میں سے ہر ایک نے اپنی پسند کے معنی لیے تو اس سے فرقے بنے ہیں۔

۷۔قیادت امت کا عدم تعین،امت اسلام رسولؐ اکرم پر متحد تھی لیکن رسول اکرمؐ دنیا سے رخصت ہوتے وقت کسی کو اپنا جانشین معین کر کے نہیں گئے اس وجہ سے اختلاف پیدا ہوا ۔بعض نے نوعیت اور بعض نے شخصیت میں اختلاف کیا کہ اب کون ہے جو جانشین بنے گا،لہٰذا یہاں سے فرقے بننا شروع ہوئے۔

۸۔پیغمبرؐ سے مروی وہ احادیث ہیں جن میں کہا گیا کہ امت اسلام بھی یہود و نصاریٰ کی طرح فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ،میری امت کے تہتر فرقے ہونگے یہ پیغمبر کی پیشن گوئی تھی نبی صادق کی پیش گوئی سچ ہو کر رہے گی۔لہٰذا ان اسباب کے تحت امت میں فرقے بنے ہیں

قارئین ہم اس کتابچے کے صفحات میں یہ واضح کریں گے کہ جو جواز ان لوگوں نے بنائے ہیں ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے قاتل وڈاکو و دہشتگرد کے وکلاء عدالت میں مجرم سے دفاع کرتے ہیں۔لہٰذا وہ ان کے جرم و جنایت کے لیے جواز پیش کرتے ہیں تو فرقوں نے فرقوں کے پیدا ہونے کے جواز پیش کیے ہیں وہ بھی ان مجرموں کے دفاع میں پیش کیے جانے والے جواز ہی کی طرح ہیں جو وکلاء عدالت میں مجرموں کیلئے پیش کرتے ہیں۔ یہاں ہم صرف پیغمبر اکرمؐ سے منسوب تہتر فرقے والی حدیث کے متن اور سند کے بارے میں وضاحت پیش کرتے ہیں۔

حدیث فرق کی اسناد کے بارے میں علمائے اعلام نے بتایا ہے یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب احادیث میں موجود ہے مسند امام احمد حنبل ج ۲ ص ۳۳۲،ص ۱۲۰ سنن ابی داؤد، درقم حدیث ۴۵۹۶ ترمذی رقم ۲۶۴۲ ابن ماجہ رقم ۴۰۲۹ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۲۸ اجری شریعت ص

۲۵۔

۱۔بعض نے اس حدیث کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں درج نہ ہونے کی وجہ سے مشکوک ومخدوش قرار دیا ہے اس پر بعض نے کہا حدیث کی صحت کیلئے صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ہونا ضروری نہیں ہے۔

۲۔حدیث کا چندین کتب میں اندراج ہونا صحت کی دلیل نہیں بنتا بلکہ حدیث کی صحت وسقم اس کے ناقل وروات کے ثقہ اور ضعف سے مربوط ہے ہم یہاں ان احادیث کے روات کو یکجا کرتے ہیں پھر ان میں کتنے ثقہ اور کتنے ضعیف ہیں معلوم کریں گے نیز تسلسل روایت میں مرسل ومقطوع کو بھی دیکھیں گے۔

متن حدیث فرق کے بارے میں پہلے خود حدیث کے جملوں پر نظر کرنا ہوگی کہ یہ حدیث کتنے عناصر سے مرکب ہے اس کے جملے اصول وموازین مسلمہ قرآن وسنت کے مطابق ہیں یا نہیں آئیں دیکھتے ہیں۔

۱۔میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔

۲۔ان ۷۳ میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی ہلاک ہوں گے۔

۳۔ان ۷۳ فرقوں میں ناجی فرقہ کونسا ہوگا؟

آپ نے فرمایا اہل سنت والجماعت ہے ہمیں ان تین نکات کا جائزہ لینا ہے۔

۱۔یہ جو فرقے ۷۳ ہوں گے وہ کس بنیاد پر ہوں گے۔ ۷۳ میں محدود ہونا اور ۷۳ پر رکنے کی کیا منطق ہے ۷۳ سے کم کیوں نہیں، ۷۳ سے زیادہ کیوں نہیں ہونگے عقائد کی بنیاد پر

ہوں گے یا فقہ کی بنیاد پر یا ان سب کی بنیاد پر ہوں گے ان میں سے کونسا مفروضہ قرین صحت ہوگا اور کونسا بعید از قیاس ہوگا۔

۲۔ان میں سے ایک ناجی ہوگا باقی ۷۲ فرقے ہلاک ہونگے ایک ناجی کونسا فرقہ ہوگا؟

۳۔تیسرا نقطہ کہ بعض کے بقول ناجی فرقہ اہل سنت والجماعت ہوگا۔ اہل سنت والجماعت کی اصطلاح چوتھی صدی ہجری میں بنی ہے۔ کہتے ہیں اس اصطلاح کے بانی ابوالحسن اشعری یا ابن تیمیہ یا محمد عبدالوہاب ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نام کو دیکھو تو نہ ان کے اصول عقائد سے بنتا ہے نہ فروع سے۔ کیونکہ اصول عقائد اور فروع دونوں خود انکے اقرار کے مطابق قرآن وسنت دونوں سے ہیں تو تعریف صرف سنت سے کس منطق کے تحت کی ہے۔

دراسۃ فرق والمذاہب کی تحقیقات ذرات و کہکشاں اور خلیات جیسی نہیں ہیں جہاں حواس ظاہری آلات دوربین یا باریک بینی سے واضح ہوجاتے ہیں اور اس میں دورائے نہیں ہوتی ہیں لہٰذا طبقات میں تحقیقات مرحلہ بہ مرحلہ چلتی ہیں جبکہ اجتماعیات میں دو قسم کے مظاہر پائے جاتے ہیں جن میں ایک ظاہری ہوتے ہیں دوسرا باطنی، یعنی انسان پر تحقیق کرنا مشکل ہے کیونکہ اس کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہے جو کسی حواس میں نہیں آتا ہے مظاہر ظاہری میں وہ خود کو اسلام پر دکھاتا ہے اور اندر سے الحاد کا داعی ہوتا ہے جب تک عملی مظاہرہ نہ کرے معلوم نہیں ہوتا ہے کہ وہ اسلام پر ہے یا الحاد پر۔ چونکہ ہر ایک کے مظاہر اس کے اپنے تصورات کے مطابق ہوتے ہیں لہٰذا اس کے اصول عملی وعقائد واعمال واخلاق اور سلوک کا پتہ نہیں چلتا ہے لہٰذا اس کی زندگی کی نجی مصروفیات اور سرگرمیوں پر نظر دوڑانا پڑتی ہے۔

اصل وسند حدیث تعداد فرق:

۱۔امت اسلامیہ ۷۳فرقوں میں بٹ جائے گی یہ حدیث مجامع کتب میں موجود ہے صاحب کتاب فرقہ ناجیہ ص۲۵۴میں سنن ابی داؤد کتاب السنہ حدیث ۴۵۹۶۔سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۲۱ کتاب الایمان ۱۸ حدیث ۶۴۰ ۲پر موجود ہے۔دیکھنا ہوگا ان کتابوں میں منقول روایات کے کل راوی کتنے ہیں۔ان میں سے بعض کے نام مکرر ہونے کی وجہ سے مجہول قرار پاتے ہیں اوراس وجہ سے وہ گر جاتے ہیں،اگر بیچ میں کوئی راوی گر جائے تو روایت مقطوع ہو جاتی ہے لہٰذا اس سے کسی مطلب کے لئے استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے۔

۲۔بعض کتب رجال میں ان کا ذکر ہی نہیں ہے۔

۳۔اسکے بعض راویوں کو علماء رجال نے ضعیف گردانا ہے۔

۴۔مقطوع یعنی وہ راوی جو درمیان سے گر گیا جو اپنی جگہ ثقہ ہے لیکن اس سے قبل اور اس کے بعد مقطوع ہونے کی وجہ سے اسکی روایت سے استدلال نہیں کر سکتے ہیں۔

راویوں کی توثیق وتنقیض کرنے والے بہت آزاد نہیں تھے کیونکہ وہ بھی مختلف جہات سے محصور ہوتے تھے ان کے لیے بابنگ دہل کسی کی تنقیض کرنا یا توثیق کرنا ممکن نہیں تھا جس طرح آج کل کے علماء کے بارے میں کسی کی تعریف کرنا یا کسی کی تنقیض کرنا آسان نہیں ہوتا اور جو کچھ ان کے نوک قلم سے گزر گیا اس پر پردہ ڈالنا آسان نہیں ہوتا چنانچہ ان کے بزرگ علماء کا جو تعارف پیش کیا گیا اس میں مبالغہ آرائی اور غیر معیاری وغیر مقیاسی تعارف زیادہ پایا جاتا ہے مثلاً

وہ ذہین تھے انکا حافظہ تیز تھا انہیں بہت سی احادیث یاد تھیں یہ تعارف کافی نہیں ہے بلکہ جو تعارف کتب علم حدیث میں بیان کیا گیا ہے اس کے حامل بہت کم ملتے ہیں۔

اس بارے میں تین قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔

۱۔ جو کچھ اقوام گزشتہ میں ہوا وہ میری امت میں بھی ہوگا۔

صباح علی بیانی کی کتاب فرقہ ناجیہ ناشر مجمع جہانی اہل بیت تہران ۱۴۲۷ھ نے اس کتاب کے ص ۱۰۰ پر اس حدیث کو صحیح بخاری ج ۱۸ ص ۱۵ کتاب اعتصام بالکتاب والسنہ سے نقل کرنے کا دعویٰ کیا ہے دوسری حدیث مجمع زوائد ھیثمی نے ص ۲۲۲ سے نقل کی ہے۔ یہ دو احادیث جن میں ہے کہ میری امت میں افتراق وانتشار ناگزیر ہے یعنی امت اس بارے میں بے بس ہوگی سوال یہ ہے کہ کیا یہ خبر وحی ہے۔

۲۔ تعداد فرق ہے امت کے ۷۳ فرقے ہونگے۔

۳۔ صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہے باقی جہنمی وہلاک ہونگے۔

۴۔ سب جنت جائیں صرف ایک جہنم جائے گا۔

حدیث نمبر ۳۹۹۱: سنن ابن ماجہ کتاب الفتن

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبه ثما محمد بن بشر ثنا محمد بن عمرو عن ابی سلمه عن ابی هريره قال: قال: رسول الله "تفرقت اليهود على احدیٰ وسبعين فرقه و تفترق امتی علی ثلاث و سبعين فرقه".

حدیث نمبر ۳۹۹۲: سنن ابن ماجہ کتاب الفتن

حدثنا عمرو بن عثمان بن سعید بن کثیر بن دینا را لحمصی ثنا عباد ابن یوسف ثنا صفوان بن عمرو عن راشدین بن سعد عن عوف بن مالک قال: قال: رسول الله (افترقت الیهود علی احدی وسبعین فرقه فواحده فی الجنة و سبعون فی النار وافترقت النصاریٰ علی ثنتین و سبعین فرقه فاحدیٰ و سبعون وواحدة فی الجنة والذی نفس محمد بیده لتفترقن امتی علی ثلاث و سبعین فرقه واحدة فی الجنة و ثنتان و سبعون فی النار)قیل :یارسول الله من هم قال: الجماعه.

حدیث نمبر ۳۹۹۳: سنن ابن ماجہ کتاب الفتن

حدثنا هشام بن عمار ثنا الولید بن مسلم ثنا ابو عمر ثنا قتادة عن انس بن مالک قال :قال رسول الله ان بنی اسرائیل افترقت علی احدیٰ و سبعین فرقه وان امتی ستفترق علی ثنتین و سبعین فرقه کلها فی النار الا واحدهة وهی الجماعة.

حدیث نمبر ۳۹۹۴: سنن ابن ماجہ کتاب الفتن ص ۱۳۲۲

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبه ثنا یزید بن هارون عن محمد بن عمرو عن ابی سلمه عن ابی هریره قال:قال رسول الله :لتتبعن سنة من کان قبلکم باعا بباع و

ذراعا بذراع و شبرا بشبر حتیٰ لو دخلو فی حجر ضب لدخلتم فیه قالوا یا رسول الله الیهود و النصاریٰ ؟قال:فمن اذا؟۔

آیا امت کو مستقبل میں لاحق بدبختیوں، اندوہ ناک و ناروا مصیبتوں اور شقاوتوں کے بارے میں پیشنگوئیاں کرنا آپ کی نبوت کی ذمہ داریوں میں سے تھا اگر ایسا تھا تو یہ کس آیت سے ثابت ہے۔

۲۔آیا ہر چیز میں پیشن گوئی کرنا صفات خاصہ نبوت حضرت محمدؐ میں سے تھا۔

۳۔اگر عند التحقیق اس حدیث کی تحلیل کو دیکھا جائے تو اکثریت نے اسے مسترد کیا ہے۔

۴۔اس حدیث سے کیا ثابت ہوتا ہے۔

حدیث فرق کے بارے میں علماء کا موقف:

تہتر فرقوں کی روایت اور متن کو درست کرنے کیلئے متفرق کاوشیں کی گئی ہیں ان کے بارے میں حضرت علی کا ایک جملہ صدق آتا ہے آپ نے اس کے لئے ایک بوسیدہ لباس سے تشبیہ دی ہے کہ یہ جہاں سے پھٹی ہے وہاں سے سلائیں گے تو دوسری طرف سے پھٹ جاتی ہے،اسی طرح اس حدیث کو بھی صحیح گرداننے کی تمام کاوشیں بے ثمر ہوگئی ہیں۔

صرف شیعوں کے ۷۲ سے زیادہ فرقے اب تک لکھے چکے ہیں۔

۱۔کتاب فرق اسلامیہ تالیف محمود محمد مزروعۃ ص ۳۰ پر لکھتے ہیں بعض علماء نے کہا یہ

حدیث مردود ہے کیونکہ اس کے راوی مشکوک ومخدوش ہیں۔اس حدیث کے رد کرنے والوں میں سے ابن حزم نے کہا یہ حدیث اپنی سند کے حوالے سے درست نہیں لہٰذا یہ حدیث قبول نہیں ہے،ایک طرف وہ فرق ہیں جو خبر واحد کو مانتے ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ جو خبر واحد کو حجت نہیں سمجھتے۔

۲۔حدیث اپنی جگہ درست ہے لیکن اس میں ایک فرقہ ناجی ہے باقی ہلاک وجہنمی ہیں یہ درست نہیں ہے اس نظریے کے حامل ابن وزیر نے کتاب عواصم قواصم میں نقل کیا ہے یہ جملہ زیادہ ہے جو غلط ہے یعنی سب جہنمی ہیں کے بارے میں ان کا کہنا ہے یہ ملحدین نے کہا ہے یہ انکی طرف سے حدیث میں اضافہ کیا گیا ہے۔اس کے مقابل میں وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں ۷۲فرقے جنت میں اور صرف ایک فرقہ جہنم میں جائے گا۔

۳۔کہتے ہیں حدیث اپنی جگہ صحیح ہے مگر اس حدیث میں جو تعداد بتائی گئی ہے یہ غلط ہے کہ ۷۲فرقے جنت میں اور صرف ایک فرقہ جہنم میں جائے گا یہ بات صحیح نہیں ہے یہ صحیح ہے کہ امت میں اختلاف ہوگا اختلاف کی وجہ سے یہ ۷۳فرقوں میں منقسم ہوجائینگے یہ درست نہیں ہے مراد یہ ہے کہ امت میں کثیر اختلاف ہوگا یعنی ۷۳غلط ہے شاید جو ۷۳ بتایا ہے یہ کثرت بتانے کے لئے بتایا ہو۔

۴۔چوتھا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن جو امت بتایا ہے وہ مشکوک ہے پیغمبرؐ کی دو امت ہیں ایک امت دعوت ہے جس میں کافر ومسلم سب انسان شامل ہیں یہ پوری انسانیت کے لیے ہے اور ایک امت اجابت ہے جنہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا یہ صرف مسلمان ہیں ان

میں کوئی اختلاف نہیں ہے اختلاف امت دعوت یعنی یہود ونصاریٰ اور کافرین ومشرکین میں ہوگا لہٰذا اس گروہ کا کہنا ہے کہ حدیث صحیح ہے لیکن اس میں امت کے اختلاف کی جو بات ہے وہ غلط ہے ہلاک وہ ہونگے جو غیر مسلمین ہونگے۔

اسی حدیث کے بارے میں کتاب تاریخ فرق وعقائدہ تالیف دکتور محمود سالم غیلان ص ۸ پر لکھتے ہیں اس حدیث کے بارے میں علماء کا موقف یہ ہے:

۱۔حدیث صحیح ہے لیکن حدیث کی صحت وسقم کے بارے میں کوئی رائے نہیں دی یہ ابو الحسن اشعری اور فخر الدین رازی کا نظریہ ہے۔

۲۔حدیث کو نقل کیا ہے لیکن اس کو صحیح نہیں گردانا ہے اور اس پر عمل بھی نہیں کیا ہے یہ حدیث سند کے حوالے سے صحیح نہیں ہے ایسی حدیث سے استدلال نہیں کر سکتے ہیں یہ نظریہ ابن حزم کا ہے۔

۳۔حدیث کو صحیح گردانا ہے لیکن ان فرقوں میں ایک فرقہ ناجی ہے یہ نظریہ عبد القاہر بغدادی کا ہے۔ابو المظفر سفرائنی' قاضی عضد الدین ایجی'شہرستانی ودیگر علماء نے حدیث کو صحیح گردانا ہے لیکن تعداد پر کسی نے اتفاق نہیں کیا ہے شہرستانی نے ۴ بڑے فرقے بتائے ہیں بغدادی نے ۷۳ فرقے کہا ہے۔لیکن پہلے مرحلے میں اس حدیث کا متن اور مضمون دونوں مخدوش ہیں دوسرا یہ آیات قرآن اور مسلمات اسلام کے خلاف ہے۔

فرقوں کے بارے میں قضاوت سے پہلے مصطلحاتِ فرق سے آشنا ہونا ضروری ہے:۔

قارئین کرام زبان لباس ہے اور معنی اس کا جسم وتن ہے معنی سمجھنے کے لیے اصطلاحات کا سمجھنا ضروری ہے جس طرح لباس برابر ہوتا ہے اس میں کمی بیشی معیوب ہوتی ہے اسی طرح الفاظ واصطلاحات معنی کیلئے بھی برابر ہونے چاہئیں الفاظ میں کمی بیشی معنی میں باعث خلل بنتی ہے۔ ذو معنی الفاظ، بازار تفاہم میں ملاوٹ یا ناپ تول میں گڑبڑ کی مانند ہوتے ہیں آیئے دیکھتے ہیں فرقوں نے اپنے لیے افہام وتفہیم کے لیے جو محاورے اور اصطلاحات وضع کی ہیں سب کی سب بدنیتی اور دھوکہ فریب کی بنیاد پر بنائی گئی ہیں، کوئی بھی مصطلح اصول اصطلاح سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ انکی اصطلاحات ذو معنی ہیں انہوں نے بعض معنوں کے لیے ایک ہی لفظ استعمال کیا ہے جسے علماء مشترک لفظی کہتے ہے۔

مصطلحات فرق ومذاہب:

معتزلہ نے اپنے عزائم ومنویات کو پھیلانے کیلئے اپنی اصطلاحات وضع کی ہیں جس طرح دہشتگرد اپنے لئے اصطلاحات خصوصی بناتے ہیں تاکہ دوسروں سے ان کا فہم مختلف ہوتا کہ دوسرے کو سمجھا سکیں آپ نہیں سمجھے۔ انبیاء کی نبوت کے علائم ونشانی کے حوالے سے قرآن میں کلمہ آیت آیا ہے یہاں اسم فاعل ہے باب افعال کلمہ اعجاز سے ہے یہ اپنے فریق مقابل کو عاجز و قاصر کرنے کو کہتے ہیں۔ انھوں نے اس کلمہ کو پہلے مرحلے میں انبیاء کرام کی نبوت کی نشانیوں کی

جگہ استعمال کیا پھر اس کو ہر فعل خارق عادت انجام دینے والوں کے لیے استعمال کیا گیا۔ اس میں سحر وجادو، شعبدہ بازی اور اختراعات واکتشافات سب آتے ہیں پھر یہاں سے انبیاء کی نشانیوں کو کمزور ہوتے دکھایا گیا ہے وہ اسے ہر اوٹ پٹانگ اور ان پڑھ غرض مندوں کی طرف نسبت دیتے رہے ہیں۔

دراسۃ فرق ومذاہب کی کاوش گران کے لئے ضروری اور ناگزیر ہے وہ پہلے مرحلہ میں مصطلحات فرق ومذاہب کو گہرائی سے پڑھیں چنانچہ کسی بھی موضوعات پر تحقیق کرنے والے اپنے موضوع کے مفردات کی پہلے تشریح وتوضیح کرتے ہیں کیونکہ فہم موضوع کے لئے موضوع کے مفردات کا غور سے پڑھنا ضروری ہے۔ خاص کر جہاں موضوع متنازع ومشکوک ہو اور جہاں پیچیدہ وکثیر احتمال کا اندیشہ ہو۔ فرقوں نے غاورانہ خائنانہ مدلسانہ مصطلحات وضع کی ہیں تاکہ ان کے بغض وعناد ودشمنی اور ضد اسلام کا جنین چھپا رہے۔

علماء نے لغوی اور اصطلاحی معنی میں تناسب کو ضروری گردانا ہے عربی لغت میں اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ عربی زبان میں دین سے متعلق کلمات نہیں پائے جاتے تھے کیونکہ وہ دین کو نہیں مانتے تھے اسلام نے جہاں کوئی مفہوم پیش کرنا چاہا تو کیونکہ زبان عربی وضع کرنے والے مشرک تھے، انہوں نے دینی مفاہیم کے لئے کلمات وضع نہیں کئے تھے جب اسلام آیا اور نئے مفاہیم لایا تو ان رائج مفاہیم کے کلمات سے اپنے مفاہیم کے قریب کے الفاظ انتخاب کئے۔ مثلاً کسی چیز کو چھپانے کو عربی زبان میں کفر کہتے ہیں، اسلام نے اس کلمہ کو اللہ سے انکار کرنے والوں کے لئے استعمال کیا، اسی طرح کلمہ نفاق ایک سوراخ سے داخل ہو کر دوسرے

سوراخ سے نکلنے کو کہتے تھے۔ اسلام نے اسلام میں داخل ہونے کے بعد کافرین سے ملنے والوں کو منافق کہا ہے۔ غرض جب لفظ کو نئے محاورے میں استعمال کیا اور اس سے کوئی اجنبی معنی مراد نہیں لیا تو سامعین کو کوئی دشواری پیش نہیں آئی کسی نے نہیں کہا کہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا اور جب اجنبی معنی لیا تو وہاں خود سوالیہ فقرہ بنا کر اسے واضح کیا ہے بطور مثال قارعہ کھٹکھٹانے اور جگانے کو کہتے ہیں جب قرآن میں قیامت برپا ہونے کے لئے استعمال کیا تو اللہ نے فرمایا ﴿وما ادراک ما لقارعه﴾ تجھے کیا معلوم ہماری مراد قارعہ سے کیا اسی طرح الحاقہ ثابت چیز کو کہتے ہیں یہاں اللہ کی مراد معلوم نہیں ہے لیکن آگے آیات میں اللہ نے بتادیا کہ اس سے اس کی مراد یہ ہے۔ اسی طرح کلمہ طارق کے بارے میں آیا ہے ﴿الطارق و ما ادراک با الطارق .انا انزلناه فی لیلة القدار وما ادراک ما لیلة القدر﴾ چنانچہ ان کو زبان کے حوالے سے کوئی پریشانی نہیں تھی قرآن نے ان آیات میں بیان کیا ہے (عمران۔ ۱۳۸، زمر۔ ۲۸) کیونکہ اللہ کسی کو دھوکہ نہیں دیتا ہے۔ فرقہ باطنیہ کا ذو معنی مصطلحات وضع کرنے میں بڑا کردار ہے، باطنیہ اس مذہب کا نام ہے جو انسان کو احساس دلائے بغیر دین سے منحرف و گمراہ کرتا ہے لہٰذا اس نے ذو معنی مصطلحات وضع کی ہیں، انھوں نے اسلام کے مزاج کے خلاف نا قابل فہم بلکہ نا قابل قبول اصطلاحات وضع کیں تا کہ وہ عوام کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ فرقوں نے اپنے الحادی عقائد ٹھونسنے کے لئے پہلے مرحلے میں از خود اصطلاحات وضع کی ہیں۔ ان اصطلاحات کے ذریعے انہوں نے اہل فکر و دانش کو اندھیرے اور تغافل میں رکھا بلکہ وہ ان کو انہی میں مصروف رکھ کر اپنے مقاصد واہداف حاصل کرنے میں کا

میاب ہوئے ہیں ہم یہاں فرق ومذاہب سے آشنا ہونے اوران کے مذموم عزائم سے نقاب ہٹانے کیلئے ان کی مصطلاحات خائنانہ سے پردہ اٹھانا چاہیں گے اور دیکھیں گے کہ انہوں نے کیسی کیسی اصطلاحات وضع کی ہیں جو قانون وضع اصطلاح کے منافی ہیں۔

یہاں پہلے خود مصطلاحات کا معنی واضح کرتے ہیں مصطلح اسم مفعول ہے تعریفات جرجانی ص ۲۸ میں اصطلاح کی توضیح میں آیا ہے لفظ کو معنی لغوی سے ایک اور معنی میں تناسب دینے کو کہتے ہیں۔یعنی ایک لفظ کو معنی لغوی سے ایک اور معنی میں منتقل کرنے کو کہتے ہیں یعنی کسی لفظ کو اصل معنی کی بجائے ایک اور معنی میں استعمال کریں اور دونوں میں ربط باقی ہو تو اس کو اصطلاحی معنی کہتے ہیں جبکہ فرقوں کی اصطلاحات معنیٰ لغوی سے اجنبیت رکھتی ہیں۔لغت چاہے معنی اصلی میں استعمال ہو یا مجازی وثانوی میں استعمال ہو، اپنی جگہ جامع افراداور مانع اغیار ہونا ضروری ہے ورنہ فلسفۂ وضع لغت ختم ہو جائے گا۔اگر وہ لفظ وسیع اندازے میں استعمال کریں گے تو مبہم و نکرہ ہونگے اگر تنگ معنی میں استعمال کریں گے تو بہت سے مصادیق رہ جائیں گے مثلاً کلمہ یتیم انقطاع کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی کسی چیز کا کسی چیز سے الگ وجدا ہونا حالانکہ وہ اس کا نیاز مند ومحتاج مند تھا مثلاً حیوانات میں یتیم اس بچے کو کہتے ہیں جس کی ماں مرچکی ہو لہٰذا یہاں اگر کسی حیوان بچے کے لئے یتیم استعمال کریں گے تو سب سمجھیں گے اس کی ماں نہیں ہے لیکن اگر کسی انسان کے بچے کے لئے کہیں کہ یہ یتیم ہے تو سب سمجھیں گے اس کا باپ نہیں ہے۔اگر کسی بڑی ہستی کیلئے استعمال ہوا تو سمجھ لیں مجازی میں استعمال ہوا ہے۔

تمام کتابوں میں موضوعات کے تعین کے موقعہ پر لکھتے ہیں تعریف جامع افراد مانع

اغیار ہونی چاہیے ورنہ ایسی تعریف غلط ہوگی فرقوں نے اپنے لئے جو الفاظ انتخاب کیے ہیں وہ مانع اغیار نہیں ہیں بلکہ ان میں ہر قسم کی خس و خاشاک اوٹ پٹانگ قیامت تک کے الحادیات شامل ہونے کی گنجائش رکھی جاتی ہے۔بطور مثال شیعہ کے نام سے فرقہ کی بنیاد رکھتے وقت مراد علی کے شیعہ تھے اور بعد میں علی کو چھوڑ کر مختار ابی الخطاب مغیرہ العجلی میمون دیصانی ارشتی ذشتی تک پچاس سے زائد دین و شریعت کو اکھاڑ پھینکنے والے اسماعیلی تک پیروان علی کہلانے والوں میں شامل ہوگئے۔اہل سنت نے پہلے مرحلے میں سنت نبیؐ پھر نبیؐ کو حذف کرکے صرف سنت کہا پھر سنت خلفاء و اصحاب و تابعین و سلفیین حتیٰ احمد رضا خان، داتا گنج بخش، خواجہ چشتی اور پھر ہر قبر والے کی سنت پر چلنے کی بات کی۔ان دونوں فرقوں نے ایک کلمہ کو چھتری بنا کر تمام منافقین و منحرفین و ملحدین کو اپنی چھتری کے نیچے جمع کیا۔غرض ان کی تعریف جامع افراد مانع اغیار نہیں ہے۔

اسلامی ملکوں میں استعمار غربی کی برے یا بد اثرات کا تجزیہ کرتے ہوئے امام خمینی اپنے انقلاب کی کامیابی کے بعد فرمایا کرتے تھے ہمارے ثروت معدنیات پر استعماری قبضہ سے زیادہ خطرناک ضرر رساں استعماری فرہنگ ہے یہ فرمان پہلے ہضم نہیں ہوتے تھے، سمجھ میں نہیں آتے تھے، امام خمینی کی فرہنگ غرب سے مراد غرب جدید تھا جبکہ بعض کی نظر میں فرہنگ باطنیہ کہیں زیادہ خطرناک ہے، اس کی واضح ترین کہنہ نہ ہونے والی خون خرابہ کرنے میں موثر ترین فرہنگ باطنیہ، مسلمانوں میں قدیم ترین استعمار ہے، ان کی استعمار گری تیسری چوتھی صدی سے شروع ہوتی ہے ان کی جعل کردہ اصطلاحات بھی خطرناک ہیں بلکہ ان کی مصطلحات غرب جدید کے

لئے تمہید بنی ہیں۔

بطور مثال اجتہاد وتقلید، امامت، خلافت مذہب کی اصطلاحات ہیں، کس کو مذہبی کہنا یعنی اللہ کے بندوں میں سے اللہ کا قریب بندہ ہے اس حوالے سے پاکستان میں دیگر صوبوں کے نسبت ہمارے صوبہ بلتستان کو مذہبی کہتے تھے اس سے ہمارے ذہن میں ایک خوشی کا احساس غرور پیدا ہوتا تھا باہر والوں کو اپنے علاقے کا تعارف کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔

ہم سمجھتے تھے مذہب دین میں داخل ہونے کے دروازے کا نام ہے جبکہ تحلیل وتحقیق اور تجربات مکرر کے بعد یہ ثابت ہوا مذہب دین سے خارج ہونے کے فرعی راستے کو کہتے تھے۔ یہاں سے تعبیر بالکل بدل گیا تعبیر بدلنے سے اثرات ونتائج بھی بدل گئے جہاں مذہب دین کے موافق تھے لیکن ہمیشہ دیکھنے میں آیا ہے مذہب ہمیشہ آلہ کار کافر ہے، کافروں کی خوشی کیلئے مسلمانوں سے دشمنی ایک عادی ہے چنانچہ دین کو رد کرتے وقت انتہائی کراہت سے کہتے ہیں اسلام اسلام مت کرو کہتے تھے کسی پر غصہ کرتے وقت تو لا مذہب نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ کسی نہ کسی مذہب پر ہوتے ہیں لیکن لا دین کہہ سکتے ہیں اس لئے ان کو اگر آپ لا دین کہیں تو غصہ نہیں آتا ہے لیکن لا مذہب کہنے سے غصہ آتا ہے۔اس حوالے سے بلتستان کے بارے میں ہمارے موضع چھورکا والوں کو لا دین آسانی سے کہہ سکتے ہیں کیونکہ دین سے ان کا رشتہ نہیں ان کا مذہب فرقہ غرابیہ سے تعلق رکھتا ہے فرقہ غرابیہ کہ کہنا ہے اللہ نے جبرئیل کے ہاتھ نبوت علی کیلئے بھیجی تھی لیکن جبرئیل نے محمدؐ کو دے دی لہذا وہ جبرئیل کو لعن کرتے ہیں نعوذ باللہ محمدؐ کی مذمت کرتے ہیں۔

ہم یہاں ان اصطلحات کی ایک فہرست پیش کریں گے جن میں اجتہاد ۔امام ۔تصوف۔تقلید۔ دجال ۔رجعت۔مجددیت ۔منصوصیت۔مہدویت ۔عصمت ۔اصحاب ۔قائم آل محمد ظہور قائم ۔سلفیہ۔عرفان جیسی اصطلحات شامل ہیں۔

ا۔اجتہاد:

کتاب اجتہاد العروف تالیف محمد بن ابراہیم ص ۱۱۹ اجتہاد باب افتعال کے مصدر مادہ جہد سے لیا ہے، جہد کے معنی بذل طاقت ہے۔کتاب شرح قاموس میں جہد بذل وسع طاقت کے لئے استعمال ہوا ہے جوکسی مقصد تک پہنچنے کیلئے صرف ہوتی ہے اس میں مشقت وزحمت کا عنصر سمورکھا ہے۔

اجتہاد کے معنی اصطلاحی کے بارے میں غزالی نے لکھا ہے اصطلاح میں جس چیز کے بارے میں قرآن اور سنت میں حکم شرعی نہیں آیا ہو وہاں مجتہد کا اجماع ،قیاس وغیرہ سے حکم شرعی نکالنےکو اجتہاد کہتے ہیں، دوسرا 'استفراغ الوسع فی طلب احکام شرعیه'۔ 'استفراغ الوسع فی طلب علم فی احکام الشرعیه' بعض نے کہا ہے 'بذل الفقیه فی النیل حکم شرعی بطریق الاستنباط' جس کسی نے اپنی سعی وطاقت کوبذل کیا وہ اجتہاد ہے غزالی اورشوکانی نے حکم شرعی نکالنےکو اجتہاد کہا ہے۔

لیکن یہاں سوال پیش آتا ہے کہ کیاقرآن اور سنت سے ہٹ کر حکم صادر کرنے میں کوئی زحمت ومشقت ہے جوخودقرآن اورلغت سے استنباط کرکے حکم صادر کرنے میں نہیں ہے۔ جہاں

اللہ اور اس کے رسولؐ نے کوئی حکم نہ فرمایا ہو وہاں مجتہد کو حکم الٰہی صادر کرنے کا حق کس نے دیا ہے؟

اجتہاد کی تعریف میں استنباط از قرآن وسنت کا ذکر نہیں ہے۔

۱۔ جب قرآن وسنت میں کسی چیز کے بارے میں کوئی حکم نہیں آیا یہاں چند مفروضے بنتے ہیں یہ منطقہ مباح ہے خارج از حدود شرعی ہے۔

۲۔ اللہ اور رسولؐ بھول گئے ہیں نعوذ باللہ تو جب اللہ اور رسولؐ نے اسے چھوڑا تو آپ کو یہ اجازت کس نے دی ہے کہ آپ اس کے بارے میں حکم صادر کریں؟

۳۔ اللہ اور رسولؐ کے بعد کسی کو حکم جعل کرنے کا حق نہیں ہے۔ بہت سی آیات میں آیا ہے کہ احکامات دین بنانے میں اللہ کے ساتھ رسولؐ بھی شریک نہیں چنانچہ مجتہد کا از خود حکم جعل کرنا اللہ کے ساتھ شریک ہونا ہے۔

۴۔ جب کوئی حکم قرآن وسنت میں نہیں ہے تو آپ کے اجتہاد کی کاوش سے صادر قانون اور دنیا کے ماہرین قانون کے وضع کردہ قانون میں کیا فرق ہوگا دونوں میں کیسے امتیاز کریں گے اور کس کو حکم اللہ اور کس کو حکم بشر کہیں گے۔

۲۔ امام

کلمہ امام، مادہ امام سے بنا ہے جو پیش رو اور فی زمانہ قیادت ورہبری امت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اقتدار کس کو دینا درست ہے کس کو دینا غلط ہے کون زیادہ مستحق ہے پھر

استحقاق کی کیا کسوٹی ہوتی ہے یہ سوالات امام پرستوں اور صحابہ پرستوں کے درمیان مثل انڈہ اور مرغی میں کون مقدم ہے کیسا ہے۔کلمہ امام قرآن میں اقتدار اعلیٰ جامعہ اسلامی کیلئے کہیں بھی استعمال نہیں ہوا ہے خود امت بھی استعمال نہیں کرتے تھے یہ بانی فرق ،مفرق امت معتزلہ کی بدعت ہے ،یہ اصطلاحات مسلمانوں کی نہیں بلکہ معتزلہ اور ان کے خلفوں کی اختراع کردہ ہیں، دوسری طرف نبی کریمؐ اور عصر خلفاء اسلام میں بھی یہ اصطلاحات رائج نہیں تھیں۔

پیغمبرؐ اور خلفاء کے دور میں یمن اور بحرین بھیجے جانے والے نمائندوں کو امام نہیں کہا گیا ،نہ چاروں خلفاء میں سے کسی کو امام کہا گیا حتیٰ خود حضرت علی کو امام نہیں کہا گیا ہے، امام حسن قیادت سے خود علیحدہ ہوئے امام حسین نے اپنے بعد کسی کو وصیت کی بات نہیں کی ہے،امام حسین کے بعد کسی نے دعویٰ نہیں کیا اور نہ از خود متصدی ہوا کہ میں امام ہوں۔جس امام کو امام پرستوں نے اٹھایا ہے وہ امام اقنوم مسیح کی مانند ہیں جو توحید ورسالت اور تصور آخرت سب کو متزلزل و منہدم کرنے والے امام ہیں۔غرض ان میں سے کسی نے بھی اس منصب کے لئے دعویٰ تک نہیں کیا ہے۔جس منصور نے محمد بن عبد اللہ نفس ذکیہ اور ان کے پورے خاندان کو تہہ خانوں میں مروایا اس کے قہر سے جعفر صادق کیسے محفوظ رہے' دنیا کے اعلیٰ اداروں کے سربراہان کو بخار ہو تو وہ اپنا جانشین بناتے ہیں یہاں نا دیدہ کو امام بنایا ہے۔

۳۔منصوصیت

منصوصیت مادہ نص سے اسم مفعول ہے اسکی جمع نصوص آتی ہے معجم الوسیط میں آیا ہے''

الکلام الذی لا یحتمل التاویل ''یعنی جس کلام کے لئے دوسرا احتمال ممکن نہ ہو۔جن آیات کو امامت پر نص قرار دیا گیا وہ سب آیات متشابہات ہیں ان میں سے ایک سے بھی نص ثابت نہیں ہوتی' یہاں تک کہ ان کو ان آیات سے استدلال کرنے کے لئے قرآن میں تحریف کی بات کرنا پڑی ہے لیکن انہوں نے اس جرم کو بھی نہیں چھوڑا۔محدث نوری نے کشف الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب کے نام سے ضخیم کتاب لکھی وہ شیعوں کے گلے پڑی کہ اس کو تسلیم کریں تو یہود کی طرح اللہ کی کتاب میں تحریف کرنے والے ہونگے یا محدث نوری کو بچانا ہوگا چنانچہ علامہ محمد حسین سرگودھا نے تصریح سے کہا ہم تحریف قرآن کے قائل اس لئے ہیں کہ محدث نوری کو قہر وغضب مسلمین سے بچائیں۔اگر کہیں گے ہم تحریف کے قائل نہیں ہیں تو اس سے محدث نوری پکڑے جائیں گے،اسی طرح انہوں نے مرتضیٰ عامل میلانی کو بھی بچایا۔

منصوصیت یعنی جہاں کسی قسم کا شک وتردد ممکن نہ ہو جہاں حاضرین وسامعین کوئی دوسرا احتمال نہ دے سکیں اسے نص کہتے ہیں۔اللہ نے قرآن میں حضرت محمدؐ کے نبی ہونے کے بارے میں جو بات کی ہے ایسی بات کو نص کہتے ہیں پیغمبرؐ کی حیات میں بہت سوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ قرآن حضرت محمدؐ کی ساخت ہے یا کسی عجمی کی ساخت ہے کسی نے کہا کہ یہ شعر ہے لیکن عرب کی فصاحت و بلاغت کے عروج وبلندی پر فائز شخصیات اس نص کے مقابل میں عاجز و قاصر نظر آئیں شیعوں نے کہا امامت مثل نبوت ہے جس طرح نبوت اللہ کی نص کے بغیر ممکن نہیں ہے امام بھی اللہ کی نص کے بغیر نہیں ہوتا ہے انکا یہ عقیدہ اپنی جگہ ختم نبوت سے متصادم عقیدہ ہے۔

الغرض مذکورہ تمام آیات اپنے موضوع امامت میں متشابہ ومبہم ومجمل ہیں لہذا بڑا اعلی مقام رکھنے والے بڑے بڑے علماء کو اعتراف کرنا پڑا کہ امامت کے بارے میں ہمارے پاس کوئی آیت نہیں ہے بلکہ اس حوالے سے ہمارے پاس روایات ہیں۔نص الٰہی سے ہاتھ خالی ہو نے کے بعد انھوں نے نص رسولؐ سے تمسک کیا یہاں بھی روایات موضوعہ اور کلمات متشابہ سے متمسک ہوئے ہیں۔انہوں نے پوری امت کے سابقین ایمان وہجرت اور عمل جہاد اور انفاق میں چہرہ ہائے معروف رکھنے والی ہستیوں کو بے دین ومرتد اور کتمان شہادت کرنے والا گردانا ہے بلکہ پوری امت محمدؐ کو مرتد گردانا گیا،اس طرح غم وغصہ سے لبریز فحش کاری سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں غصہ صرف اور صرف اسلام پر ہے۔

۴۔رجعت:

رجعت کا معنی یوں کرتے ہیں کہ قیامت برپا ہونے سے پہلے کچھ مومنین وکافرین اور منافقین کو دنیا میں واپس پلٹائیں گے تاکہ وہ لوگ اپنے نیک اعمال کی جزائے خیر اسی دنیا میں دیکھیں اور برے اعمال والے اپنے بُرے اعمال کی سزا کو اسی دنیا میں دیکھ کر جائیں۔یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی چیز کو عقیدے میں گرداننے کے لئے دلائل وبراہین قطعیہ کا ہونا ضروری ہوتا ہے جبکہ عقیدہ رجعت رکھنے والے کسی بھی قسم کی دلیل پیش کرنے سے قاصر وعاجز ہیں۔

جزاءوسزا اس دنیا میں ناممکن ہونے کی بنا پر اللہ نے اس کو ایک اور عالم میں رکھا ہے۔

اس عالم سے پہلے جزاءوسزا کی بات کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ وہی بات ہے جو

تناسخ والے کہتے ہیں تناسخ کے باطل ونفرت آمیز ہونے کی وجہ سے انہوں نے کلمہ رجعت استعمال کیا ہے۔رجعت ان کے نزدیک انکار موت کے لئے آتا ہے یعنی مرے نہیں چھپ گئے ہیں واپس آئیں گے چنانچہ یہ جن جن کی رجعت کے قائل ہیں انہوں نے اُن کے مرنے سے انکار کیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ نفس ذکیہ کو موت نہیں آئی ہے۔انہوں نے موت آنے اور گزر جانے والوں کیلئے بھی رجعت کہا ہے جیسے بعض مومنین اور بعض کافرین ومنافقین دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو گویا ان کی رجعت تذبذب کا شکار ہے کبھی نہ مرنے والوں کیلئے رجعت کے قائل ہوئے اور کبھی مرنے والوں کے لئے بھی رجعت کے قائل ہوئے ہیں۔

بعض نے رجعت سے مراد رجعت حکومت مہدی لیا ہے لیکن یہاں بھی وہ اپنی اس غیر معقول وغیر شرعی اور غیر حسی بات کو ثابت کرنے میں قطعی طور پر ناکام ہوئے ہیں۔اس انسان کو آپ کیسے ثابت کرسکتے ہیں جسے پیدا ہونے کے بعد انسان تو چھوڑیئے کسی پرندہ نے بھی نہیں دیکھا ہے اور جس کے بارے میں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ کس کا فرزند ہے۔

رجعت دولت وحکومت:

یعنی ایک ایسی حکومت دوبارہ قائم کریں گے جو عدل وانصاف سے زمین کو پر کرے گی لیکن سوال یہ ہے کہ ایسی حکومت کب اور کہاں قائم ہوئی تھی تاکہ یہ کہیں کہ اب بھی دوبارہ قائم ہوگی، انکی رجعت سے مراد رجعت حکومت آل محمد ہے چونکہ ظلم وعصیان ونافرمانی شیاطین جن و انس کی طبیعت میں ہے آیت قرآن ہے حق وباطل کی جنگ ومقابلہ قیام قیامت تک جاری رہے

گار جعت کے حوالے سے ان کے پاس کوئی سند تمسک گھاس پھوس کے برابر بھی نہیں ہے یہ آیات متشابہات وروایات مقطوعات ومرسلات سے استناد کرتے ہیں یا کہتے ہیں یہ ممکن تو ہے کیا ہر ممکن کا ہونا ضروری ہے کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اللہ قادر کل شئی ہے لیکن اللہ کے ہر مقدور پر قدرت وتعلق ہونے کی بھی کوئی منطق ہوتی ہے غرض ان کے پاس سب سے بڑی اور محکم دلیل شور شرابہ اور دھرنا ہے، یہ کام کوئی مرد مدبر، حکیم وسیاست مدار نہیں کرتے بلکہ میدان جنگ میں کودنے سے ڈرنے والے مرد بزدل کراتے ہیں۔ جنازے، ناموس یا بچوں کو سپر بزدل لوگ ہی بناتے ہیں۔ یہ شاید اکیسویں صدی کی صنعت ہے۔

معجزہ وکرامت:

فرقہ باطنیہ کی دلیل وبرھان کے بدل میں گھڑی گئی مصطلحات میں ایک کرامت ہے، جو وہ اپنے من پسند اولیاء کے بارے میں پیش کرتے ہیں کہ وہ صاحب کرامات ہیں، کرامات کی وجہ سے وہ دوسروں کی منویات ومخطورات قلبی سے آگاہ ہو جاتے ہیں، اپنے مخالفین کو منوا سکتے ہیں، اپنے گرویدوں کو نوازتے ہیں یہ چلتا پھرتا ہتھیار ہے، ان کا کہنا ہے ہم یہ جانتے ہیں، ہمیں یہ کشف ہوا ہے اس دعوائے کشف کے بعد مزید دلائل کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے اسی طرح افعال خارق العادات جنہیں انبیاء کے ہاتھوں سے صادر ہونے کی صورت میں معجزہ کہتے ہیں، اگر صوفیوں یا ائمہ کے توسط سے ہو جائیں تو انہیں کرامات کہتے ہیں۔ سوال ہے کہ کس طرح دونوں صورت میں عمل خارق العادات عادی ہے یعنی بغیر کسی علت وسبب یا اس کے بعد یہ عمل

انجام پاتا ہے، اگر انبیاء کریں تو معجزہ اگر اولیاء کریں تو کرامات کہا جاتا ہے جہاں تک وہ انبیاء کے معجزات کی منطق پیش کرتے ہیں تو اس سلسلے میں گذارش ہے کہ نبی کی نبوت کی تصدیق کے ثبوت میں اللہ معجزہ پیش کرتا ہے کیونکہ نبی کو اللہ نے بھیجا ہوتا ہے اور نبی کے پاس اپنے اللہ کی طرف سے مبعوث ہونے کی کوئی دستاویز یا سند نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں اگر لوگ نہیں مانیں گے تو لوگ حق بجانب ہوں گے کیونکہ لوگوں کو اللہ نے بغیر دلیل کوئی عمل کرنے یا تسلیم دیگران ہونے سے منع کیا ہے اگر ہر مدعی کے دعوی کو قبول کریں گے تو دعوی کنندگان بہت ہونگے جو کہ نقص ہوگا لہٰذا اللہ خود چونکہ خالق کائنات وخالق نبی ہے اس لیے وہ اپنے نبی کی نبوت کے ثبوت میں یہ عمل خارق العادت اس کے ہاتھ سے کراتا ہے لیکن یہ اولیاء نبی نہیں ہیں۔اس لیے ان کو یہ عمل کیسے حاصل ہوسکتا ہے کہتے ہیں کہ یہ ان کا کسب ہے جو تربیت وتعلیم سے حاصل ہوجاتا ہے جسے مخترعات وکشفیات یا عطائے الٰہی یا ھبہ الٰہی کہتے ہیں اگر ھبہ الٰہی ہے تو اس تک پہنچنے یا حاصل کرنے کا فارمولا کیا ہے تو یہ گول مول جواب دیتے ہیں اور کبھی مخدوش اسناد اور غیر معقول متون والی احادیث ضعیفہ سے استناد کرتے ہیں۔اگر ان احادیث کے متن وسند کو قبول کریں تو عظمت انبیاء اور ختم نبوت سے ہاتھ دھونا پڑے گا بلکہ تصور دین والوہیت اور نبوت وختم نبوت سب لغو وبیہودہ قرار پائیں گے قرآن کریم کی آیات سے واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ نے تمام انسانوں کو کرامت بخشی ہیں نہ کہ ایک خاص فرد یا گروہ کو۔﴿ولقد کرمنا بنی ءآدم﴾(اسراء۔۷۰)

کرامت کے لغوی معنی میں ہے کہ کرامت ایک عطاو بخشش کو کہتے ہیں برتری اور زیادہ

عنایت کو کہتے ہیں اس کے مراتب و درجات ہیں مثلاً اللہ نے روئے زمین پر بسنے والی بہت سی مخلوقات پر انسان کو کرامت دی ہے،''ولقد کرمنا بنی ء آدم'' میں فاسق وفاجر وکافر جو بھی عقل وارادہ کا مالک ہے وہ دیگر مخلوقات سے ممتاز ہے یہ تکریم انسانوں کے لئے ہے۔

اللہ نے آدم کی تخلیق کے بعد بعض ملائکہ سے کہا ان کے لئے سجدہ کریں تو ابلیس نے کہا (اسراء۔۶۲) یعنی تو نے ان کو میرے اوپر برتری دی ہے یعنی اس کو مسجود قرار دیا ہے۔

انھوں نے معجزے کے بدلے میں کرامت بنائی ہے کرامت کے دو حصے ہیں۔

۱۔کرامت عمومی ہے جس سے اللہ نے تمام انسانوں کو نوازا ہے (اسراء۔۶۹)

۲۔کرامت خاص ہے جو اللہ کی طرف سے مسئولیت ملنے والوں کو دی گئی ہے جیسا کہ ملائکہ وانبیاء ہیں۔

جبکہ معجزہ مادہ عجز سے ہے جو کسی کو عاجز کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔کسی کو عاجز کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں سحر، جادو اور شعبدہ بازی جیسی چیزیں ہیں جو وسیع پیانے پر ہیں اور انہیں خارق عادت کہا جاتا ہے۔کلمہ معجزہ میں تحریف ہے انہوں نے اس کو آیت کی جگہ استعمال کیا ہے اللہ کی طرف سے آنے والوں کی دلیل واضح ہونا چاہیئے، اس کیلئے قرآن میں کلمہ ''آیت'' آیا ہے۔آیت کی جگہ لفظ معجزہ کا استعمال غلط ہے۔معجزہ تو وسیع پیانے پر ہوتا ہے جیسے بہت سی سائنسی ایجادات اپنے دور میں معجزہ تھیں جیسے ریڈیو، فون وغیرہ لیکن بعد میں تو فضاء میں تیز ترین اڑنے والے جہاز کو بھی کوئی معجزہ نہیں کہتا۔کسی کی نبوت کے ثبوت کے طور پر قرآن میں لفظ آیت استعمال کیا گیا ہے آپ نے اسے ہٹا کر معجزہ کیوں کہا ہے؟ایک عشرہ پہلے دہشت

گردی کے واقعات سے پہلے ہمارے ہاں دیواروں اور پنجوں سے خون ٹپکنا وغیرہ یہ سارے جدید سائنس کے کام تھے لیکن انہیں معجزہ کہا گیا۔ یہ جو صوفیاء کرامت دکھاتے ہیں یہ سب کیمسٹری کے طریقۂ کار ہیں۔فرقہ باطنی جو ضد قرآن رہا ہے انہوں نے ایک رات میں قرآن حفظ کرنے کی بات کی ہے اس سے انہوں نے بہت نام اور پیسہ بنایا ہے حالانکہ یہ کوئی کرامت نہیں تھی بلکہ ایک عرصہ دراز سے اپنائی گئی حکمت عملی تھی پھر دھوکہ دینے کیلئے ایک رات میں یاد کرنے کی بات کی تاکہ اسے کرامت اور معجزہ کہہ کر نام اور پیسہ کمائیں۔کرامت عالم فرق میں ایک بڑی مارکیٹ ہے لیکن افسوس بڑی تحقیق کی بات کرنے والی شخصیات کے بھی یہاں قدم پھسل جاتے ہیں علامہ جواد مغنیہ نے اپنی کتاب معالم فلسفہ اسلامیہ میں کرامت کو معجزہ کے برابر قرار دے کر اس کو بھی ثابت کیا ہے۔ کہتے ہیں معجزہ اور کرامت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ اثبات نبوت کے لئے پیش کیا جاتا ہے جبکہ کرامت ایک قسم کا اعزاز اور برتری ہے جس کے تحت انسان خارق العادت عمل بھی انجام دیتا ہے وہ اس فعل کو انجام دے کر کسی منصب الٰہی کا دعویٰ نہیں کرتا صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ نے مجھے یہ طاقت عطا کی ہے علامہ جواد مغنیہ نے اس سلسلہ میں دو مثالیں پیش کی ہیں ایک مثال حضرت مریم سے عیسیٰ کی ولادت ہے اور دوسری آصف بن برخیا کا تخت بلقیس لانا بتایا ہے۔

صوفیاء جو کرامات کے کارخانے لگاتے ہیں ان کے اعداد و شمار گنتی سے باہر ہیں اب ہم اس طرف آتے ہیں کہ اس اصطلاح کی کوئی حقیقت و بنیاد ہے یا یہ بھی سرے سے باطل ہے اور اس کی کوئی بنیاد نہیں بلکہ یہ دعویٰ اپنی جگہ مخدوش دعویٰ ہے قرآن میں انبیاء کے نبی ہونے کی دلیل

کو آیت کہا ہے آیت یعنی علامت ونشانی کہ یہ جو دعویٰ کیا ہے کہ اللہ نے مجھے یہ مقام دیا ہے تو اس کی نشانی یہ ہے کہ یہ فعل اللہ کے ماسواء کوئی اور نہیں کرسکتا ہے۔ یہ فعل کسی بھی بندے سے صادر ہونا قطعاً ناممکن ہے حتیٰ کوئی نبی بھی خود نہیں کرسکتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کرامت دلیل نبوت کا نام ہے نہ کہ ہر کس وناکس کا امتیازی نشان ہے فرقوں نے اس کو نبوت کی نشانی سے ہٹا کر خود بندے کا فعل کہا ہے پھر معجزہ کو مترادف خارق عادت قرار دیا ہے۔ اب آتے ہیں کہ آپ نے کہا یہ دوسروں پر ایک عطیہ وبخشش وبرتری ہے لیکن یہاں سے دو باتیں واضح کرنے کی ضرورت ہے ایک یہ کہ اللہ نے دوسروں سے ہٹ کر ان کو کیوں برتری دی ہے اگر اللہ نے دیگر انسانوں پر کسی انسان کو برتری دی ہے تو برتری کے لئے وجہ چاہیے اللہ نے یہ برتری فلاں کو دی ہے یا فلاں دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے دی ہے میرے پاس ہے اس کی کیا دلیل ہے؟

آپ نے کہا معجزہ اور کرامت میں کوئی فرق نہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ ایک دعویٰ کرتا ہے میرے پاس یہ منصب ہے اور دوسرا یہ دعویٰ نہیں کرتا۔ سوال یہ ہے اگر وہ دعویٰ کرے تو آپ کے پاس اس حوالے سے اسے تسلیم کرنے میں کیا مانع ہے جبکہ وہ فعل خارق العادت کام کرسکتا ہے لہٰذا آپ کو اسکی ہر بات ماننا پڑے گی کیونکہ آپ کے نزدیک وہ صاحب کرامت ہے تو آپ کیسے رد کریں گے اس کی ہر الٹی سیدھی بات سب کو قبول کرنا پڑے گی چنانچہ صوفیوں نے دعویٰ کیا ہے ہم نبی نہیں رسول نہیں لیکن نبی اور رسول سے بالاتر ہیں۔ کسی نے کہا ہے ہم اللہ ہو گئے ہیں کسی نے کہا ہے ہم اللہ ونبی میں محلول ہوتے ہیں کسی نے کہا ہے ہم انبیاء سے افضل ہیں کسی نے کہا ہے کہ ہم آئمہ سے ملے ہیں کسی نے کہا ہم ان کے وکیل ہیں کسی نے کہا ہم خود مہدی

ہیں ایسے دعوے جعلی ہیں جو ان کی جعلی کرامتوں سے ہوئے ہیں قرآن نے فعل معجزہ کو نبی کا فعل نہیں کہا بلکہ اللہ کا فعل کہا ہے جبکہ یہ کرامت والے ہمیشہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم یہ کر سکتے ہیں ہم علم غیب جانتے ہیں۔

علامہ مغنیہ نے حضرت مریم اور آصف برخیا کی جو مثال دی ہے وہ دونوں غلط ہیں۔حضرت مریم کے حاملہ ہونے پر مریم نے خود نہیں کہا کہ یہ ان کی کرامت تھی بلکہ مریم اس کو اپنے لئے مصیبت سمجھتی تھیں،اللہ نے کسی اور مقصد کے لئے مریم کو ذریعہ بنایا ہے،یہ فعل مریم نہیں تھا بلکہ فعل اللہ تھا۔اسی طرح آصف بن برخیا کی بات تو اس سے زیادہ تشویشناک و افسوسناک ہے کیونکہ علامہ جواد مغنیہ جیسے عالم و محقق کیسے وھب بن منبہ کی روایت کو بنیاد بنا کر یہ اعزاز آصف بن برخیا کو دیتے ہیں۔تخت بلقیس کو آصف بن برخیا نہیں لائے بلکہ خود حضرت سلیمان لائے ایک مفسر کا قرآنی آیت کے سیاق وسباق کا خیال رکھے بغیر سنی سنائی باتوں پر بھروسہ کرکے ایسا کہنا کیا حیرت کی بات نہیں ہوگی؟

﴿ اور جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا کہ میں اتنی جلدی لے آؤں گا کہ آپ کی پلک بھی نہ جھپکنے پائے اس کے بعد سلیمان نے تخت کو اپنے سامنے حاضر دیکھا تو کہنے لگے یہ میرے پروردگار کا فضل وکرم ہے وہ میرا امتحان لینا چاہتا ہے کہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں اور جو شکریہ ادا کرے گا وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے کرے گا اور جو کفران نعمت کرے گا اس کی طرف سے میرا پروردگار بے نیاز اور کریم ہے ﴾

شہید و شہادت:

فرقوں کے مذموم عزائم کے لیے گھڑی گئی مصطلحات میں سے ایک کلمہ شہادت ہے شہادت شاہد، شہید اور گواہ کو کہتے ہیں ۔قرآن کریم میں یہ کلمہ جہاں بھی آیا ہے معنی گواہ میں استعمال ہوا ہے، کہیں بھی کسی کے ہاتھ قتل ہونے والے مقتول کو شہید نہیں کہا گیا ہے۔فرقوں نے پہلے مرحلہ میں یہ کلمہ حق و باطل کی جنگوں میں قتل ہونے والی ذوات کے لئے اپنی طرف سے استعمال کیا ہے جیسے حضرت حمزہ اور امام حسین کے لئے استعمال کیا پھر اپنے مقتولین کیلئے استعمال کیا۔ جیسے کوئی دکاندار کوئی لباس ملک میں رواج دینے کے لئے پہلے مرحلے میں امام مسجد کے فرزند کو بطور تحفہ دیتا ہے۔اب نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ کافر و ملحد و بے دین اور فاسق کو بھی شہید کہنے لگے ہیں جو دین سے صریحاً سرگردانی ہے کیونکہ اس سے اسلامی اقدار ہی ختم ہو جاتی ہیں اقدار ختم ہونے کے بعد حق و باطل کی تمیز ختم ہو جاتی ہے کیونکہ وہ نابودی و بربادی کی راہ میں مصروف رہتے ہوئے قتل ہوئے ہیں۔

تخریبی اصطلاحات کے بانیوں کے پاس اصطلاحات ذو معنی ہوتی ہیں وہ لوگ چند ین معنی کو اپنے پاس تیار رکھتے ہیں جن میں سے ایک معنی قابل سماعت و فہم و ادراک سے قاصر ہو تو وہ دوسرے معنی کی طرف لے جاتے ہیں اور جب دوسرا معنی ناکام ہو جاتا ہے تو تیسرا معنی مراد لیتے ہیں اس طرح بے شرمی و بے حیائی سے اپنی جان چھڑاتے ہیں۔ جیسے لغت میں صلوۃ

کا معنی دعا ہے اس سے نکال کے قیام ورکوع وسجود کے لئے استعمال کرنے کے بعد رکوع وسجود وقیام معنی دعا باقی ہے جو تکبیرۃ الاحرام سے اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تک ہے۔صوم امساک کو کہتے ہیں پکڑنے اور لجام دینے کو کہتے ہیں یہ روزہ کیلئے استعمال ہوا ہے صبح سے شام تک کھانے پینے اور جھوٹ گالی دشنام سے روکا گیا ہے۔

زکوۃ نمو کو کہتے ہیں مال مخصوص سے مال نکالنے کو زکوۃ کہتے ہیں کیونکہ نموشدہ مال سے زکوۃ نکالتے ہیں۔

عدل:

لغت میں اس کے اصل معنی واضح ہونے کے بعد قارئین کو پتہ چلے گا کہ انھوں نے اس کو اصول دین میں شامل کرنے کیلئے کتنے برے لفظ کا استعمال کیا ہے۔ہم آگے بیان کریں گے کہ فرقوں کا پہلا حملہ اللہ ہی سے انتقام ہے،تمام فرقوں نے اللہ ہی کی ذات کو اپنی جولان گاہ بنایا ہے۔انھوں نے کتب عقائد میں کہا ہے عدل اللہ کی صفات ثبوتیہ میں سے ہے حالانکہ اللہ کی صفات میں سے کہیں بھی یہ کلمہ نہیں آیا کہ اللہ عادل ہے۔اسماءالٰہی توقیفی ہیں آپ اپنی طرف سے اللہ کے لیے اسماء وضع نہیں کرسکتے ہیں۔عدل ایک فعل عبد ہے'معتزلہ کا کہنا ہے یہ صفات عین ذات اللہ نہیں ہے۔معتزلہ کی تمام تر کوشش اس پر ہے کہ یہ ثابت ہو جائے بندہ اللہ سے آزاد وخود مختار ہے،اس کے اوپر کسی کی سلطنت نہیں ہے اور اللہ اپنے بندوں کو خلق کرنے کے بعد ان کے امور سے غیر متعلق اور معطل ہے یہ اسلام سے نکلنے کا جبر یہ کے بعد دوسرا دروازہ الحاد ہے۔

عباد وزہاد:

عباد وزہاد یہ دو کلمات صیغہ مبالغہ میں سے ہیں جو بہت عبادت گزار اور حد سے زیادہ ترک دنیا کرنے والے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ ان دونوں صفات کے حامل انسان معاشرے میں بڑا مقام رکھتے ہیں بہت سے علماء اعلام کی تعریف میں آیا ہے وہ بہت عبادت گزار تھے، بہت زاہد انسان تھے بلکہ بہت نامعقول باتیں حکایتیں اور اقوال ان سے منسوب کیے گئے ہیں۔ یہاں ان دو صفات کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اسلام میں تحریف کرنے والے اور اسلام کو کنارے پر لگانے والے گروہ نے اس کام کے لئے گروہ عباد وزہاد بنایا ہے۔ وہ اپنے مذموم اور غیر شرعی مقاصد کے لیے ان کو آگے آگے رکھتے ہیں چنانچہ بہت سے علماء کے بارے میں آیا ہے فلاں شخص پورا دن عبادت کرتا تھا، فلاں شخص گھر میں چولہا جلانے کی لکڑی بھی نہیں رکھتا تھا، چراغ بھی نہیں رکھتا تھا چنانچہ ابی الخطاب اسدی کی تاریخ میں آیا ہے انھوں نے پچاس آدمیوں کو مسجد کوفہ میں رکھا ہوا تھا وہ پورا دن ورات عبات کرتے تھے نماز پڑھتے تھے لیکن وہ کہتے تھے اللہ نے ابی الخطاب اسدی کے اندر حلول کیا ہے اور ان کو مسجد میں رکھنے کا مطلب لوگوں کو گمراہ کرنا تھا۔ اگر حکومت ان کو مارے یا گرفتار کرے تو کہیں گے یہ لوگ نمازیوں کو بھی نہیں چھوڑتے زاہد انسانوں کو بھی نہیں چھوڑتے جس طرح آج کے جرأت مند قائدین حکومت سے مزاحمت کرنے کیلئے جلوسوں میں عورتیں اور بچوں کو آگے کرکے جلوس نکالتے ہیں۔ تاریخ میں

بہت سے لوگوں کو فریب کاروں نے گمراہ کیا ہے ان میں سے ان کو زیادہ استعمال کرنے والے فرقہ معتزلہ اور اخوان صفا والے ہیں۔اب ہم آتے ہیں کہ کیا اجتماعی وسیاسی ودینی قیادت عباد زہاد کو دینا چاہیئے۔

ا۔کسی کے عبادت گزار ہونے کی وجہ سے اس کو منصب نہیں دیا جاتا ہے، کہیں بھی نہیں آیا ہے اعلیٰ منصب دار عبادت گزار ہونا چاہیئے دیندار ہونا چاہیئے اور نہ یہ کہ عبادت گزار کی حکمرانی اپنی جگہ ایک قسم کی عبادت ہے۔آپ سے ایک سوال ہے یہ جو زائد اور فالتو عبادت کی جاتی ہے اس کا حکم شریعت میں کہاں دیا گیا ہے نماز پنجگانہ کے علاوہ اسلام میں کونسی نمازیں ہیں اگر اتنی زیادہ نمازیں پڑھنے اور روزے پہ روزہ رکھنے کی فضیلت ہے تو اس آیت قرآنی کے کیا معنی کریں گے جس میں آیا ہے کہ ''لا تغلو فی دینکم''تو کیا اس طرح دن رات نمازیں پڑھتے رہنا اور ہر وقت عبادت کرنا یہ غلو نہیں ہے۔

جب عبادت میں غلو کرنے والے کی فضیلت ہوگی تو معاشرہ غیر متوازن ہوگا،شریعت اسلام ایک شریعت جامع ہے جس میں احکامات الٰہی پر عمل کی بجائے خود ساختہ اعمال وعبادات انجام دینے والوں کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔

۲۔کلمہ زہاد یعنی زیادہ ترک دنیا کرنے والے چنانچہ مدینہ کے زہاد پر ایک کتاب لکھی گئی ہے جس میں لکھا ہے سب سے زیادہ زہاد یہ لوگ ہیں، بہت سے راویوں کو زہاد لکھا گیا ہے،اگر زہاد کی اتنی فضیلت ہے تو اس روایت کا کیا کریں گے جس میں آیا ہے کہ جوان کو کھانا کھلاتا ہے وہ اللہ کے زیادہ قریب ہے،اس کے علاوہ اگر اس حد تک ترک دنیا کی اللہ کے نزدیک فضیلت ہے

تو اس آیت کریمہ کے ساتھ کیا کریں گے جس میں آیا ہے کہ یہ رہبانیت ہے جس کا ہم نے حکم نہیں دیا ہے ایسی فضیلت جو قرآن کے خلاف ہو جو سنت انبیاء کے خلاف ہو اور جو نبی کریمؐ کے برجستہ اہل بیت و یاران باوفا کی سیرت میں نہ پائی جاتی ہو وہ کسی اور کے لئے کیسے لائق و سزاوار قرار پائے گی۔ ہمارے معاشرے میں جو سب سے بڑی جنگ کسی فوج یا لشکر نے جیتی ہے اور جس میں مسلمانوں کو شکست و ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا وہ اصطلاحات کی جنگ ہے جس میں مسلمانوں کو ایک ایسی راہ پر لگایا ہے جہاں مسلمانوں نے بے معنی فضائل کو فضائل بنایا ہے جس سے معاشرے کا توازن بگڑ گیا ہے۔ یقین کریں کہ اس طرح قیامت تک اس معاشرے کی اصلاح نہیں ہوگی چنانچہ ایسا معاشرہ رفتہ رفتہ الحاد و بے دینی کی دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے۔

کلمہ اہل سنت والجماعت:۔

دنیا بھر کے علماء و دانشوران ایک کلمہ کو اس کے لغوی معنی سے نئے مفہوم میں استعمال کرنے کو محاورے یا اصطلاح کا نام دیتے ہیں یعنی یہ کلمہ اب رائج محاورے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس اصول کو سامنے رکھنے کے بعد اب ہم آتے ہیں کہ فرقوں نے اپنے لئے جو اصطلاحات وضع کی ہیں وہ درست ہیں یا اس میں انھوں نے تدلیس اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے مثلاً آپ اہل سنت علماء سے پوچھیں اہل سنت اپنے آپ کو اہل سنت کیوں کہتے ہیں؟ اگر آپ کی اہل سنت سے مراد یہی مسلمان ہیں تو مسلمان کی جگہ اہل سنت کہنے کی کیا منطق ہے کلمہ مسلمان میں کونسی قباحت ہے، لفظ مسلمان عام فہم تھا جبکہ اہل سنت سے ابہام پیدا ہوتا ہے، اس

میں کوئی خوبی نہیں اگر کہیں کہ اہل سنت سے مراد یہ ہے کہ ہم سنت پر تاکید کرتے ہیں یعنی سنت پر زیادہ سے زیادہ زور دیتے ہیں تو اس کا معنی ہے کہ آپ نے قرآن کو چھوڑا ہے اگر کہیں گے نہیں چھوڑا ہے اس جملے سے یہ بات واضح ہے کہ:

ا۔آپ نے قرآن کو کلی طور پر چھوڑا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی خاطر کتابوں میں صرف اس کا ذکر کرتے ہیں یا سنت کے مقابلے میں گرایا ہے، اس کی وضاحت ہونی چاہیئے۔

۲۔آپ نے صرف اہلسنت والجماعت کہہ کر مضاف الیہ کو حذف کر کے ایک اور اشتباہ میں ڈالا ہے سنت سے مراد کیا ہے۔

۳۔یہ کس کی سنت ہے یہاں مضاف علیہ کا ذکر نہیں ہوا ہے پوچھا جائے تو کہتے ہیں ہم سنت پیغمبرؐ والے ہیں سوال یہ ہے کہ اگر یہ واقعی پیغمبرؐ کی سنت پر چلتے ہیں تو یہاں پیغمبر کا نام کیوں نہیں لیا؟

۴۔آپ نے سنت کہہ کر پیغمبر کے ساتھ اصحاب حتیٰ تابعین وعلماء سلف کو بھی شامل کیا ہے۔آپ سے سوال ہے پیغمبرؐ کی پیروی کا حکم قرآن میں آیا ہے اصحاب کی پیروی کا ان کی سنت حجت ہونے کا حکم کہاں آیا ہے؟

آپ ایک سنت کے پیروکار نہیں بلکہ کثیر سنتوں کے پیروکار بنے ہیں یہ تعریف ناقص و موہوم ہے جس سے آپ کے بارے میں بھی دیگر فرقوں کی طرح شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔آپ اس سے بھی آگے نکلے ہیں کہا ہے سنت قرآن پر مقدم ہے قرآن سنت کیلئے کسوٹی نہیں ہے بلکہ قرآن کیلئے کسوٹی ہے سنت قرآن کی آیات منسوخ کر سکتی ہے تخصیص دے سکتی

ہے، آپ سے سوال کریں پھر قرآن کا کوئی کردار باقی نہیں رہتا اگر کسی نے محمدؐ کی نبوت پر اعتراض کیا یا ختم نبوت پر اعتراض کیا تو ان کو سنت سے کیسے قائل کرسکیں گے آپ کے اس طریقہ سے اصل نبوت خطرے میں پڑسکتی ہے، آپ اس کا کیا جواب دیں گے۔

شیعہ:۔

کلمہ شیعہ بھی اسی طرح ہے شیعہ کسی کی اتباع و پیروی کرنے کو کہتے ہیں لغت کے تحت اس لفظ میں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ شیعہ جس کی پیروی کرتا ہے اس کا شیعہ کہلاتا ہے۔

۱۔ سوال ہے کہ یہ کس کی اتباع کرنے والے ہیں اگر یہ علی کی اتباع کرنے والے ہیں تو اپنے نام کے ساتھ علی کا نام کیوں نہیں لیتے خود کو صرف شیعہ کیوں کہتے ہیں، مطلب یہ ہوا کہ وہ خیانت کرتے ہیں جو ان کے نام میں بھی پوشیدہ ہے۔

۲۔ اگر کہیں ہم شیعۂ علی ہیں تو سوال ہے کہ آپ کیوں حضرت محمدؐ کے شیعہ نہیں ہیں آخر حضرت محمدؐ کے شیعہ ہونے میں کیا خرابی ہے کیا کمی ہے۔

۳۔ کہتے ہیں کہ ہم علی کی پیروی کرتے ہیں تو یہ کن چیزوں میں علی کی پیروی کرتے ہیں کیا علی کی سنت پر کوئی کتاب مدون ہے جو مؤثر و موثق اور معتبر ہو اور علم رجال کے مطابق ہو۔

۴۔ اگر یہ مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے تو یہ کہاں سے پتہ چلے گا کیونکہ ان کے نام میں نہ قرآن کا ذکر ہے اور نہ سنت نبی کریمؐ کا ذکر ہے۔

۵۔ اگر یہ پیغمبرؐ کے بعد علی کے شیعہ ہیں تو یہ علی کی وفات کے بعد کس کے شیعہ ہونگے؟

تاریخ فرق بتاتی ہے کہ شیعوں کے پچاس سے زائد فرقے بنے ہیں۔

۶۔ اگر آپ شیعۂ علی ہیں لیکن علی تو دنیا سے گزر گئے ہیں تو آپ علی کے بعد کس کے شیعہ ہیں تو کہتے ہیں اولاد علی کے شیعہ ہیں جبکہ اولاد علی میں علی کے بعد تین گروہ بنے ہیں:

۱)۔امامت امام حسن کے بعد آپ کی اولاد میں منتقل ہوئی ہے۔

۲)۔علی کے بعد امامت محمد بن حنفیہ میں منتقل ہوئی ہے۔

۳)۔امام حسن کے بعد امام حسین اور امام حسین کے بعد ان کے فرزند امام زین العابدین میں منتقل ہوئی ہے آپ ان تینوں میں سے کس کے شیعہ ہیں، امام وہ ہے جو آپ کے آگے ہو جبکہ علی آپ کے آگے نہیں ہیں تو آپ کیسے علی کے شیعہ ہیں۔

۷۔ اگر کہیں ہم شیعۂ اہل بیت ہیں تو اہل بیت کی تعداد کثیر ہے آپ ان میں سے کس کس کی اتباع کرتے ہیں ان میں برے لوگ بھی آئے ہیں مفاد پرست بھی آئے ہیں اقتدار پرست بھی آئے ہیں، غرض کلمہ شیعہ میں ذرہ بھر بھی حسن نہیں بلکہ اس میں قباحت کا عنصر زیادہ ہے جیسا کہ اس فرقے کے اکثر افراد کا کردار بتاتا ہے کہ وہ کن کن کے ساتھ ہیں کوئی ابی الخطاب اسدی کے ساتھ ہے تو کوئی احمد احسائی کے ساتھ ہے فرد کا نام نہ لینا اور اپنے متبوع کا نام لینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگوں کو اندھیرے میں رکھنا چاہتے ہیں۔

اسلام بین المذاہب کفر وفرق مسلمین :

علماء دین دانشمندان وجہاں دیدہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ دین کی حدود وابعاد کی حفاظت و

نگہداری کریں جس طرح مسلح افواج ملکی زمین ہوائی بحری سرحدوں کی نگہداری کرتے ہیں۔علماء ودانشمندان اس طرح ادیان باطلہ کے گماشتوں کے عقائد وافکار ونظریات کی بھی اگر تفصیل ممکن نہ ہوتو اجمالی معلومات رکھیں، جب کہیں دین کی بات آتی ہے تو دانشوران خودکو غیر مسلم انداز سے پیش کرتے ہیں یا انپڑھ تقلید محض والے پیش کرتے ہیں۔نیز فرق مسلمین میں سے کونسا فرق عقائدوافکار ادیان باطلہ سے قریب نظر آتے ہیں تاکہ ادیان باطلہ ضالہ وفرق مسلمین کے اصول ومبانی سے آگاہی حاصل کریں تاکہ مفارقات اسلام با ادیان باطلہ سے تمیز کریں۔دیکھیں کونسی خرابیاں اور برائیاں ہیں جو ادیان باطلہ میں ہیں اور اسلام میں نہیں ہیں، کونسا فرقے کے عقائد وفروعات اسلامی عقائد سے ہم آہنگ ہیں یا کفریات سے۔چنانچہ ہماری کوشش تھی ہمارے بیٹے بیٹیاں داماد جو نام نہاد علم دین کے درس میں ہیں وہ کچھ نہ کچھ کتب فرق اسلامی کا بھی مطالعہ کریں، اس لئے ہم نے انہی کے فرقے کی تالیف شدہ کتب ان کو دیں کہ ان کا مطالعہ کریں لیکن ان کو ان کے کلیسا کے اُسقفوں کی طرف سے اجازت نہیں ملی کہ ایسی کتابیں پڑھیں چنانچہ وہ دوسرے دن یہ کتابیں واپس الماری میں چھوڑ گئے۔

مسلمانوں کے فرقے مسیحیوں کی طرح ہیں جس طرح مسیحیوں کو مسلمانوں کی کتابیں پڑھنے اور مسلمان مبلغین سے ملنے کی اجازت نہیں ہے جس طرح جیل میں محبوس انسان کو باہر سے آنے والوں سے آزادی سے ملنے کی اجازت نہیں ہوتی اسی طرح فرقوں کو دوسروں کی کتابیں پڑھنے کی اجازت نہیں، یہ بات عوامی سطح یا ابتدائی دور تعلیم میں درست ہے لیکن جس کو نام نہاد علماء درس فاضل ارشد کہتے ہیں دانشور کہتے ہیں ان پر اس قسم کی پابندی ان کے مذہب

کے بے بنیاد ہونے کی دلیل ہے حتیٰ کہ اپنی کتابیں پڑھنے کی اجازت بھی نہیں ہوتی ۔ ہماری معلومات کے مطابق مدارس کے طالب علموں کومطہری کی کتابیں پڑھنے کی اجازت نہیں لیکن غلام احمد پرویز کا مجلّہ طلوع اسلام پڑھنے کی اجازت ہے۔جس طرح انہیں سوشلسٹ وکمیونسٹ ہونے کی اجازت ہے شیعہ ہونے کی اجازت نہیں ہے لہٰذا ان کی طرف سے اپنے عقیدے کے مخالفین کوچیلنج کرنا تو دور کی بات وہ اپنے عقیدے کا دفاع بھی نہیں کر سکتے ہیں، چنانچہ میں نے سعید سے کہا آپ نے عقیدہ معتزلہ سے لیا ہے، کیا آپ اس کے بارے میں وضاحت کریں گے تو وہ خاموش رہے۔اسی طرح ہمارے علاقہ شگر کے ایک فاضل قم علامہ مجلسی سے پوچھا کہ آپ لوگ کبھی بھی حضرت محمدؐ کا نام نہیں لیتے تو کہنے لگے علی نفس رسولؐ ہے۔یہاں سے معلوم ہوگیا آپ شیعہ غرابیہ سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ تمام جہات میں علی اور محمدؐ میں شباہت کی بات حلولیوں کا عقیدہ ہے جو عقل وشرع دونوں میں ناممکن ومحال ہے۔فرقہ غرابیہ مقام نبوت وامامت کو یکساں سمجھتے ہیں یہ ختم نبوت کے خلاف ہے۔پھر ہم نے کہا ہر انسان کے لئے اس کا داماد اتنا ہی عزیز ہوتا ہے جتنا کہ اس کی بیٹی عزیز ہوتی ہے۔

دنیا میں بہت سی شخصیات کیلئے اولاد و پرورده داما عزیز ہوتے ہیں جان سے بھی زیادہ محبت رکھتے ہیں نبی کریمؐ کو علی اپنی جان کے برابر سمجھتے تھے کیونکہ علی ان کے مہربان وحامی ابو طالب کا عزیز اپنی پرورده بیٹی کا شوہر لیکن لگاؤ سے تعدی تجاوز کرکے ہر جہت میں محمدؐ کے برابر گردانا علی سے محبت نہیں الحاد وکفر سے لگاؤ کی دلیل ہے۔

فرقوں نے اپنے عقائد کے دفاع کیلئے احادیث جعل کیں مثلاً غرابیہ نے پیغمبر اکرمؐ اور

علی دونوں کو غراب کہا کہ دونوں ایک دوسرے سے ایسی شباہت رکھتے ہیں جیسے دو کوے بالکل ایک جیسے نظر آتے ہیں چنانچہ غرابیہ نے حدیث جعل کی کہ علی نفس رسول ہیں پھر کہا اس شباہت کی وجہ سے جبرائیل کو اشتباہ ہوا اور وہ نبوت جو علی کو دینے کا حکم تھا محمدؐ کو دے دی یہاں سے وہ علی کو نفس رسول کہتے ہیں۔ اگر دینی غیرت ہوتی تو ایسی تشبیہ دینے والے کو منہ پر مارتے کہ تم نے میرے نبیؐ اور مولا کو کیسے غراب سے تشبیہ دی ہے۔ یہ فرقہ بغداد کے شہر کرخ میں ہوتا تھا۔ یہاں سے شیعہ کہتے ہیں علی نفس رسول ہیں اس سے ان کی مراد فرقۂ غرابیہ کی منطق ہے۔ جو بھی علی کو نفس رسول کہتے ہیں وہ فرقہ غرابیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب دیکھیں اس میں کتنی قباحت ہے۔

۱۔ کوا ایک حرام گوشت پرندہ ہے یہ کسی کو پسند آنے والا پرندہ نہیں ہے، کبوتر اور چوزے سب پالتے ہیں کوا کوئی نہیں پالتا اس کی آواز تک بھی کسی کو پسند نہیں لیکن پھر بھی انہوں نے اشرف المخلوقات کو کوے جیسے پست ترین پرندے سے تشبیہ دی ہے۔

۲۔ علی کو رسولؐ اللہ سے ہر حوالے سے شباہت دینے کیلئے نفس پیغمبر کہا ہے اس کا مطلب محمدؐ علی میں یا علی محمدؐ میں حلول ہوئے ہیں اور حلول عقیدۂ نصاریٰ ہے۔ فرقوں کو سمجھنے کیلئے فرقوں کی وجہ تسمیہ بھی سمجھنا ضروری ہے، فرقوں کی وجہ تسمیہ سمجھے گیں تو پتہ چلے گا ان کے بنانے میں کتنی قباحت ہے۔

فرقے بنانے والوں نے حسن نیت پر یا فہم آیات وروایات کی وجہ سے فرقے نہیں بنائے ہیں بلکہ وہ اسلام سے عداوت اور شدید بغض غلیظ رکھتے تھے لہذا انہوں نے فیصلہ کیا کوئی فرقہ کسی کو لعن طعن کرے کوئی کسی کو نبی یا نبی سے اوپر ثابت کرے۔ یہ کسی کے بارے میں بدترین

وغلیظ ترین کلمات کہہ کر غصہ اتارتے تھے جیسے خلفاء کو، طلحہ وزبیر کو علی ومعاویہ کے خلاف شدید ترین وفحش کلمات کہہ کر مسلمانوں کو غصہ دلاتے تھے چونکہ مسلمان ایک دوسرے کو کچھ کر نہیں سکتے اس سے جھگڑا پھیلانا چاہتے تھے۔ کبھی وہ دوستی ومحبت کی زبان استعمال کرتے تھے اندر سے اہانت وجسارت اور گھٹیا الفاظ سے مثال دیتے تھے۔

دراستہ فرق کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ کتب فرق شناسی سے متعلق تالیفات مثل مجامع روائی کتب تاریخ جیسی ہیں ان کے مصنفین اب تک وجود میں آنے والے فرقوں اور ان کے بانیوں کا ذکر کرتے وقت جانب داری وسہل انگاری سے گزرے ہیں۔ زیادہ تر فرق شناسی پر لکھی کتابیں مسلک اشعری سے وابستہ علماء نے تصنیف کی ہیں، ان میں سرفہرست شہرستانی فخر الرازی، علی بن اسماعیل اشعری، صاحب فرق بین الفرق بغدادی کا نام آتا ہے۔ انہوں نے اپنے تیر کا ہدف شیعہ اور معتزلہ کو بنایا ہے جبکہ دوسرے گروہ مولفین شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس میں جواد مشکور یحیٰی شریف آیت اللہ سبحانی ہیں جنکے تیر کا نشانہ حنبلی واشعری بنے ہیں۔

علماء فرق کو اسباب ظہور فرق معلوم ہونا چاہیئے تاکہ قرآن کے بارے میں قضاوت عادلانہ ہوجائے۔ فرق کسی چیز میں شگاف کرنے کو کہتے ہیں اگر یہ شگاف ہونے کے بعد بھی اس سے وابستہ رہتا ہے اس کو اختلاف کہا جاتا ہے، جیسے دو بھائی الگ زندگی گزارنے کے بعد بھی ایک دوسرے کو بھائی کہتے ہیں یہاں شگاف حقیقی نہیں کبھی یہ شگاف اپنے مشتق منہ سے مستقل ہوتا ہے۔ یہاں سے دیکھنا ہے کہ فرقوں اور اسلام میں اختلاف واقعی اور حقیقی ہے اور دو بھائیوں کے الگ ہونے جیسا نہیں ہے۔

فرقوں کی تاریخ تفریق' تشدد' انانیت دوسروں کا حق حیات سلب کرنے اور عداوت و نفرت پھیلانے پر مبنی رہی ہے' ان کی نسبت سنت ادیان باطلہ سے ملتی ہے جہاں قرآن کریم ﴿وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَاءَ﴾ (مائدہ۔۶۴) ایک دوسرے کیلئے دل میں عداوت و نفرت و کراہت رکھتے ہیں یہاں تک کہ اس عداوت کا باپ بیٹے اور بھائی بھائی اور بہن بھائیوں میں بھی تصور نہیں یہ شدید ہونے میں اس سے ہر حوالے سے مختلف ہے چنانچہ یہاں نماز کی شکل افطار وصوم کسی بھی چیز میں ان کے درمیان نقطہ اتحاد نہیں پایا جاتا ہے جب تک باہر سے جبر نہ ہو جبکہ یہ ادیان باطلہ سے گھل مل جاتے ہیں۔ اپنے ہی فرقے میں مزید فرقے بناتے ہیں پھر اتحاد بناتے ہیں اور یوں مزید جھگڑے پھیلاتے ہیں۔

ہم یہاں ادیان باطلہ وفاسدہ کے بارے میں کچھ وضاحت پیش کریں گے تاکہ مسلمان یہ جان لیں کہ مسلمانوں میں پیدا ہونے والے فرقے کہیں ادیان باطلہ کی شاخ تو نہیں ہیں وہ یا تو ادیان باطلہ سے قریب ہیں یا اسلام سے، کیونکہ وہ ان دو حال سے خالی نہیں ہیں۔

فرقوں کا ادیان باطلہ سے مقارنات وموازنات:۔

دنیا میں رائج زندہ بحثوں میں سے ایک بحث تقابل ادیان ومذاہب ہے تاہم ان کے اہداف وعزائم ومنویات نفاق اور دورنگی کے حامل ہیں' ہمیں ان سیمیناروں اور اجلاسوں کے بارے میں چندین زاویوں سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ ان سیمیناروں میں اگر وہ اپنے دین و مذہب کی حقانیت کے بارے میں دلائل وبراہین پیش کریں اور دیگر ادیان کو حق واسلام کی دعوت

دی جائے تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں بلکہ استقبال ہی کریں گے کیونکہ ہمارے دین کا ایک مصدر قرآن ہے جس نے جن وبشر سے مقابلہ بمثل کی دعوت دی ہے چنانچہ ایسے اجتماعات سالوں میں نہیں مہینوں میں ہونے چاہئیں۔

قرآن کی چندین آیات میں فصحاء وبلغاء عرب وغیر عرب کو دعوت مبارزہ ومقابلہ دی ہے تاکہ ثابت ہو جائے کہ یہ کتاب بشری نہیں الہی ہے اور تاکہ دیگر ادیان اپنے عقائد و تشریعات کی نمائش کریں اور تاکہ معائر ومقائس کے تحت طیب وخبیثہ میں قضاوت کریں۔اسے مقارنات ادیان ومذاہب کہتے ہیں قرآن نے پہلے دن سے اس مقارنات کا اعلان کیا ہوا ہے جبکہ ہمارے حوزات کے پروردوں کے لئے یہ موضوع ایک ممنوعہ علاقہ ہے انھیں اس موضوع سے اس حدتک دور رہنے کی ہدایت دی جاتی ہے جیسے آدم صفی اللہ اوران کی زوجہ کو"لا تقربا هذه الشجره"فرمایا تھا۔جیسے پہلے تذکرہ کیا کہ ہمارے حوزہ میں پڑھنے والے بیٹوں اور دامادوں کو کتب فرق پڑھنے سے منع کیا گیا بلکہ انھیں بتایا گیا ہے کہ دوسروں کی کتابیں نہ پڑھیں۔

غرض اس حولے سے عقلی بنیاد پر اٹھانے کی ضرورت ہے۔عقل کی تعریف میں کہا گیا ہے عقل وہ چیز ہے جس کے ذریعے خیر سے خیرتر کو تمیز کیا جاتا ہے قرآن کریم میں بھی اسکی طرف دعوت دی گئی ہے عقل کے ذریعے بہتر سے بہتر کو تمیز کیا جاتا ہے، جب انسان اپنی دنیوی زندگی میں بہتر سے بہتر تر کو انتخاب کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کیوں کر دنیا و آخرت دونوں میں تمام بشریت کے لئے درکار مفید چیز انتخاب کرتے وقت بہتر کا انتخاب نہ کریں۔عقل کا تقاضا ہے کہ

انسان کو بہتر سے بہتر میں تمیز کرنے کی صلاحیت کو استعمال کیا جانا چاہیے چنانچہ لوگ قیمتی چیزیں خریدتے وقت کسی ماہر انسان کو تلاش کر کے اپنے ہمراہ ساتھ لے جاتے ہیں۔ حصول ہدایت کیلئے قرآن نے کیا فرمایا ہے ملاحظہ فرمایئے "وہ لوگ جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور اس میں سے جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہی عقلمند بھی ہے" (زمر۔۱۸)

یہ موضوع اب ہمارے مدارس میں ناپید ہو گیا ہے۔ اس پر بات کرنے پر بدترین حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ طلبہ کو فرق و مذاہب سے متعلق کتابیں پڑھنے سے منع نہ کیا جاتا تو شاید بے شمار لوگ ضلالت و گمراہی سے ہدایت پا جاتے اور فاسد عقائد کی دلدل میں نہ ڈوبتے اور ان محافل و مجامع کے بانیان اہداف شوم تک رسائی کیلئے ان کو ایک پل کے طور پر استعمال نہ کرتے۔

کاش سنت عکاظ پھر زندہ ہوتی:

بعثت حضرت محمدؐ سے پہلے دور کو دور جاہلیت کہا جاتا ہے یعنی اس دور میں علم اور آثار علم دونوں ناپید تھے۔ اس دور میں بھی عرب اپنی قیمتی مصنوعات کو مختلف میلوں میں لیجاتے تھے ان میں سب سے بڑے اور مشہور میلے کو عکاظ کہتے تھے۔ وہ اس میں اپنی مصنوعات پیش کرتے تھے۔ عرض مصنوعات کا مطلب یہ ہوتا کہ لوگ ان سے آگاہی حاصل کرتے انہی معرضات میں سے ایک علم و ثقافت تھا جہاں شعراء و ادباء اپنی انشآت پیش کرتے تھے آج بھی بین الاقوامی سطح پر

یہ طریقہ جاری ہے۔

عالم اسلام میں پاکستان و بنگلہ دیش اور ہندوستان مسلمان آبادی کے حوالے سے بڑے ملکوں میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ مروجہ علوم کے حوالے سے دیگر ملکوں سے آگے نہیں تو پیچھے بھی نہیں ہیں لیکن جب ان ملکوں میں کتب میلہ لگتا ہے تو اس میں اسلامی موضوعات سے متعلق کتابوں کو دیکھا جائے تو شرم وحیا سے سر نیچے ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں سے مسلمان ہونے والی قوم بازار علم ومعرفت میں اپنی دینی کتابوں کے ناپید ہونے کی وجہ سے شرماتی ہے جبکہ اس وقت مصر و لبنان چھوٹے ملک ہونے کے باوجود بھی ان کے کتب میلے نمائش اسلامی کتب سے بھرے نظر آتے ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ یہاں کے رہنے والے مسلمان ان سے زیادہ استعمار زدہ فرقہ گرائی اور تعلیمات مستشرقین کے گرویدہ ہیں۔

بطور مثال پاکستان میں کتنے ادیان ومذاہب معرض وجود میں آئے اس حوالے سے مسلمانوں کو اسلام اور ادیان سابقہ یہود و نصاریٰ ومجوس سے تمیز کرنے کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے لیکن یہاں کے مسلمانوں کو یہودی، صلیبی اور مجوسی بنانے کے بہت سے طور طریقے اور ہتھکنڈے وضع کیے گئے ہیں، اب یہاں کلمہ کفر استعمال کرنے پر پابندی لگانے کی تمہید بنائی جا رہی ہے کہ کوئی کسی کو کافر نہیں کہہ سکتا۔ ﴿بے شک جو لوگ اللہ اور رسول کا انکار کرتے ہیں اور اللہ اور رسول کے درمیان تفرقہ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کریں گے اور چاہتے ہیں کہ ایمان وکفر کے درمیان سے کوئی نیا راستہ نکال لیں تو درحقیقت یہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے بڑا رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے﴾

نساء ۱۵۰۔۱۵۱ ملاحظہ کریں۔

ان کا کہنا ہے ہمیں ان یہودیوں مسیحیوں مجوسیوں سے گھل مل جانے اور دوستی وآشتی کرنے کی اجازت دی جائے ہمیں ہندو بھائی کہنے سننے سے مزہ آتا ہے ہمیں انسانوں کے درمیاں تمیز بری لگتی ہے جبکہ ہندو کہتے ہیں مسلمان کا لفظ ہی ختم ہونا چاہیے کیونکہ ہندو مذہب میں اس وقت عبادت و بندگی نامی کوئی چیز نہیں ہے، یہودیوں نے تو ہر جگہ الحاد کا کارخانہ لگا رکھا ہے ،وہ مایوس ہیں اپنے دین سے شرمندہ ہیں چنانچہ وہ معرض ادیان میں شرکت نہیں کر سکتے اس لیے مایوس ہیں اور اپنے دین کو نمائش میں رکھنے سے شرماتے ہیں لہٰذا انھوں نے فیصلہ کیا ہے لوگوں کو دعوت یہودیت دینے کی بجائے دعوت الحاد دیں۔ اسی طرح مسیحیوں نے ہر جگہ اشاعہ فحشاء کی نمائش لگا رکھی ہے جس میں ہم جنس سے زواج کرنے کی مہم چلائی جارہی ہے، ان کے گرجا خانے ویران وتاریک ہیں وہاں صاف ستھرے اور روح پرور مظاہر نظر نہیں آتے بلکہ اب ہر قسم کے قحبہ خانہ بنے ہوئے ہیں۔

گرچہ فرقوں نے دین اسلام کے درخشاں چہرے کو آلودہ کرکے پیش کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے لیکن اسلام کا چہرہ باطن وظاہر میں یکساں ہے مسلمانوں کی عبادت مراسم جماعت، جمعہ، صوم وصلاۃ، مناسک حج کو دیکھیں کہ وہ کس قدر روح پرور ہیں انکا کسی فرقے کے آزاد انسان سے تعارف کرائیں بشرطیکہ وہ ملحد وبے دین نہ ہو بہر حال یہاں بین الاقوامی سطح پر ایک عنوان تقابل ادیان جاری ہے چنانچہ اس عنوان پر کتابیں بھی لکھی گئی ہیں، وقتاً فوقتاً سیمینار بھی ہوتے رہتے ہیں، ان کتب ومقالات وسیمیناروں میں مؤلف ومقالہ نگار اپنے مذہب کی

خصوصیات وامتیازات کوپیش کرتے ہیں لیکن تقابلی جائزہ لینے سے گریزاں رہتے ہیں۔

جہاں قرآن نے دعوت تحدی دی ہے اپنے بڑوں کو لاؤ اس جیسی کتاب لاؤ مسلمان قرآن کو پیچھے چھوڑ کر قرآن کے مذموم مقدوح شدہ اشعار کولغت سے مقابلہ کرنے لگا۔حضرت محمدؐ کی جگہ قادریان، سلفیان اور اخباریان کو آگے کیا ہے۔ یقیناً ایسے لوگ دنیا میں موجود ہیں جوفرق ومذاہب سے واقف وآشنا بھی ہوتے ہیں، یہ موضوع اپنی جگہ کتنی اہمیت کا حامل ہے خاص کراس دور میں جہاں مذاہب میں بیک وقت سرد اور گرم دونوں قسم کی جنگ چل رہی ہو۔ انتہائی حسرت وافسوس کی بات ہے کہ اس موضوع سے چشم پوشی یا نظر اندازی اس گروہ کی طرف سے نظر آتی ہے جو مذاہب وادیان کی درسگاہوں میں شاگرد یا استاد ہیں دونوں ہی دین سے رہائی ونجات چاہنے والے ہیں، ابھی تک شیعہ یا سنی درسگاہوں میں تقابل ادیان کے بارے میں کوئی گفتگو یا سیمینار منعقد ہوتے ہوں سننے میں نہیں آیا۔

ہم جن مدارس وحوزات سے واقف وآگاہ ہیں وہاں تقابل ادیان کے حوالے سے کوئی سرگرمی وکاوش نظر نہیں آتی بلکہ ان کے مذہب کے عقائد تک نصاب میں شامل نہیں ہیں۔اس وقت پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے نئے نئے فرقے اور نئے احزاب ہر آئے دن تخلیق کیئے جارہے ہیں۔ ہر ذی شعور کو چاہیے وہ اپنے فرقہ اور دوسرے فرقوں میں تمیز کرے اور دیکھے آیا فرقوں میں کوئی ایسا فرقہ ہے جس نے قرآن وسنت پر عمل کو اپنی شناخت بنایا ہے، بصورت دیگر اسے چاہیے از خود قرآن وسنت نبیؐ کریم سے آگاہی حاصل کرے اور اس پر عمل کی کوشش کرے۔ ہر مسلمان کو متوجہ ہونا چاہیے کہیں اس کا فرقہ بھی خطاحیون کی کوئی شاخ تو نہیں ہے۔

مدارس اور حوزات سے فارغ شاید سوائے چند محدود افراد کے اکثریت اپنے عقائد کی کسی بھی شق کی وضاحت کرنے سے عاجز و قاصر ہے چہ جائیکہ وہ دیگر مذاہب سے مقابلہ و موازنہ کریں اور ان میں سے بہتر کا انتخاب کریں، ان سے ایسی امید کا پورا ہونا تو در کنار میری چھٹی حس اس نتیجہ پر پہنچی ہے انہیں خفیہ طور پر بتایا گیا ہے کہ وہ اس عنوان کو چھوئیں بھی نہیں۔ تقابل ادیان و مذاہب میں اس وقت یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت چھائی ہوئی ہے۔

اصول کفر:

مدخل دراسات عقیدہ اسلامی ص ۱۸۱ پر لکھا ہے کفر لغت عرب میں کسی چیز کو چھپانے یا ڈھانپنے کو کہتے ہیں اس کے تحت کسان یا کاشتکار کو قرآن میں کافر کہا ہے کیونکہ وہ بیج کو زمین کے اندر چھپاتے ہیں اصطلاح اسلامی میں کسی بات سے انکار یا اسے نظر انداز کرنے یا کسی رکن سے چشم پوشی کرنے کو کافر کہتے ہیں ایسا کرنے والا انسان مسلمان نہیں ہوتا ہے احکام اجتماعی اسلام اس پر لاگو نہیں ہوتے۔ اصطلاح قرآن و سنت نبی کریمؐ میں منکر قرآن کو کافر کہا گیا ہے یہ کلمہ قرآن کریم میں سب سے زیادہ تکرار ہونے والا کلمہ ہے معجم الفاظ قرآن سے یہ کلمہ اپنی تمام مشتقات کے ساتھ ۲۵۹ بار استعمال ہوا ہے۔ قرآن حکیم جس بات پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اس سے انکار کرنے والے کو کافر کہا جاتا ہے۔ وجود باری تعالیٰ اور اس کے واجب کردہ ایمانیات و احکامات سے انکار کرنے والوں کو کافر کہتے ہیں کفر کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ کفر اکبر

اسلام کے اصول یا فروع سے انکار کو کفر اکبر کہتے ہیں، کفر اکبر کے بعد انسان کے تمام اعمال خیر بے معنی ہو جاتے ہیں ان کا کوئی فائدہ نہیں رہتا۔ وجود باری تعالیٰ کے انکار کے بعد نماز اور روزہ وحج کا کوئی فائدہ نہیں ہے کفر اکبر کے مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اگر کوئی انسان کفر اکبر پر ہوتے ہوئے مر جائے تو اسکے لئے مغفرت کے مواقع ختم ہو جائیں گے۔ کفر اکبر کے بعد انسان ملت اسلامی سے نکل جاتا ہے۔

کافر کی طبیعت میں دوئیت پائی جاتی ہے اس کی عقل وضمیر کا میلان یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی کے سامنے خاضع ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا لہٰذا وہ ایک غیبی طاقت کو فرض کرتے ہیں کہ یہ چیز اس طاقت کا مظہر ہے جو اس کے لئے مفید وحیات بخش ہو اور باعث ضرر ونقصان نہ ہو چنانچہ سابق زمانے میں مصر کے دریائے نیل، ہندوستان کا دریائے گنگا، ستارے شمس وقمر اور جواہرات سے بنے بتوں کی پوجا کرتے تھے لیکن کافر کی روح وجسم میں ہم آہنگی نہیں ہوتی ہے لہٰذا وہ اضطراب میں رہتا ہے، اس کے مظاہر وجودی وجدان سے نہیں بنتے کشمکش میں رہتے ہیں چنانچہ ملک الشعراء امراء القیس نے حاجت روائی نہ کرنے پر اپنے بت کو ڈانٹا۔ منافق مظاہر وجودی سے ہم آہنگی دکھانے کی کوشش کرتے ہیں لہٰذا انہیں زبانی وعملی جھوٹ زیادہ بولنا پڑتا ہے کہ وہ اللہ کو مانتے ہیں، ظاہری طور پر اعضاء وجوارح سے اس پر عمل کر کے دکھاتے ہیں کہ ہم پکے مسلمان ہیں لیکن اندر سے غم وغصہ واضطراب میں رہتے ہیں۔ یہ اجتماع کے ساتھ دوئیت واختلاف میں رہتے ہیں ہمیشہ خائف رہتے ہیں ان کے وجود میں اطمینان کا فقدان ہوتا ہے۔

انسان کا دل ایمان اور کفر کیلئے ظرف کی حیثیت رکھتا ہے جب یہ ظرف بھر جاتا ہے تو

دوسری کسی چیز کیلئے گنجائش نہیں رہتی جس برتن میں پانی بھرا ہے اس کیلئے کسی اور چیز کی گنجائش نہیں رہتی۔ جب یہ دل کفر سے بھر جاتا ہے تو کفر اس کا پسندیدہ بن جاتا ہے اس کے تمام اعضاء وجوارح اس سے منسجم ہو جاتے ہیں تو اس کے دل سے کفر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے پھر اس دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا لہٰذا یہاں سے اللہ نے فرمایا ان کے دل پر مہر لگی ہے جس طرح ڈاک کی تھیلی بھر جانے کے بعد اس پر مہر لگا دی جاتی ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس میں کسی اور چیز کی گنجائش نہیں، اس طرح دل پر مہر لگنے کے بعد کفر باقی رہتا ہے۔ جب انسان کفر کے ساتھ منسجم ہو جاتا ہے اور آسانی سے اس کے ساتھ چلتا ہے تو اس کا دین کے ساتھ چلنا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ دین اس کو آزادی سے محروم کرتا ہے اُس کو حرام کو چھوڑ کر حلال کی طرف دعوت دیتا ہے تو یہ اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے جس طرح ایک انسان مومن محفل گناہ جہاں حرام ماکولات رقص وموسیقی اور بے حجاب خواتین ہوں تو وہ مضطرب و پریشان و بے قرار ہو جاتا ہے۔

سورہ بقرہ کی آیت ۱۱۔۱۲ میں ان منافقین کی سرگرمیوں کا ذکر آیا ہے ان کی سرگرمیوں میں سے ایک فساد ہے لہٰذا جہاں کہیں فساد ہو تو فوراً متوجہ ہو جائیں کہ یہاں کوئی منافق کمین گاہ میں روپوش بیٹھا ہوا ہو گا فساد کے ماہرین وصنعت گر منافق ہیں جو لوگوں کو متوجہ کیئے بغیر فساد پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی تمام طاقت وقدرت کو استعمال کرتے ہیں تاکہ شریعت کو معطل رکھیں انہوں نے کافرین سے کہا ہم اسلام کو اندر سے منہدم کرنا چاہتے ہیں جڑوں سے سُکھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ نے دشمنان اسلام کو متوجہ و آگاہ کیا کہ دین کسی کے ضرب وطعن سے متاثر نہیں ہو گا مضطرب نہیں ہو گا شکست نہیں کھائے گا بلکہ فتح وغلبہ کو اللہ نے اپنے پاس رکھا ہے۔

تقارن بین فرق سے پہلے تقارن بین ادیان ضروری ہے تا کہ یہ دیکھا جائے فرق کا نسب وحسب ادیان سابقہ سے ملتا ہے یا اسلام سے ملتا ہے اس طرح اسلام بین ادیان وفرق واضح ہوگا۔

کتاب المنیہ فی شرح الملل ونحل تالیف احمد بن یحیٰی الیمانی المتوفی ۸۴۰ھ ص ۱۴ پر لکھتے ہیں کفر کے سات اصول ہیں:

ا۔فسطائیزم ۲۔دھریت ۳۔مصادفیت ۴۔مجوسیت ۵۔صائبیت ۶۔وثنیت

۷۔کتابیہ ،اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ

ا۔سوفسطائی یعنی منکر حقائق، کائنات میں حقائق نامی کوئی چیز نہیں مصطلحات تہانویہ ج ص ۹۵۷ پر آیا ہے سوفسطائی منکر حسیات وبدیہیات کو کہتے ہیں۔فسطائیزم کے مطابق حقیقت نامی کوئی چیز نہیں کسی چیز کے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ حق ہے۔وہ کہتے ہیں حقیقت وہی ہے جو میں کہتا ہوں جو میں سوچتا ہوں۔

۲۔دھریہ کا کہنا ہے کہ کائنات ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ رہے گی یہ کسی خالق کی محتاج نہیں ہے۔دھریوں کا عقیدہ ہے عالم قدیم ہے یہ محتاج خالق ومبدع نہیں ہے عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ زمانے ہی کا گردش ہے' جیسا کہ قرآن میں ان کا ذکر اس آیت میں آیا ہے۔(جاثیہ۔۲۴)

۳۔مصادفہ:۔بعض تخلیق کائنات میں صدفہ کے قائل ہیں کہ کائنات اچانک اتفاق سے وجود میں آئی ہے۔اب اس فکر کی تردید کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ علوم مادی کے قائلین نے بھی یہ ثابت کیا ہے کہ کائنات میں کوئی چیز بغیر سبب وجود میں نہیں آئی ہے۔

۴۔ثنویہ کا کہنا ہے کہ خالق ہے یعنی دو ہیں نور وظلمت ہیں جنہیں زرد تشتی اہرمن و یزدان کہتے ہیں۔

۴۔صائبین: ستارہ پرست ہیں۔

۵۔وثن پرست مشرکین ہیں۔

۷۔کتابیہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ۔

وثنیت:

وثنیت کی دو قسمیں ہیں وثنیت خالص یعنی ہمارے نفع ونقصان کی مالک یہ موجودات ہیں جیسا کہ موسوعہ میسرہ ج ۵ ص ۱۱۶۵ پر آیا ہے اصول کفر والحاد میں سے ایک وثن وصنم پرستی ہے یعنی خالق کائنات اللہ ہی ہے لیکن ہماری رسائی اس تک نہیں ہے اس فکر کے حامل تواضع و انکساری سے طبیعت، دریا، ستارہ آندھی یا پتھر وفزیالوجی سے بنے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہیں یا کسی حیوان کی یا خاص شخص یا خاندان یا قبیلہ کے سربراہ کی یا حکمران وقت کی پوجا کرتے ہیں جیسا کہ سابق زمانے میں مصر وہندوستان وجاپان کی عوام حاکم وقت کی پوجا کرتے تھے بعد میں بت پرستوں نے اللہ کے نیک بندوں انبیاء واولیاء واوصیاء کی پوجا کرنا شروع کی۔اگرچہ بت پرست ان بتوں کو وسیلہ وواسطہ کہتے ہیں اور اصل خالق ومالک اللہ ہی کو سمجھتے ہیں' قرآن کریم کی آیات کے تحت لائق وسزاوار پرستش اللہ ہی ہے اور عقل ووجدان کے تحت بھی پرستش ایسی ہی ذات کی کرنی چاہیے جو مالک نفع ونقصان ہو جو خود اپنے نفع ونقصان کا مالک نہ ہو اس کی پرستش

عقل سلیم کے خلاف ہے لیکن انسان اس حقیقت سے غافل رہا ہے وہ ایسی چیزوں کی پرستش کرتا ہے جو اس کی انتہائی سفاہت وحماقت کی دلیل بنتی ہے۔

وثن پرست اللہ کو مانتے ہیں اور نفع ونقصان کا مالک اللہ ہی کو سمجھتے ہیں وہ تعظیم وتکریم انبیاء بھی کرتے ہیں لیکن پرستش وعبادت انبیاء کی اور انبیاء سے ملحقہ چیزوں کی کرتے ہیں اور بعد میں انہوں نے ان سے منسوب کرکے بہت سے بت اور بت خانے بنائے ہیں۔

اللہ کی طرف سے مبعوث انبیاء کی دعوت کو روکنے والے بت پرست ہی ہیں۔انبیاء کے بعد پرچم توحید کو بلند کرنے والے علماء ومصلحین کے راستے میں حائل ومزاحم اور معارضہ کرنے والے یہی کافرین ومنافقین ہے۔

بانیان ومتفکران منظمات جنہوں نے کفر کو پھیلایا اور اپنے کاندھوں پر اُٹھایا ہے ان کے زعم میں دین ودیانت ان کے اور ان کے معاشرے کے لئے نقصان دہ وضرر رساں چیز ہے وہ دین اسلام کو کسی صورت میں پنپنے نہیں دیتے ہیں جیسے یہود ونصاریٰ، مجوس وہنود وبراہمہ وغیرہ۔

مشرکین وملحدین، تعطیل وتنسیخ شریعت کے قائلین اور تشبیہ وتمثیل باری تعالیٰ ماننے والوں میں فرق کیسے کریں گے اس کا پتہ ان دو اصولوں کے جاننے کے بغیر ممکن نہیں ہے یہاں ہم ان دونوں کا ذکر کریں گے۔

ا۔ملحدین ان گروہوں کو کہتے ہیں جو دین کے اندر سے انحراف وضلالت وکفر کے راستے نکالتے ہیں ایسے عقائد جعل کرتے ہیں جو عقیدۂ الوہیت کو منہدم کرتے ہیں جیسے حلول اللہ تمثیل

وتشبیہ اللہ، اعلان اباحیہ واسقاط تکلیف الٰہی ہیں۔

۲۔الحادیہ ہے کہ اللہ کی ذات وصفات سے متعلق آیات سے انحراف کرکے ذات باری تعالیٰ کواب، یاابن، روح القدس سمیت اللہ کہنایا کہنا کہ پنچتن سمٹ جائیں تو اللہ بنتا ہے اور اللہ کھل جائیں تو پنجتن بنے گا، یاکسی انسان کا وسیلہ توسل کے نام سے وہی خشوع وخضوع غیر اللہ کے لئے کرنا یا اللہ کی کسی اور مخلوق کیلئے کریں تو یہ الحاد ہوگا۔اللہ کے عام بندے یا مقرب ترین بندے ہی کیوں نہ ہوں، برگزیدہ ترین بندے یا اس سے بھی اوپر کوئی بندہ کیوں نہ ہواس کے سامنے اس طرح خاضع ہونا جس طرح اللہ کے سامنے ہوتے ہیں تو اسکو الحاد کہتے ہیں۔آیت کریمہ ہے ﴿ اور جب اللہ نے کہا کہ اے عیسٰی بن مریم کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کو مجھے اور میری ماں کو اللہ مان لو تو عیسٰی نے عرض کی کہ تیری ذات بے نیاز ہے میں ایسی بات کیسے کہوں گا جس کا مجھے کوئی حق نہیں ہے اور اگر میں نے کہا تھا تو تجھے تو معلوم ہی ہے کہ تو میرے دل کا حال جانتا ہے اور میں تیرے اسرار نہیں جانتا ہوں-تو ,تو غیب کا جاننے والا بھی ہے﴾ (مائدہ۔۱۱۶)

﴿ اور موسٰی علیہ السلام کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیورات سے گوسالہ کا مجسمہ بنایا جس میں آواز بھی تھی کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ وہ نہ بات کرنے کے لائق ہے اور نہ کوئی راستہ دکھا سکتا ہے انہوں نے اسے اللہ بنالیا اور وہ لوگ واقعا ظلم کرنے والے تھے﴾ (اعراف۔۱۴۸)

مخلوق پرستی میں اجسام جامد وغیر متحرک، بت مصنوع، آفتاب وماہتاب اور ستاروں کی پرستش ہے اس کی رد قرآن کریم کی ان آیات میں آیا ہے انعام ۷۶۔۷۸ انبیاء ۵۱۔۶۵ عباد

فرعون ملائکہ جن بقرہ ۲۵۸ حج ۳۔۷ انبیاء مریم ۸۸۔۹۲ مائدہ ۱۱۶۔۷۔۱۱۷۔

۳۔ بعض مخلوقات کو رب، رازق یا مدبر امور کہنا جیسے لات و منات تھے ان لوگوں کو مشرکین کہتے ہیں۔

۴۔ تعطیل شریعت جیسے حلولیہ باطنیہ کہتے ہیں۔

۵۔ تعطیل از عبادت یعنی کوئی عبادت ضروری نہیں ہے۔

۶۔ تعطیل صانع عن مصنوع جیسے تفویض یعنی اب اللہ کچھ نہیں کر رہا ہے۔

۷۔ تمثیل:۔ اللہ کو کسی چیز سے یا کسی چیز کو اللہ سے تشبیہ دینا

۸۔ ہر چیز کی ایک تاویل ہوتی ہے۔

۹۔ تناسخ

براہمہ: [قاموس ادیان ص ۵۰]

ہندوستان کی ایک قدیم ترین ریاست کا نام ہے۔ یہ سنسکرت میں اللہ کو کہتے ہیں، اللہ ان کے نزدیک خود ایک قائم موجود ہے جو حواس کی بجائے عقل سے درک ہوتا ہے براہمہ خالق ہے اس کا کوئی خالق نہیں۔ براہمہ تین عناصر تثلیث کے قائل ہیں جیسے الہ خالق، الہ حافظ، الہ الماشی۔ اس دین کی دو اصل ہیں ایک وحدت الوجود ہے دوسرا تناسخ پر قائم ہے یعنی ایک مرے گا تو اس کی روح اسی عالم میں دوسرے جسم میں داخل ہوگی۔ ان کے مطابق انسان کے عمل کے مکافات اسی دنیا میں ہی ملتے ہیں۔

جیسا کہ موسوعہ میسرہ ج۲ص ۹۸۵پر آیا ہے ہندو مذہب کا دوسرا نام براھمہ سے ماخوذ ہے باراھما سے براھمہ ہے ہندوؤں کے نزدیک طاقت وقدرت رموز پوشیدہ کو کہتے ہیں جو انکے نزدیک بہت زیادہ عبادت اور قرات واذکار سے آتی ہے جیسے زیادہ دعائیں پڑھنا زیادہ ترانے بجانا زیادہ قربانی دینا ہے، براہمہ مشتق ہے باراھمہ سے یہ ایک علم ہے اس گروہ کا جو معاشرے میں اللہ کا کردار رکھنے کے دعویدار ہیں اللہ کی مثال بنتے ہیں کوئی حیوان ذبح نہیں ہوتا مگر ان کے حضور میں یا ان کے ہاتھوں سے وہ حلال ہے باقی حرام ہیں۔

براہمہ کہتے ہیں اللہ حواس سے درک نہیں ہوتا ہے بلکہ عقل سے ثابت ہوتا ہے اللہ کا خالق کون ہے اس کی کوئی حد نہیں ان کی کتاب کا نام وید ہے براہمہ الوہیت تثلیث کے قائل ہیں:

۱۔ کائنات پیدا کرنے والے کو براھمہ کہتے ہیں۔

۲۔ حفاظت کرنے والے کو وشنو کہتے ہیں۔

۳۔ شیوا:۔ کہتے ہیں یہ گنہ گاروں کو پکڑنے والا ہے۔

براہمہ کا دین دو اصولوں پر مشتمل ہے:

۱۔ وحدت الوجود پر قائم ہے جس کے تحت اللہ بعض بندوں میں حلول کرتا ہے۔

۲۔ اصل تناسخ پر قائم ہے نفس انسان مرتا نہیں بلکہ دوسرے میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔

تناسخ: تناسخ کا مطلب ایک انسان کے مرنے کے بعد دوسرے میں حلول ہونا ہے تا کہ اپنے عمل کا نتیجہ حاصل کرے اچھے بُرے اعمال جو اس نے انجام دیے ہیں دوسرے جسم میں ملیں گے

براہمہ کے نزدیک روح دائم وباقی ہے قابل فنا نہیں ہے۔ دائرہ معارف فرید وجدی ج ۲ ص ۱۶۳ پر آیا ہے ان کے بت کا نام براہمہ ہے اس کے چار چہرے چار ہاتھ ہیں اس کے پہلے ہاتھ میں کتاب ویداء ہے دوسرے ہاتھ میں چمچہ ہے تیسرے ہاتھ میں تسبیح ہے ایک صنم کا نام براہمہ ہے دوسرے کا نام وشنو ہے تیسرے کا نام شیو ہے ان کے عقائد میں سے ہے کہ یہ گائے کی تقدیس کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک گائے ذبح کرنا حرام ہے اور دریائے گنگا کی تقدیس کے قائل ہیں۔ مردوں کو جلاتے ہیں بیوی کو شوہر کے ساتھ جلاتے ہیں، براہمہ کے نزدیک انسانوں کے چار طبقات ہیں ۔

۱۔ براہمن:۔ طبقہ علماء، دینی اموران کے ہاتھ ہیں۔

۲۔ ہاتیراس:۔ لشکر فوج، پولیس۔

۳۔ بانیان:۔ تاجر، مزارع۔

۴۔ شودر:۔ مزدوریت سے گرا ہوا آخری طبقہ ہے۔

دین یہودیت:۔

کلمہ یہود عربی ہے جو مادہ ھود سے ماخوذ ہے یہ سورہ اعراف ۱۵۶ میں آیا ہے اس آیت میں ھدنا الیک آیا ہے بعض نے اس کلمے کو غیر عربی گردانتے ہوئے کہا ہے ان کا سلسلۂ نسب حضرت یعقوب کے فرزند یہود سے ملتا ہے بعض نے کہا یہود، یہودا سے منسوب ہے جس نے حضرت سلیمان کے بعد فلسطین پر حکومت کی تھی یہودیوں کا ان سے انتساب زیادہ قرین صحت

ہے۔اللہ نے حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا ہمیشہ انہیں یا بنی اسرائیل کہہ کر خطاب کیا قرآن میں یہودیوں کے انحرافات کا ذکر کرتے وقت یہود کہہ کر خطاب کیا ہے۔

حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو نجات دے کر دریا نیل کے دوسری طرف آباد کیا بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے بعد صحراء میں رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ نے وفات پائی تو یوشع بن نعمان فلسطین میں داخل ہوئے وہاں انہوں نے ارض فلسطین کو اپنی اسباط میں تقسیم کیا اور ہر ایک علاقہ پر انہی میں سے ایک رئیس انتخاب کیا ان سب پر ایک قاضی قضات تھے۔ یہاں سے ایک درس ملتا ہے بشر ابتداء میں قاضیوں کا نیازمند تھا تا کہ وہ ان کے درمیان واقع تنازعات کا حل کریں حکومت اس کے بعد وجود میں آئی۔ یہ دور دور ملوک بنی اسرائیل ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں آیا ہے۔﴿وَ إِذْ قالَ مُوسى‏ لِقَوْمِهِ يا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فيكُمْ أَنْبِياءَ وَ جَعَلَكُمْ مُلُوكاً وَ آتاكُمْ ما لَمْ يُؤْتِ أَحَداً مِنَ الْعالَمينَ﴾ (مائدہ۔۲۰)

اسرائیل حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ کا نام ہے بنی اسرائیل کو اللہ نے کثیر نعمات مادی وروحانی اور آزادی اجتماعی واقتصادی سے نوازا لیکن انہوں نے ان نعمتوں کا شکرادا نہیں کیا یہاں تک کہ اللہ بار بار انہیں ان نعمتوں سے نوازنے کی یاد بھی دلاتا رہا۔ مائدہ ۲۱ بقرہ ۴۷۔۱۲۲ لہذا قرآن کریم میں جب ان کو نعمتوں سے نوازنے اور عزت بخشنے کا ذکر آیا تو انہیں بنی اسرائیل کہہ کر خطاب کیا لیکن جب ان کے کفران نعمت، فساد، نافرمانی، انحرافات وخیانت کاری بڑھ گئی تو انہیں یہود کہہ کر خطاب کیا مائدہ ۶۴ بقرہ ۱۲۰ یہودیوں کی کفر وضلالت وخیانت ان کی طبیعت وسرشت بن چکی تھی چنانچہ وہ مصدر ومنبع خباثت ونجاسات بنے، لیکن ان میں سے

چند مادر خباثات کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔اغراق مادی گری ،اعراض از ایمان بہ غیب ان کا پہلا مظہر بنا، بقرہ ۵۔

۲۔بت پرستی بقرہ ۹۲ اعراف ۱۳۸ اعراف ۱۴۸۔

۳۔دوسروں کے اموال پر نظریں رکھنے اکل باطل اور اکل حرام ان کا شیوہ بنا رہا۔اہل دنیا کو کفر کی طرف مائل کرنے کے اہتمام کا سہرا یہود کو جاتا ہے اس کے لئے یہودیوں نے بہت سے منصوبے بنائے ہیں۔

۱۔یہودیوں کی حکومت عالمی حکومت قائم کرنے کے لئے بنائی گئی مخفی تنظیموں کی بنیاد ماسونیہ یہودیوں نے رکھی ہے۔

۲۔تمام احزاب، تنظیموں، ٹرسٹیز اور انجمنوں سب کی برگشت یہود کو جاتی ہے

۳۔نظام الہٰی کا خاتمہ

۴۔دین نصاریٰ کا خاتمہ

۵۔تمام حکام وسربراہان دنیا کا خاتمہ

ابتداء یہود: دور حضرت سلیمان کے بعد ان کی اولادوں سے شروع ہوا۔

اللہ نے حضرت موسیٰ پر کتاب نازل کی یہ کتاب بطور مستقیم موسیٰ پر نازل ہوئی یہ تورات ایک جامع دین وشریعت پر مشتمل کتاب تھی جس کا ذکر قرآن کریم کی ان آیات میں آیا ہے مائدہ ۴۴۔۴۵ اعراف ۱۵۷ مائدہ ۱۱۳ انعام ۹۱ لیکن موجودہ تورات میں تصور الوہیت کو جسم و جسمانیات، صاحب اعضاء وجوارح، غم وغصہ وہیجان کا مظاہرہ کرنے والا اور کمزور وناتواں و

ضعیف کہہ کر ہاتھ پاؤں والا بنایا ہے روحانیت نامی کوئی چیز نہیں رکھی۔

کتاب جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی اس حوالے سے تاریخ ادیان میں آیا ہے کہ اس میں اسلام آنے سے پہلے ایک جامع وکامل شریعت تھی لیکن بنی اسرائیل نے اس سے ہدایت لینے کی بجائے اس راستے سے انحراف کیا' گزشت زمان کے ساتھ یہود فرقوں میں بٹ گئے بنیادی طور پر وہ اس وقت سے فرقوں میں منقسم ہیں۔ کاثو لیک سب سے پہلا فرقہ ہے دوسرا، آرتھوڈکس، تیسرا پروستانیہ ہے انہوں نے اپنے دین کو نہ اپنایا یہاں تک کہ اب اس دین میں حق خالص ملنا ناممکن ہے دین یہود کا مصدر تورات ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی ہے حضرت موسیٰ کے بعد یہود جن بہت سے فرقوں میں بٹ گئے ان میں سے چند فرقوں کا ذکر کرتے ہیں:

ا۔ سامریون:

ا۔ سامریون حضرت سلیمان کے بعد تا حال فلسطین میں وجود میں آنے والی حکومت یہود کی قوم کو کہتے ہیں جو حضرت سلیمان کے بعد وجود میں آئی ان کا وجود ابھی باقی ہے۔

حضرت موسیٰ وہارون یوشع بن نون کے علاوہ کسی اور نبی کو نہیں مانتے کتب میں سوائے اسفار خمسہ جسے تورات کہتے ہیں، تورات کے علاوہ کسی اور کتاب کو نہیں مانتے ہیں۔

۲۔ فریسیوں جمع فریس ہے جس کے معنی صاحب علم ورائے کے ہیں بعض نے کہا ہے سوائے تورات کے کسی اور کتاب تلمود کو نہیں مانتے۔

۲۔الصدوقیون:

سب سے قدیم ترین فرقہ ہے جس کی برگشت ایک کاہن کی طرف جاتی ہے جو ۳۰۰ سال قبل میلاد مسیح تھا اس کا نام صادوق ہے یہ ایمان باآخرت جزا وسزا کے منکر تھے۔ان کا کہنا تھا نفس انسانی جسد کے ساتھ مرتا ہے زندہ نہیں رہتا ہے وہ منکرین قضا وقدر بھی تھے اسکے مطابق انسان اپنے ارادہ میں آزاد وخود مختار ہے انسان کے کردار میں چاہے خیر ہو یا شر اس میں اللہ کا کوئی کردار نہیں وہ وجود ملائکہ سے بھی انکار کرتے ہیں۔

۳۔الحسیدیم:۔

یہ ایک شخص سے منسوب ہے جس کا نام اسرائیل بن یعاذر ہے یہ یہودیوں میں ایک صوفی گروہ سے تعلق رکھتا تھا جو ۱۷۶۰ء میلادی میں مرا ہے یہ فرقہ فریسین سے ٹوٹا ہوا فرقہ ہے یہ تلمود کو مانتے ہیں یہ تاویل اور تصوف کے خلاف ہیں اس فرقے کو ماننے والے بہت ہیں۔

۱۔یہ فرقہ وحدت الوجود کا قائل ہے ان کے نزدیک تمام موجودات مظہر وجود اللہ ہیں۔

۲۔یہ عقیدۂ جبر رکھتے ہیں اور خیر وشر دونوں کی برگشت اللہ کی طرف دیتے ہیں۔

۳۔انکا کہنا ہے اگر انسان سے کوئی جرم و جنایت سرزد ہوا ہو تو اس کو خوشی ہونا چاہیے کیونکہ اس جرم کا ارتکاب کرنے کیلئے اللہ نے اس کو انتخاب کیا ہے۔

۴۔یہ عقیدہ تناسخ کے حامل ہیں یعنی انسان جب مر جاتا ہے اس کی روح کسی اور بدن میں داخل ہوتی ہے تا کہ اس کو ایک اور موقع ملے کہ وہ اپنی اصلاح کرے۔

۵۔وہ ثواب وعقاب کے معتقد ہیں۔

۶۔وہ یہودیوں میں مسیح کی آمد کے بارے میں بہت زیادہ جذباتی حد تک معتقد ہیں۔ ان کے مطابق مسیح حضرت داؤد کی نسل سے ہونگے ان کی آمد سے ہی تمام مشکلات یہود رفع ہو جائیں گی۔

۷۔نماز میں گانا وموسیقی زیادہ استعمال کرتے ہیں۔

۸۔اپنے گھروں میں ایک مخصوص کمرہ رکھتے ہیں ان کا کہنا ہے یہ مسیح کا کمرہ ہے آپ یہاں آئیں گے۔

۴۔اصلاحیون:۔

اصلاحیون یہودیوں کا ایک فرقہ ہے معاصر دراسات ص ۱۲۴ ان کی کوشش ہے وہ یہودیوں کے تشدد واستبداد سے نجات حاصل کریں۔یہ فرقہ یہودیوں کا سب سے پہلا فرقہ ہے جو تعلیمات تلمود سے خلاصی چاہتے ہیں۔انہوں نے یہودیوں کو دعوت دی ہے وہ جہاں بھی رہتے ہیں وہاں کے رہنے والے دیگر مذاہب وادیان کے پیروکاروں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ رہیں اور اس ملک کے تمام قوانین کا احترام کریں اور اپنے دین آباؤ واجداد پر بھی باقی رہیں یہ سب سے پہلے برلن میں ظاہر ہوئے اور پھر یہ لوگ امریکا منتقل ہوئے اہم امتیاز اصلاحیون یہ ہیں۔

۱۔وہ کتاب مقدس کے وحی نازل ہونے کے منکر ہیں ان کا کہنا ہے یہ کتاب اللہ کی نہیں

بلکہ اسے بشر نے اختراع کیا ہے۔

۲۔وہ کتاب مقدس سے صرف تشریعات اخلاقی کو مانتے ہیں اور عبادات وشعائر کو حسب وقت کے مناسب ادا کرتے ہیں۔

۳۔وہ منکر تلمود ہیں اور تلمود کی تعلیم وقوانین کو اپنے اور آئندہ آنے والوں کیلئے مناسب نہیں سمجھتے۔نماز اپنی زبان میں پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں ضروری نہیں کہ عربی میں پڑھیں عبادت گاہ میں مرد وخواتین مخلوط ہوتے ہیں۔

۴۔ظہور مسیح کو نہیں مانتے ہیں۔

۵۔معاد جسمانی کو نہیں مانتے ہیں۔

صہیونیزم عالمی یہودی حکومت کے داعی ہیں انہوں نے فلسطین میں عرب زمین پر قبضہ جما کر عالمی حکومت یہود کی بنیاد رکھی ہوئی ہے دنیا بھر کے یہودیوں کی پشت پناہی انہیں حاصل ہے۔عالم اسلامی کے اکثر ممالک ابھی تک ان کی حکومت تسلیم نہیں کرتے ہیں لیکن بعض امریکا ویورپ زدہ حکومتیں مخفیانہ ان سے رابطہ میں ہیں۔ہمارے پاکستان کو اتا ترک بنانے والا مشرف ان کو تسلیم کرنے کا افتخار حاصل کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا لیکن اللہ اس کے ارادے میں حائل ہوا۔

۵۔ال آرتھوڈوکس:۔

وہ یہودی جو کتاب مقدس تلمود اور تمام یہودی تعصّبات کے قائل ہیں۔وہ گذشتہ

ربانیین تلمود میں فریسیین کے ساتھ متحد ہیں اس وقت دنیا میں ان کی حکومت چلتی ہے۔ فلسطین میں زیادہ تر آرتھوڈوکس رہتے ہیں۔

یہ تلمود کی تقدیس کرتے ہیں ان کے اقوال پر عمل پیرا ہوتے ہیں وہ ہمیشہ ان کی تفسیر باطنی کرتے ہیں۔ان کا اعتقاد ہے کائنات میں ایک ہی وجود ہے وہ اللہ کا وجود ہے اور کوئی وجود نہیں باقی موجودات اللہ کا مظہر ہیں۔فرقہ حیدیم قوانین زواج وقت کے ساتھ اصلاح کو مانتے ہیں اور دعاؤں میں صیہونت کی طرف برگشت کو ہدف مانتے ہیں، کہتے ہیں یہودیت دین ہے قومیت نہیں ہے۔ یہ پہلے صیہونیت کے خلاف تھے عالمی جنگ دوئم کے بعد تک حامی رہے۔جبر کے قائل ہیں۔ان کا کہنا ہے خیر وشر دونوں اللہ کی طرف سے ہے اگر انسان ایک فعل شر انجام دے تو وہ خوش ہوتا ہے کیونکہ اللہ نے ان سے یہ فعل کرایا ہے کیونکہ وہ جو بھی فعل کرے وہ خیر ہوتا ہے وہ تناسخ کے قائل ہیں تناسخ یعنی ایک نفس دوسرے نفس میں داخل ہوتا ہے تاکہ اس کی اصلاح ہوجائے۔

وہ ثواب وعقاب کے قائل ہیں لیکن ان کا عقیدہ ہے جنت میں داخل ہونے سے پہلے پاک ہونا چاہیے چنانچہ ان کا عقیدہ ہے ملائکہ ان کو جھٹکا دینگے تاکہ ان کی برائیاں گر جائیں۔ان کا عقیدہ ہے یہود جہنم میں بارہ مہینہ سے زیادہ نہیں رہیں گے۔ یہ لوگ اپنی نماز میں موسیقی استعمال کرتے ہیں ان کا عقیدہ ہے مسیح خالص جو حضرت داؤد کی نسل سے ہونگے وہ آئیں گے اور ان کی آمد سے یہود کی مشکلات حل ہوں گی۔

٦۔القرابدی:۔

یعنی قاری تورات۔ یہ عنان بن داؤد سے منسوب ہیں جو منصور دوانیقی کے دور میں بغداد میں ہوتے تھے یہ لوگ عہد قدیم کے علاوہ کسی اور تعلیمات کو نہیں مانتے ہیں۔ وہ تلمود کو نہیں مانتے ہیں اور قیامت کے دن بعثت کے معتقد ہیں۔

یہودیوں کے کردارواعمال:۔

ا۔یہود حد سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں لیکن خود کو شریف دکھاتے ہیں (سورہ نساء آیت ۵۱) ان کے جھوٹ کا منہ بولتے ثبوت میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں سے زیادہ مشرکوں کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں۔یہود مشرکین کو مسلمانوں سے بہتر سمجھتے تھے،یہی بات یہاں کے شیعہ کہتے ہیں سنیوں سے تو سیکولر بہتر ہیں۔

۲۔وہ سب سے زیادہ حسد کرتے ہیں (سورہ نساء۔۵۴،بقرہ۔۱۰۹)۔

۳۔وہ حب دنیا میں غرق ہیں دنیا بنانے میں محو ہیں (سورہ بقرہ۔۷۹)۔

۴۔وہ بہت کنجوس ہیں (نساء۔۳۷)۔

۵۔وہ بہت خیانت کار ہیں (سورہ آل عمران۔۷۵، مائدہ۔۱۳)

۶۔وہ مفسد فی الارض ہیں (اسراء۔۴)۔

علامہ مرتضیٰ مطہری یہودیوں کے بارے میں لکھتے ہیں یہود قہرمان تحریف ہیں انہوں نے تنہا تورات میں تحریف نہیں کی بلکہ ان کے دست خیانت وتحریف تمام ادیان تک دراز ہوئے

ہیں۔کوئی دین ان کی دست خیانت سے محفوظ نہیں رہے دین توحید عیسیٰ میں حضرت کے بعد عیسیٰ کو ہی اللہ یا اللہ کا بیٹا اقیوم کا حصہ بنایا ہے اس سلسلہ میں حسین بن علی کی قربانی کو الحاد کفر وشرک کے پھیلانے کا ذریعہ بنایا ملک میں دہشت گردی وحشت کا پیش خیمہ بنایا حسین کے نام سے قیام مجالس میں خلفاء پاک دامن اسلام کو سب ولعن کا نشانہ بنایا ہے۔

یہاں تک کہ نواسہ رسول حسین بن علی نے معاویہ کی طرف سے یزید کی نظام ولی عہدی کے خلاف قیام کیا ہے۔انہوں نے عزاداری کے نام سے دین اسلام میں تحریف کرنے کا ایک مدرسہ بنایا۔انہوں نے اسلام کے دونوں مصادر میں خیانت وغداری کی اور قرآن کو تورات کی مانند کتاب پیش کرنے کیلئے بہت سی کتابیں علماء اسلام سے لکھوائی ہیں منجملہ کتاب فصل الخطاب فی تحریف کتاب الارباب لکھی عالم اسلام کے احتجاج اور کشف نقاب سے ڈر کر علماء نے مذمت کی لیکن آیت اللہ سید علی میلانی اور مرتضیٰ عاملی ابھی بھی ان سے دفاع پر تلے ہوئے ہیں۔بڑے بڑے علماء جو اس ممبر سے مال وجاہ بنانے والے ہیں اعتراف کرتے ہیں کہ عزاداری میں بہت انحرافات ہیں لیکن وہ ان کے خلاف بولتے اور لکھتے نہیں کیونکہ ان کے بقول اس طرح وہ دشمن کے ہاتھ لگ سکتی ہیں انہوں نے عزاداری کو فروغ واشاعت اسلام کیلئے استعمال کرنے کی بجائے عزاداری کو کل دین کہا ہے۔

موجودہ تورات کتاب منحرف ہے:

ا۔موجودہ تورات جو تین نسخوں کے ترجمے ہیں اور ہر نسخہ دوسرے نسخے سے مختلف ہے۔

۲۔خود یہود کہتے ہیں ہمارے پاس اصلی تورات موجود نہیں ہے۔

۳۔قرآن کریم نے چندین آیات میں تحریف تورات کی خبر دی ہے۔

اعیاد و تہوار یہود:

(دراسات فی الادیان یہودیہ نصرانیہ ص ۱۱۴)

ا۔یہود ہفتہ کے دن چھٹی کرتے ہیں ہفتہ کو عربی میں سبت کہتے ہیں یہ کلمہ عبرانی زبان میں راحت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ان کے عقیدے کے مطابق اللہ نے خلقت آسمان و زمین کے بعد اس دن استراحت فرمائی ہے نعوذ باللہ یہ استراحت جمعہ کے غروب آفتاب سے ہفتہ کے غروب آفتاب تک ہے اس دن وہ کوئی کام نہیں کرتے۔ ہفتہ ان کے ہاں چھٹی کا دن ہے ہفتہ کے دن چھٹی بھی ایک ناسور ہے نعوذ باللہ اللہ نے استراحت کی ہے یہ فاسد عقیدہ کی طرف برگشت ہے یہود نے ہفتہ کے دن جو مچھلیوں کا بڑا اشکار کیا ہے وہ اس کو اپنا بڑا گناہ گردانتے ہیں۔

۲۔عید فصح: اس کو عید ربیع اور عید فصح بھی کہتے ہیں اس دن کو بنی اسرائیل کا فرعون سے نجات کا دن قرار دیتے ہیں اس دن روٹی کھانا واجب گردانتے ہیں اور دعائیں پڑھتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور اجتماعی قربانی کرتے ہیں ایک دستر خوان پر کھانا کھاتے ہیں اور وہاں بنی اسرائیل کیلئے پیش آمد قصے بیان کرتے ہیں۔

۳۔یوم تکفیر وغفران: یوم تکفیر وغفران دس تشرین کو مانتے ہیں یہ تہوار تشرین کی ۹ کی شام

سے شروع ہوتا ہے اور دن کے آخر تک ہوتا ہے اس دن یہود نے جو غلطیاں کی ہیں انکی مغفرت طلب کرتے ہیں اجتماعی نماز پڑھتے ہیں ان کے نزدیک یہ دن نجات کا دن ہے یروشلم کی بربادی اور جلانے کا دن ہے یہ دن ان کے پاس بہت بڑی سوگواری کا دن ہے۔

۴۔ بیت المقدس: یہودیوں پر واجب ہے سال میں دو مرتبہ بیت المقدس کا حج کریں اور وہ ایک ہفتہ کا ہوتا ہے جس کی قیادت کاہنان یہود کرتے ہیں ایک دوسرے کا تعارف کراتے ہیں ان اعیاد کے علاوہ اور بھی اعیاد مناتے ہیں۔

نصرانیت:۔

نصرانیت منسوب ہے قریہ نصرانیہ سے جہاں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے یہاں کے لوگوں نے حضرت عیسیٰ کا ساتھ دیا نصرانیت اصطلاح ادیان میں اتباع مسیح کو کہتے ہیں، جبکہ حضرت عیسیٰ دین اسلام پر تھے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد حضرت محمدؐ سب داعیٔ اسلام تھے خود حضرت عیسیٰ نے بھی نہیں کہا میری پیروی کرو چونکہ عیسیٰ دین اسلام کے داعی تھے۔ حضرت عیسیٰ کی اتباع کرنے والوں نے حضرت عیسیٰ کے جانے کے ۴۲ سال گزرنے کے بعد انطاکیہ میں بطور مذمت وتحقیر کلمہ نصرانیت کا استعمال کیا، قرآن کریم میں انہیں اہل کتاب یا اہل انجیل کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔ یہود اور نصاریٰ دو نام اتباع حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے لئے دوسروں نے یا خود اپنوں نے انتخاب کیے تھے یہ اچھے نام نہیں تھے لہٰذا اللہ نے انہیں اہل کتاب یا اہل انجیل اور بنی اسرائیل کہہ کر خطاب کیا

جہاں یہود و نصاریٰ بطور مذمت و ملامت طنزیہ استعمال ہوئے ہیں۔ یہاں سے اہل فرق کو شرم و حیاء آنی چاہیے کہ ان کے وہ نام اللہ کو کیسے پسند آئیں گے جو انھوں نے مذہبی و فرقہ وارانہ شناخت کے طور پر اپنائے ہیں حالانکہ آیت قرآن کے تحت اللہ نے ان کا نام مسلمان رکھا ہے۔

قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ کو بنی اسرائیل کا آخری پیغمبر کہا ہے اور حضرت عیسیٰ کی تعریف یوں کی ہے وہ بشر ہیں حضرت عیسیٰ اللہ کے رسول ہیں مائدہ ۷۵۔

حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے آل عمران ۵۰

حضرت عیسیٰ تابع شریعت تورات و تکمیل کنندہ تورات تھے آل عمران ۵۱

حضرت عیسیٰ نے لوگوں کو شریعت تورات پر عمل کرنے کی دعوت دی آل عمران ۵۰۔

حضرت عیسیٰ نے ۳۰ سال گزارنے کے بعد اپنی دعوت کا آغاز کیا۔

فرق نصاریٰ: (دراسات فرق ص ۳۱۲)

دعوت حضرت عیسیٰ توحید خالص پر مبنی تھی یہ دعوت حضرت عیسیٰ کے بعد ان کے حوارین اور شاگردوں میں نافذ و مؤثر رہی یہاں تک کہ میلاد مسیح کے ۷۰ سال تک جاری رہی لیکن اس کے بعد اس میں انحراف اور ضعف و کمزوری آتی گئی یہاں تک کہ ۱۳۵ میلاد مسیح کو یہ بالکل ختم ہوگئی اور ان کے پیروکار منتشر ہو گئے۔ یہاں سے مذاہب منحرفہ اور مفاد پرستوں اور اقتدار طلب کرنے والوں کے لئے ایک دروازہ کھل گیا۔ دین مسیح میں سب سے پہلا انحراف بولیس شاؤول یہودی نے کیا اس نے ثلیث یونان کو مسیحیوں میں رواج دیا اور مسیحیوں کو فرق درفرق تقسیم کیا اور

ایک دوسرے کو متصادم ومتعارض بنایا اس نے ایسے عقائد کی بنیاد رکھی جو ایک دوسرے کے ساتھ سر اٹھاتے رہے اور دین نصاریٰ جو عیسیٰ لائے تھے ختم ہوا۔

یہاں تک کہ ۳۲۵ء میلادی روم میں کانفرنسیں منعقد ہوئیں جس میں اس وقت کے مسیحیوں کے دو فرقوں نے عقائد ونظریات پر بحث کی۔ آریوسیہ جو توحید خالص کے قائل تھے کہ مسیح بشر ہیں اور اللہ کی مخلوق ہیں دوسرا فرقہ بولیس ہے جس نے کہا کہ مسیح خالق ہے مخلوق نہیں ہے (اللہ کا بیٹا ہے) کانفرنس میں مذکرات اور مباحثہ میں فرقہ بولیس والے کامیاب ہوئے جو حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے قائل تھے۔ روم میں اس وقت جو حکومت تھی اس نے بولیس مذہب اپنایا اسطرح وہ ایک مذہب قوی بنا اور میدان میں باقی رہا۔ جب ان کے ہاتھ میں اقتدار و قدرت آئی تو وہ دوسرے فرقوں پر غالب آئے۔

بولیس کلیسا کے تشدد ومظالم کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کو بشر ومخلوق کہنے والے منتشر ہوئے اکثر مسیحی حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے قائل ہوئے۔ انھوں نے یہ عقیدہ نافذ کیا کہ وہ سولی پر اترے تاکہ آدم کے گناہوں کا کفارہ دیں چنانچہ انھوں نے عہد قدیم کے ساتھ انجیل کے چار نسخوں متیٰ، مرقس، لوقا، یوحنا کی منظوری دی اور ساتھ ہی بعض دیگر امور وعقائد شریعت میں اضافہ کیا۔ اس کے قائل دو گروہوں میں تقسیم ہوئے ہیں۔

۱۔ جو مسیح کی طبیعت واحد کے قائل ہیں جو کانفرنس میں طے ہوا تھا اس میں تین فرقے ہیں۔

۱۔ اقباط

۲۔یعاقبہ

۳۔ارمن یا احباش

۲۔ مسیح کی دو طبیعت ہیں ان کو ملکانیہ کہتے ہیں یعنی بادشاہ روم کے حامی رومانی بزنطی یہ فرقہ ملکانہ ہے ان کے تین فرقے ہیں۔

ا۔کیتھولک:۔ ان کا کہنا ہے روح القدس باپ بیٹے دونوں سے نکلے ہیں وہ ہر چیز کا خون مباح سمجھتے ہیں۔پوپ تمام کلیساؤں کے سربراہ ہونگے انہوں نے طلاق کو بالکل حرام قرار دیا اور کہا کہ کسی بھی صورت میں طلاق نہیں ہوسکتی ہے اس وقت مغرب اور پورا یورپ و امریکا کیتھولک ہے۔

۲۔آرتھوڈوکس :۔ یہ نصاریٰ مشرقی ہیں یہ لوگ قسطنطنیہ میں موجود کلیسا کی اتباع میں ہیں ان کا کہنا ہے روح القدس صرف باپ سے نکلے ہیں طلاق حرام ہے کسی ایک رئیس کے زیر سایہ رہنا ضروری نہیں ہر کلیسا آزاد ہے۔

۳۔ پروٹیسٹنٹ :۔ یہ گروہ سولہویں میلادی میں روم سے نکلا جس نے کلیسا کو اغلاط اور فساد سے پاک کرنے کی تحریک چلائی اور یہ فکر اٹھائی:۔

ا۔ فکر دجال ہے جھوٹ ہے گناہ پر توبہ اور پشیمانی کے بغیر مغفرت نہیں ہوتی۔

۲۔ انجیل کو سمجھنے کا حق سب کو حاصل ہے یہ صرف کلیسا والوں کے ساتھ مخصوص نہیں۔

۳۔ کلیسا میں تصویر رکھنا حرام ہے یہ مظہر بت پرستی ہے۔

۴۔ دنیا سے کٹ کے صرف عبادت کی محافل سجانے کا سلسلہ یعنی رہبانیت بند کریں۔

۵۔ ان کے کلیسا کا کوئی رئیس نہیں یہ گروہ اور فکر جرمن برطانیہ اور بہت سے یورپی مما لک اور امریکہ میں پھیلی۔ صلب جسم کے دستر خوان پر جو کھانا دیتے ہیں کہ وہاں روٹی وشراب آپ جو بھی کھاتے ہیں وہ حضرت مسیح کا گوشت اور خون بنتا ہے، یہ المانیا، برطانیہ، یورپ اور امریکہ شمالی میں ہوتا ہے۔

عمل تبصیری:۔ مسیحیوں نے غیر مسیحیوں کو نصرانی بنانے کا منصوبہ بنایا جسے وہ لوگ تبشیر کہتے ہیں کہ لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیں۔ یہ دعوت وعظ و تعلیم اور عام دین نصرانی اپنانے کے اعلانات پر مشتمل ہے وہ بطور مستقیم یعنی اعلانیہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ مسیحیت کو اپناؤ۔ غیر مستقیم طریقے سے لوگوں کو نصرانی بنانے کیلئے تین طریقے اپنائے گئے ہیں۔

۱۔ علاج

۲۔ مفت تعلیم

۳۔ معذوروں کی مدد، انہی تین چیزیں کے ذریعے نصاریٰ نے معاشرے میں تبشیر کو فروغ دیا ہے۔

نصاریٰ تعلیم، علاج معالجہ اور ناداروں کی معاونت کو مسلمانوں میں فروغ دے کر ان اہداف کو مدنظر رکھتے تھے۔

۱۔ ان کے اندر گھس کر مسلمانوں کی وحدت کو پاش پاش کریں، ان کے اندر انتشار پھیلائیں۔

۲۔ مسلسل صلیبی جنگوں میں اپنی شکست کا انتقام لیں۔

۳۔اگر مسلمان مسیحی نہ ہو جائیں تو کم از کم ان کے عقائد میں خلل ڈالیں۔

۴۔اسلامی نظام سیاسی،ثقافتی اور اقتصادی کی جگہ پر سیکولرازم کو جاگزین کریں۔

آپ کو اعتراف کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے منصوبوں میں کافی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں، لیکن ان کی بدقسمتی مسلمان ان کے نوکر و غلام رہنے پر آمادہ تو ہو گئے لیکن اسلام چھوڑ کر مسیحی بننے پر آمادہ نہیں ہوئے یہاں سے وہ عمل تبشیری سے مایوس ہو گئے اور پھر انھوں نے اشتراکی منصوبے کو عملی جامع پہنایا جس کو ہم اپنی کتاب ''ناسور پاکستان''میں بیان کریں گے۔

مصادر دین نصاریٰ:۔

نصاریٰ عہد قدیم تورات اور جدید انجیل دونوں کو ملا کر کتاب مقدس کہتے ہیں۔عہد جدید چار اناجیل پر مشتمل ہے متی،مرقس،لوقا،یوحنا اور اعمال رسل اس سے مراد ان کے پاس موجود رسائل ہیں۔

عقیدۂ نصاریٰ:۔

(دراسات فی الادیان والیہودیہ ونصرانیہ ص ۲۲۵)

دین حضرت عیسیٰ دین گزشتہ انبیاء کی مانند صاف ستھرا توحید پر مبنی دین تھا یہ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی شریعت ہے لیکن نصاریٰ نے اس صحیح دین سے منہ پھیرا اور اس دین توحید کو خالص شرک وانحراف پر استوار کیا ہے۔دین عیسیٰ سے انحراف بولیس شاوول یہودی کا اس دین میں داخل ہونے سے شروع ہوا حضرت عیسیٰ کے جانے کے پانچ سو سال گزرنے کے بعد یہ دین تین

اصولوں پر استوار ہوا ہے۔

۱۔ تثلیث

۲۔ صلب

۳۔ حضرت عیسیٰ لوگوں کے لئے فدا ہوئے۔

تثلیث اب، ابن، روح القدس یہ تینوں ملکر ایک جوہر واحد ہے قدرت و بزرگی میں تینوں برابر ہیں اس کو تعلیم ثالوث کہتے ہیں۔

نصرانیت کے مراحل تنزلی ہیں توحید سے گرتے گرتے گرداب شرک وثنی روم ویونان میں پھنس گئے۔ انکے عقائد نا قابل تحلیل و نا قابل فہم ہیں یہاں ان کے بنیادی اور مرکزی عقیدہ اقنوم کے بارے میں اشارہ کرتے ہیں کلمہ اقنوم یونانی لفظ ہے جس کے معنی کرتے ہیں کہ اللہ واحد نہیں بلکہ مرکب از ثلاثہ ہے اس توحید کو توحید نوعی یا شخصی کہتے ہیں جیسے انسان واحد نوعی ہے جبکہ انسان میں کثرت اجزاء ہیں مثلاً زید واحد شخص ہے لیکن اس کے جسم میں کثیر اجزاء ہیں۔ لیکن مسیحی کہتے ہیں اب، ابن، روح القدس یہ تین مل کر اللہ بنتا ہے۔ یہاں اللہ کی توحید سے مراد ہے کہ واحد حقیقی ہے اگر کہیں ان کو سمجھائیں تو جواب دیتے ہیں تم سمجھ نہیں سکتے ہو یہ تمہاری ذمہ داری نہیں، یہیں سے استبداد شروع ہوا ہے یہ طریقہ جو کلیساؤں میں چلا تھا اب مسلمان فرقوں میں چل رہا ہے۔ ان کی گردنوں میں بڑی سے بڑی ضخیم طوق تقلید آویزاں ہے جس سے وہ سر نہیں ہلا سکتے۔

قصہ صلب عیسیٰ :۔

صلب سخت لکڑی کو کہتے ہیں۔انسان کو سزائے موت کے لیے جس پر چڑھایا جاتا تھا اس لکڑی کو صلب کہتے ہیں یہودونصاریٰ دونوں کا عقیدہ ہے مسیح تختۂ دار پر چڑھے ہیں لیکن یہودیوں کا عقیدہ ہے مسیح کافر ہو گئے تھے۔یہودیوں نے ان پر حملہ کیا اور انہیں قتل کرنا چاہا۔ یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو بھی صلیب پر چڑھایا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے۔سفر تثلیث میں آیا ہے گناہ گار مستحق موت ہوگا،اسے قتل کیا جائے رات نہ گزرے کہ اسے دفن کرنا چاہیے کیونکہ مصلوب ملعون ہوتا ہے یہ یہودیوں کا عقیدہ ہے۔دوسری طرف نصاریٰ کا عقیدہ ہے مسیح ،بشری حیثیت سے وہ سولی پر چڑھے ہیں، مسیح بشر کے باپ آدم کی خطاء میں گروی تھے۔کیونکہ آدم نے شجر 'منھی عنه' سے تناول کر کے گناہ کیا تھا یہ گناہ آدم کی اولادوں کی وارثین تک سرایت کر گیا ہے۔گناہ آدم نے کیا لیکن اس کی سزا اولاد آدم کو ملی ہے چنانچہ اللہ کو ان پر غصہ آیا اللہ نے چاہا اس سے نجات کے لیے کوئی واسطہ ہونا چاہیے جو یہ گناہ اپنے ذمہ لے اور تختۂ دار پر چڑھے تاکہ بشر نجات پائیں لیکن واسطہ کوئی عام نہیں ہوسکتا بلکہ یہ ایک ممتاز واسطہ ہونا چاہیے تو یہ ابن اللہ ہی ہو سکتے ہیں یعنی اللہ خود بشر کی صورت میں زمین پر آئے اور بشر کی صورت میں سولی پر چڑھے۔اللہ جسد کی صورت میں آیا اور وہ شکم مریم سے نکلا اور سولی پر چڑھایا اس طرح اللہ فرزند آدم سے راضی ہوگیا یہ خطاء اب بشر سے اٹھ گئی اللہ پر از روئے عدل واجب تھا انکے گناہ بخشے لہذا اللہ نے اپنے بیٹے کو خدا کہا جو خدا بنی آدم ہوا اس بارے میں انجیل میں آیا ہے یہود مسیح کے پیچھے لگے کہ وہ کافر

ہوگئے ہیں مسیح کے پیروکاروں میں سے ایک شخص بنام یھوذ الاسخر یوطی تھا۔یہودیوں نے اسے مال دیا اور کہا مسیح کی جگہ بتائیں لہٰذا انہوں نے مسیح کو پکڑا اور شب جمعہ انکو وہاں سے گرفتار کیا جہاں وہ نماز ودعاء کرتے تھے انہیں گرفتار کرکے قاضی کے پاس لے گئے اور انہیں مستحق قتل قرار دیا وہ انھیں کھنتہ ایلھو دمیں لے گئے اور انہیں دارالوالی الرومانی میں سولی پر چڑھایا انہیں صبح تختۂ دار پر چڑھایا اور انہوں نے جمعہ عصر کے وقت وفات پائی اور اسی رات سولی سے اتار کر قبر میں اتارا اور ہفتہ کی رات بھی قبر میں رہے دوبارہ یہ لوگ اتوار کو آئے اور قبر کھودی اور دیکھا وہاں آپ نہیں ملے۔لوگوں نے ان سے بات چیت کی آپ نے الخلیل میں چالیس دن رہنے کے بعد آسمان پر عروج کیا،اسی لیے نصاریٰ اتوار کو چھٹی کرتے ہیں۔

دین نصرانیت:۔

نصرانیت تین فرقوں میں بٹ گئی:

۱۔آرتھوڈوکس

۲۔کیتھولک

۳۔پروٹیسٹنٹ۔

یہ تینوں مذاہب اللہ اور مسیح کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں:

۱۔اللہ ایک ہے یا تین۔

۲۔طبیعت مسیح:۔طبیعت دو ہیں یا ایک۔

ان تینوں فرقوں سے بہت فرقے بنے ہیں جو حسب روایت منقول ترمذی نصاریٰ ۷۲ فرقوں پر مشتمل ہیں۔

فرق نصاریٰ کا ایک موتمر شہر نیسقہ میں ۳۲۵ء میں منعقد ہوا محققین نصاریٰ کا کہنا ہے دین مسیح دین توحید ہے اس میں شرک بھی نہیں تھا اس میں تثلیث مثل افلاطون داخل ہوئے۔ دین نصاریٰ جو دین یہود کے انحراف کے بعد اس کی اصلاح کے لئے آیا تھا وہ چند ادوار سے گزرا ہے:

۱۔اللہ کی طرف سے حضرت مسیح کی بعثت ونزول انجیل

۲۔عصر رسالت:۔ یہ حواریوں کا دور ہے جتنے بھی ادوار آئے حضرت عیسیٰ سے فاصلہ بڑھتا گیا۔

ان کے درمیان انحرافات بڑھتے گئے یہاں تک کہ عصر ذھبی نصاریٰ شروع ہوا اور حواریوں کو قتل یا زندان کیا گیا اور برادر یوحنا کو قتل کیا۔

۳۔عصر ذھبی مسیحین قسطنطنین کی تخت نشینی سے شروع ہوتا ہے جب ۳۳۷ء کو قسطنطنین نے وفات پائی تو ان کی سلطنت اولادوں میں تقسیم ہوئی۔

فرق نصاریٰ:۔

کتاب موجز ادیان والمذاہب المعاصر ص ۷۸، نصاریٰ کے تین فرقے ہیں۔

۱۔کیتھولک:۔ یہ سب سے قدیم اور بڑا فرقہ ہے یہ روم میں پایا جاتا ہے۔

۲۔آرتھوڈوکس:۔ یہ کلیسا شرقی روم میں واقع ہے ان کا مرکز قدیم زمانے سے قسطنطنیہ ہے ان کی اتباع شمال وغرب وشرق اروپا میں واقع ہے۔

۳۔پروٹیسٹنٹ:۔ جسے مارتن لوتھر نے سولہویں صدی میں بنایا ہے، مارٹن لوتھر المانیہ سے نکلا اس نے کلیساء کی اصلاح کی آواز اٹھائی کہ کلیساء میں جو فساد برپا ہوا اس کی اصلاح کریں۔ان کے پیروکار یورپ وشمالی امریکا میں ہوتے ہیں۔یہ غیر محدود سلطنت کلیسا ہے اور سکوک غفران یعنی معافی نامہ، پاپوں کے اقوال وافعال کی تقدیس کے خلاف ہے۔

ا۔یہ دجالی دھوکہ ہے غلطی گناہ نہیں بخشا جاتا جب تک انسان توبہ نہ کرے اور پشیمان نہ ہو۔

۲۔ہر ایک کو حق ہے کہ وہ انجیل کو سمجھے، پڑھے یہ صرف کلیساء کیلئے وقف نہیں ہے۔

۳۔کلیساء میں کسی قسم کی تصویر رکھنا بت پرستی ہے۔

۴۔رہبانیت کو روکا جائے۔

۵۔عشاء ربانی مسیح کے صلب کی یاد میں دینا بھی غلط ہے۔عشاء ربانی عقائد نصاری میں سے ایک عقیدہ ہے ان کا عقیدہ ہے جس رات کو حضرت مسیح کو گرفتار کرنا تھا اس سے پہلے وہ ایک باغ میں گئے وہاں انہیں شراب پلایا جس گلاس میں شراب پیا اس کو کاس رب یا کاس برقہ کہتے ہیں۔اگر ہر شخص ہر سال اس دن اس کھانے کا اہتمام کرے تو جو روٹی وہ کھائے اور جو شراب وہ پیئے گا وہ کھانے اور پینے والے کے جسم میں مسیح کا گوشت اور خون بن جائے گا، اس سے کہتے ہیں کہ مسیحی اور مسیح ایک ہو جاتے ہیں۔

مارٹن لوتھر چاہتا تھا کہ کلیساء کے غیر معمولی اختیارات ختم کیے جائیں نیز تفسیر تثلیث میں پہلے دو سے اختلاف رکھتا تھا۔

کلیساء کیتھولک تمام کلیساؤں کا مرکز ہے۔صرف یہی نصرانیت کو پھیلا رہا ہے یہ اٹلی، بلجیم،فرانس،سپین اور پرتگال میں پھیلے ہوئے ہیں۔اس کلیسا کے بانی بطرس رسول حواریوں اور تمام کلیساؤں کا رئیس تھے۔ان کے عقائد میں سے روح قدس اور ابن دونوں اب سے نکلے ہیں انہوں نے مردہ حیوانات مختقہ واکل خنزیر کو مباح قرار دیا ہے۔

آرتھوڈوکس ان کو کلیساء روم اور کلیساء شرقی بھی کہتے ہیں۔

پروٹیسٹنٹ ہے ان کو کلیساء انجیل بھی کہتے ہیں ۔ یہ فرقہ جرمنی، برطانیہ ،ڈنمارک، ہالینڈ ،ناروے امریکا شمالیہ میں زیادہ ہے موسوعہ میسرہ ص ۵۸۳ یہ کلیساء کیتھولک سے ۱۰۵۴ء کو الگ ہوگئے ،یہ تثلیث میں کیتھولک سے اتفاق رکھتے ہیں۔

زرداشتیہ :۔ (معجم الفاظ عقیدہ ۲۰۵)

زرداشت بن بورشب جو بادشاہ کستاشف بن لہراسب کے دور میں ظاہر ہوا۔ان کا گمان ہے کہ ان کے انبیاء بھی ہیں اور ملوک بھی ہیں۔وہ کسی کو اللہ کی طرف سے منسوب نہیں سمجھتے۔یہ مجوسیوں کا ایک گروہ ہے جو نور وظلمت کو اللہ کی طرف نسبت نہیں دیتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں خیر وشر وفساد اور صداقت وخیانت سب امتزاج نور وظلمت سے پیدا ہوتے ہیں،اگر نور و ظلمت میں امتزاج نہ ہو تو عالم ہی نہیں ہوگا۔ان دونوں کی جنگ سے نور پیدا ہوتا ہے،یہ کثیر

عقائد باطلہ وفاسدہ کے حامل ہیں۔

مذاہب وضعی:۔

ادیان سماوی کے بعد اسلام کا موازنہ ادیان وضعی سے ہوگا۔ادیان وضعی سے مراد وہ ادیان ہیں جو کسی وحی سے منتسب ہیں واضح معلوم نہیں تاہم یہ یقینی ہے کہ بشر نے اختراع کیے ہیں۔اس میں سرفہرست براھمہ ،بوذی، جین اور سکھ آتے ہیں۔ براھمہ کا ذکر معجم فرق میں حرف 'ب' میں بیان کریں گے وہاں رجوع کریں۔مذاہب وضعی میں وہ مذاہب آتے ہیں جو سرے سے وجود باری تعالٰی کے منکر ہیں۔ان کو الحادی کہتے ہیں،ان میں یہ فرقے ہیں۔

۱۔الحادی دھری قدیم۔

۲۔الحادی میکانی۔

۳۔الحادی صدفائی۔

۴۔الحادی تطوری۔

۵۔الحادی جدلی۔

۶۔الحادی جنگی فسادی۔مذاہب الحادی کی رد میں ہم تفسیر موضوعی الوہیت ربوبیت میں بحث کریں گے اب ہم آتے ہیں اسلام کا موازنہ فرق ومذاہب مسلمین سے کرتے ہیں۔فرق و مذاہب مسلمین کا سلسلہ نسب ان کے عقائد ان کے احکامات ان کی تعلیمات ادیان باطلہ سے ملتا ہے ادیان وضعی سے ملتا ہے یا اسلام سے ملتا ہے یہ دیکھنا ہے۔فرقوں کے اعتقادات ان کے

دعوے کو ہم الگ سے جداگانہ فرق حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کیا ہے وہاں رجوع کریں فرقوں کے کیا عقائد ہیں یہاں ہم اسلام کا تعارف پیش کرتے ہیں اسلام کی کیا خصوصیات و امتیازات جو ادیان سماوی میں نہیں ہیں اور اس کی خصوصیات و امتیازات فرقوں کے امتیازات و خصوصیات کے بھی خلاف ہیں۔ آیئے دیکھیں اسلام کسے کہتے ہیں۔

تعریف اسلام:

تمام انبیاء کا دین اسلام ہے تمام انبیاء کی غرض و غایت ایک ہے یعنی اقامہ عدل و آزادی انسان از عبودیت غیر اللہ ہے سورہ حدید آیت ۲۵ ﴿یقیناً بھیجا ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی کھلی نشانیاں دے کر اور نازل کی ہم نے انکے ساتھ کتاب اور میزان بھیجا تاکہ لوگ قیام قسط کریں﴾ اور سورہ اعراف آیت نمبر ۱۵۷ کا معنیٰ و مفہوم ہے کہ اللہ نے انبیاء کو جن اہداف کے لئے مبعوث کیا ہے وہ لوگوں کو غیر اللہ کی بندگی سے نجات دلانا ہے۔

اسلام خضوع و انقیاد خالص و گریز از خضوع ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں۔ خالق و رازق و مربی انسان و مالک انسان صرف اور صرف اللہ سبحانہ ہے اور اس کے سوا کوئی موجود ارضی و سماوی و خلائی و ملکوتی ملائکہ، جن و حیوانات و حشرات حتیٰ ہم نوع، انسان کے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہے۔ دین، حیات انسان میں ایک ایسی ضرورت ناپذیر و ناقابل انفکاک ہے جس سے ادوار قدیم سے لے کر عصر حاضر تک کوئی بشر بے نیاز نہیں رہا ہے۔ تاریخ ادیان کے بارے میں تحقیق کرنے والوں کا کہنا ہے ترقی و تمدن اور علم و ہنر سے خالی اجتماع تو دیکھا ہے لیکن دین

سے خالی انسانوں کونہیں دیکھا ہے۔

اسلام مادہ ''س۔ل۔م'' سے مرکب ہے۔متکفر صنعت اشتقاق اکبر فیلسوف علم لغۃ عرب ابن جنی متوفی ۳۹۲ھ ششگانہ تقلبات ایک میں جامع معنی استخراج کرنے کے طریقہ استخراج کیا ہے ، کتاب خصائص ج ا ص ۴۹۲ پر لکھتے ہیں: ''س۔م۔ل'' ''س۔ل۔م'' ''م۔س۔ل'' ''م۔ل۔س'' ''ل۔م۔س'' ہیں ان سب کے ایک معنی کو جامع مصاحبت و ملائمت کی طرف برگشت دی ہے۔ان کی ساخت میں کہیں بھی خشونت ونفرت نہیں پائی جاتی ہے بلکہ اسکے تمام مشتقات اصلاح سے قریب اور فساد سے بعید ہیں۔سلم کے معنی اصلاح اور اس کی ضد فساد ہے۔ جہاں اصلاح ہے وہاں فساد نہیں ہوگا اور جہاں فساد ہوگا وہاں اصلاح نہیں ہوگی۔اسلام انسان کو اپنے نفس ،رب اور دیگر تمام انسانوں کے ساتھ اصلاح کی دعوت دیتا ہے۔انسانِ مسلم کسی کے ساتھ بھی فساد نہیں چاہتا وہ فساد کے خلاف ہے۔انسان مسلمان اپنے ہم نوع انسانوں کے ساتھ فساد کے خلاف ہے۔غرض اسلام میں ہر جگہ اصلاح ہی اصلاح ہے۔

(موسوعہ میسرہ ۲۲) اسلام لغت میں استسلام انقیاد اور خضوع کو کہتے ہیں جبکہ اصطلاح ادیان میں اسلام دین حضرت عیسیٰ کے بعد نازل ہونے والے دین سماوی کو کہتے ہیں جسے اللہ نے آخری دین بنا کر حضرت محمدؐ خاتم الانبیاء ومرسلین پر نازل کیا ہے اس دین کے اندر جن وانس دونوں شامل ہیں یہ دین ہر قسم کے شرک جلی وخفی اور وسط وذیلی اشتراک سے پاک اور خالص توحید پر قائم دین ہے تمام مراتب الوہیت وربوبیت وخالقیت اور اسماء وصفات میں اللہ کی وحدانیت کا قائل ہے اس دین میں اللہ کے اوامر کی اطاعت نواہی سے اجتناب اقامہ حدود و

تمسک بمکارم اخلاق ہے اور اس کی روح شریعت ہے اس دین کی اساس میں ہے کہ یہ دین اسلام اپنے جیسے اور اپنے سے کمتر کسی مخلوق کے سامنے خاضع ہونے کی ممانعت کرتا ہے۔قرآن کریم میں آیا ہے ادیان سماوی سب کے سب اسلام ہیں۔اللہ کے پاس دین صرف اسلام ہے۔

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران۔۱۹)

﴿ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ ''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواہاں ہوگا وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔'' (آل عمران۔۸۵)

جبکہ یہود نے کبھی خود کو اسلام سے متعارف نہیں کیا بلکہ کہا ہم یہودی موسوی ہیں۔اسی طرح نصاریٰ نے کہا ہم مسیحی ہیں لیکن امت محمدؐ کا افتخار ہے کہ اس نے اپنے آپ کا تعارف نبی سے نہیں کروایا بلکہ جو نام قرآن کریم میں آیا ہے۔

﴿ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ ﴾ ''اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔'' (حج۔۷۸) اس آیت کریمہ کے تحت اگر کسی کو اس نام سے نفرت ہے تو وہ یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں کے بعد قادیانیوں، آغاخانیوں، بہائیوں اور ان سے وابستہ بعض فرقوں میں پایا جاتا ہے۔مسلمان ہونے کے بعد آپ اپنے آپ کو کسی بھی ہستی سے موسوم نہیں کر سکتے حتیٰ کہ حضرت محمدؐ سے بھی نہیں کہ ہم محمدی ہیں چہ جائیکہ آپ اپنے آپ کو علوی، باقری، جعفری، حنفی، حنبلی، شافعی، مالکی وغیرہ سے موسوم کریں اللہ کو یہودیوں کے موسوی کہنے عیسیٰ کے ماننے والوں کا مسیحی نصرانی عیسوی کہنا پسند نہیں ہے۔

ہم اپنے آپ کو محمدی نہیں کہتے جس طرح یہود خود کو یہودی نصاریٰ خود کو مسیحی کہتے ہیں کیونکہ محمدؐ اللہ اور بندے کے درمیان رابطہ ہیں۔ نبی بندے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے تمام نبی اس دنیا سے گزر گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے محمدؐ دنیا سے جائیں گے رخصت ہوں گے بندو اللہ کے دین پر رہنا چنانچہ رحلت نبیؐ کے موقعہ پر حضرت ابو بکر نے کہا اگر کوئی محمدؐ کی پرستش کرنے والے ہیں تو محمدؐ گزر گئے ہیں۔ اگر رب محمدؐ کی پرستش کرتے ہو تو رب محمدؐ زندہ ہے غرض جو بھی واسطہ پر رکے گا وہ مشرک ہوگا۔

لہٰذا جس کسی نے خود کو محمدی، شیعہ، سنی، اہل حدیث یا بریلوی وغیرہ کہا اس نے ایک قسم کا شرک کیا ہے لیکن بدقسمتی سے اس قرآنی حکم کے باوجود بعض خود کو بریلوی، دیوبندی، قادری، حسنی، حسینی، نقوی، صوفی، جعفری، شیخی اور مشہدی وغیرہ کہنے پر فخر کرتے ہیں جبکہ اللہ کا حکم ہے کہ مسلمان وہ نہیں جو زندگی کے ایک شعبہ میں مسلمان اور دوسرے شعبہ میں کفر کے حامل ہیں جس طرح کہ سیکولر اور روشن خیال افراد چاہتے ہیں۔ غرض ہمارا کل کا کل اسلام ہونا چاہیے۔

﴿یـا أَیُّهَـا الَّـذِینَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ كَافَّةً وَ لا تَتَّبِعُوا خُطُواتِ الشَّیْطانِ إِنَّهُ لَـكُـمْ عَـدُوٌّ مُبِینٌ﴾ (ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کا اتباع نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے﴾ (بقرہ۔۲۰۸)

اسلام ہی جامع ملل ہے جبکہ فرقے مفرق امت ہیں:

اسلام ملل ونحل کو پرچم توحید میں جمع کرتا ہے جبکہ فرق امت کو تتر بتر و منتشر کرتے

ہیں۔اسلام کے اصول قرآن کریم کی آیات میں بیان ہوئے ہیں،قرآن کریم میں جن چیزوں پر ایمان لانے کا حکم ہوا ہے وہ بیان ہوئی ہیں اور ان کے بیان میں اللہ نے کسی قسم کی کسر وکمی نہیں چھوڑی ہے اعمال واخلاقیات اور جن اعمال کو بطور عبادت انجام دینا ہے ان کی بھی تفصیل بیان ہوئی ہے۔اسکے برعکس ان پر اضافات فرقوں نے لگائے ہیں انہوں نے یہ فی سبیل اللہ نہیں بلکہ فی سبیل الشیطان اور فی سبیل فساد اضافہ کیا ہے حتیٰ مستحبات ومکروہات کے نام سے جو اضافہ کیا ہے وہ بھی حسن نیت پر نہیں جبکہ معاشرے میں جو فتنہ وفساد برپا ہے وہ فرقوں کے اضافات ہی کی وجہ سے ہے اسلام سے اس کا کسی قسم کا ربط نہیں ہے۔

اسلام جس دن سے طلوع ہوا اس نے اپنے نور سے اس دنیا کو روشن کیا ہے اور کرتا رہا ہے اسلام انسان کو مسئول قرار دیتا ہے لہٰذا دین اسلام حرکت تاریخ سے لاتعلق نہیں رہ سکتا بلکہ تاریخ اور اسلام ایک دوسرے کے قرین اور ردیف ہیں۔انبیاء ورسل جرائم وقبائح اور سیئات کو صفحۂ ہستی سے مٹانے اور ان کے مرتکبین کو پاداش دینے اور حسنات ونیکیات ومستحسنات وفضائل کو زندہ کرنے کیلئے آئے ہیں جبکہ قارون، ہامان، دین فروشان، رواہب واحبار، علماء یہود وآل بویہ، فاطمی سلاطین ہر برآوردہ احزاب لادینی اور سربراہان فاسد کے حامل ممالک اور ان کے وزراء فتنہ وفساد وبدکاری کرنے معاشرے کو ویران وبرباد کرنے اور سیاہ تاریخ رقم طراز کرنے والے ہیں۔

اسلام ہر حالت میں تسلیم اللہ ہونے کا نام ہے:

انسان مسلمان کو چاہیئے وہ کائنات سے بھی تعلق رکھے اور اس سے متضاد و متناقض راستے پر نہ چلے کیونکہ کائنات ذرہ سے لے کر کہکشاں تک سب اللہ کے سامنے تسلیم ہے اس میں طغیان وکفر نہیں ہے (سورہ بقرہ ۲۰۸) جب انسان دیکھ رہا ہے کہ کائنات اللہ کی تسبیح کرتی ہے یہ کائنات اللہ نے اس کے اختیار میں دی ہے اس کو اس کیلئے مسخر کیا ہے تو اسے چاہیئے کہ اس کی نافرمانی نہ کرے حتیٰ کہ اللہ نے اس کے اعضاء وجوارح بھی اس کے لئے مسخر کیے ہیں۔

دین اسلام:

اسلام کی بنیاد ایمان باللہ والیوم الآخر اور عبادت وبندگی ہے اگر کوئی دین اسلام کا دیگر ادیان سماوی سے موازنہ کرنا چاہے تو کرے اسے لیاقت وقابلیت وصلاحیت صرف اسلام میں ہی ملے گی۔

اللہ کے نزدیک یا اللہ تک جانے کا ذریعہ صرف اسلام ہے۔ اس دین کے داعی انبیاء تھے لہٰذا ہمارا ایمان ہے تمام انبیاء پر بغیر کسی تفریق کے ایمان لانا ایمان کا حصہ ہے بقرہ۔۱۳، ۲۸۵، العمران۔۸۴، میں آیا ہے۔ دین موسیٰ وعیسیٰ و دیگر انبیاء سے مطابقت تام رکھتا ہے کیونکہ تمام انبیاء اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ اسلام تمام بشریت کے لئے اور تمام نژاد کیلئے آیا ہے۔ اسلام تمام عشائر وقبائل پر صدق آتا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ کا خطاب نصاریٰ سے اور اسی طرح حضرت موسیٰ کا خطاب ہمیشہ بنی اسرائیل سے ہی رہا ہے جبکہ حضرت محمدؐ کے خطاب میں

یا ایھا الناس یا ایھا الانسان ' آتا ہے۔

اسلام دین عقل و منطق اور حجت و برہان کا دین ہے۔ اسلام دھوکہ، اکراہ و تسلط کا دین نہیں ہے، اسلام دین جابرین فراعنہ نہیں ہے جو اپنی رعایا پر تسلط جماتے ہیں اور رعایا کو اپنا غلام گردانتے اور رعایا سے کہتے ہیں ہم رب اعلیٰ ہیں۔ اسی طرح اسلام دین سحر، جادو، شعبدہ نہیں ہے جو لوگوں کے حواس پر غالب آئے اور رعایا کو مثل گلہ گوسفند چلائے۔

لہٰذا اللہ نے اپنے نبی خاتم سے فرمایا آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں سورہ غاشیہ آیت ۲۲ آیات ساطع و روشن ہے ہدایت ضلالت سے روشنی ہوگی سورہ بقرۃ آیت ۲۵۶ اسلام اپنے ماننے والوں کا حکم ہے اسلام اندھی تقلید اور عقل کو مفلوج و ناکارہ بنانے والے اقدامات سے منع کرتا ہے سوراہ اسراء آیت ۳۶، جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کی پیروی مت کرو، جو چیز عقل و منطق اور دلیل و برہان کے بغیر ہو نہ مانو۔ سورہ یونس آیت ۲۴ میں آیا ہے یعنی قیامت تمام لوگوں پر ہوگی کوئی رات میں ہونگے کوئی دن میں ہونگے قرآن کریم میں قیامت کے دن کو مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے سورہ نجم آیت ۵۷، قارعہ ۱، زلزلہ ۱ تا ۳، واقعہ ۱ تا ۳، اس دن مومنین کی شان بلند ہوگی کفار و مشرکین ذلیل و خوار ہونگے انفجار و نابودی کائنات کو طاری ہوگی اس وسیع و عریض مملکت کو لپیٹا جائے گا اور چاند و سورج سمیت ہر چیز ختم ہو جائے گی۔ اس دن جو کتاب بندگان الٰہی کو پڑھنے کے لئے دی جائے گی اس میں وہ اپنی دنیا کی گذشتہ زندگی کے قول و فعل و نیت، سب لکھے ہوئے پائیں گے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ قول و فعل کا لکھا ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن یہ نیت کیسے ریکارڈ یا اندراج میں آئے گی جو چیز انسان نیت کرتا ہے تو اس کے آثار

چہروں پر نمودار ہوتے ہیں اور ایسا نہ بھی ہو تو بھی اللہ سے کسی کی نیت پوشیدہ نہیں رہتی۔

اثبات حقانیت دین و فرق:۔

ا۔اثبات حقانیت دین کے دلائل اثبات وحقانیت فرق ومذاہب سے مختلف ہیں۔دین اسلام چونکہ الٰہی دین ہے وہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس دین کا سلسلہ کسی نوابغ روزگار سائنسی وزاہد وعابد کو نہیں جاتا،جس طرح شیعہ مذہب کی برگشت امام جعفر صادق کو جاتی ہے،اہل سنت کی برگشت امام اربعہ کو جاتی ہے اصول میں اشعری ماتریدی کو جاتی ہے۔اسماعیلی مذہب کی برگشت ابی الخطاب اسدی میمون دیصانی کو،فاطمی کی عبداللہ مہدی کو جاتی ہے۔نذاری کا نسب حسن سباء سے ملتا ہے آغاخانیوں کا نسب حسن شاہ سے،قادیانیوں کا غلام احمد سے بابیوں کا نسب علی شیرازی سے اہل حدیث کا محدث دہلوی سے،بہائیوں کا نسب محمد علی بہا سے ملتا ہے لیکن اسلام کا نسب کسی امام وصحابی حتیٰ نبی سے بھی نہیں ملتا۔نبی نے اسلام نہیں بنایا ہے بلکہ اللہ کے بھیجے ہوئے اسلام کی تبلیغ واعلان کیا ہے۔اسلام اللہ کا بھیجا ہوا ہے نبی کا بنایا ہوا نہیں۔ان سب مذاہب کی تاریخ کی بنیاد سب کو پتہ ہے اور یہ سب کے سب بے سروپا وبے بنیاد ہیں۔اس دین کو اللہ نے بھیجا ہے اللہ نے فرمایا میں اس دین کو قبول کروں گا لیکن لوگوں کے گھڑے ہوئے مذہب کو قبول نہیں کروں گا۔ہمیں دین اللہ کو ثابت کرنے کیلئے قرآن سے ثابت کرنا ہوگا چونکہ اللہ نے جو دین بھیجا ہے وہ اس قرآن میں موجود ہے اس کے اصول وفروع،صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ اور جہاد وقتال سب قرآن سے ثابت ہوتے ہیں،آیات محکمات سے ثابت ہوتے ہیں

جس میں کسی قسم کے شک وتر دد کرنے کی گنجائش نہیں اگر یہاں کسی نے اختلاف والی آیات کو پیش کیا اور پھر ان سے اپنا مطلب نکالنے کے لئے روایات سے استدلال کیا تو وہ ایک مشکوک عمل ہوگا کیونکہ روایت سے خود مسلمان قانع نہیں ہوئے چہ جائیکہ غیر مسلمین اس سے قانع و مطمئن ہو جائیں۔ اسی طرح جس نے روایت سے تمسک کیا کہ آیات میں یہ مطلب واضح نہیں ہے اور وہ اس کے مطلب کے بارے میں متشابہ ہیں تو وہ جان لے کہ یہاں آیات متشابہات سے استدلال کرنا علامت نفاق ہے جیسا کہ سورہ آل عمران آیت ۷ میں آیا ہے۔

۲۔ دین کی کسی چیز کو ثابت کرنے کے لئے دوسری دلیل عمل رسولؐ ہے۔ رسولؐ نے اس دین کی تبلیغ کے لیے تیئس سال میدان عمل میں گزارے ہیں لہٰذا اس کا تقاضا ہے کہ روایت اپنی جگہ متواتر ہو اسے سب نے دیکھا اور سنا ہو۔ وہ افراد جو اپنے مدعیٰ کو ثابت کرنے کیلئے روایت مخدوش ومشکوک سے استناد کرتے ہیں انھیں چاہیے روایت کو اس سانچے سے گزاریں جو سانچے اور ایکسرے اس مقصد کیلئے بنائے گئے ہیں۔ اس قسم کے استدلال کو علماء منطق نے برہان کہا ہے استدلال برہانی کا مطلب یہ ہے کہ بطور مستقیم دلیل قائم کریں اور بتائیں یہ مدعیٰ ہے اور یہ دلیل ہے۔ جو فرق ومذاہب اپنے مدعیٰ پر دلیل جدل پیش کرتے ہیں قرآن کریم ان کے اس قسم کے استدلال کو پسند نہیں کرتا۔ بعض سنی مذہب سے شیعہ مذہب ثابت کرنے کیلئے کہتے ہیں یہ روایت سنی کتابوں میں ہے جیسے کہ امام مہدی اور متعہ کو صحیح مسلم سے ثابت کرتے ہیں۔

دین اسلام کے اصول اپنی جگہ مسلمہ اصول پر استوار:۔

۱۔ دین اسلام کے اصول تصور کائنات پر قائم ہیں یعنی انسان جب کائنات کا تصور کرتا ہے تو خود اور مناظر کو غنی بالذات نہیں پاتا بلکہ خود اور کائنات ، اپنے وجود اور بقاء دونوں میں کسی ہستی کے نیاز مند نظر آتے ہیں نیز ہر چیز زوال پذیر نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک وجود پر غنی غیر محتاج سے وصل پاتے ہیں جو اپنے وجود میں کسی اور کا نیاز مند نہیں ہے۔

۲۔ کائنات میں انسان سب سے اشرف وافضل نظر آتا ہے یہاں تک کہ قرآن کریم میں اس کو افضل واشرف قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ انسان اپنے وجود میں اکائی نہیں بلکہ دو یعنی جسم وروح دونوں رکھتا ہے۔ اسلام دین یہود ونصاریٰ جیسا نہیں جو ایک جہت پر توجہ مرکوز کرتے ہیں جبکہ اسلام نے دونوں کا خیال رکھا ہے۔

۴۔ اسلام ایک دین عالمی وبشری ہے جس میں ایک انسان دوسرے پر کسی قسم کے امتیازات نہیں رکھتا بلکہ اس نے تمام بشر کو یکساں نظر سے دیکھا ہے۔

۵۔ اسلام سوائے خالق متعال کسی اور کے سامنے خضوع وخشوع کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

۶۔ دین اسلام کے عقائد واعمال فطرت انسانی سے متصادم ومتعارض نہیں ہیں۔

۷۔ دین اسلام موافق باعقل ہے عقل سے متصادم نہیں ہے۔

۸۔ دین اسلام کے عقائد وحی خالص سے متصادم نہیں۔

۹۔ دین اسلام کے مصداق قرآن اور محمدؐ کے علاوہ نہیں ہیں حجت قرآن ومحمدؐ کے بعد ختم ہوئی ہے۔

دین اسلام کے چند ابعاد:۔

مصادر اسلام عربی میں ہیں لہذا دیکھا جاتا ہے نزول قرآن کے وقت یہ کلمہ عربی میں کن معانی میں استعمال ہوتا تھا کیونکہ فرقوں نے لغت کو خراب کیا ہے۔

فرقوں نے اپنی کمزوری چھپانے کیلئے اہلبیت کی محبت اور خلفاء پر سب وشتم میں غلو آمیز حدیث ،قصہ کہانیوں اور فریق مخالف پر لعن وسب وشتم کی سنت کو اپنایا ہے۔ان کے اس عمل نے فضاء اسلامی کو آلودہ کیا اور قریب انفجار اور دھماکہ خیز صورت حال پیدا کی ہے۔اس صورت حال نے اسلام کو بے دین ولامذہب اور سیکولروں کی لعن طعن اور بدگمانی کا نشانہ بنایا ہے۔ہم دیکھتے ہیں اجتماعات عمومی ہوں یا خصوصی،توقف گاہ اور وسائل نقل میں ردیف کرسیوں پر بیٹھنے والے ایک دوسرے کو فرقہ کے ذریعے تعارف کرنے سے ہچکچاتے ہیں احتیاط کرتے ہیں خاص کر فرقہ شیعہ کے لوگ اپنے آپ کو کسی جگہ بھی متعارف نہیں کرا سکتے۔اس کی بنیادی وجہ فرقوں کی اسلام سے دوری ہے۔نزاع وخصومت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ سب سے متعصب ومتشدد فرقے بھی اجتماعات عام میں ایک دوسرے کو اپنا تعارف اسلام سے نہیں کروا سکتے ہیں۔ایک دفعہ میں حرم شریف میں بہت پیاس کے عالم میں پانی کے پاس پہنچا ایک بزرگ وہاں پانی پینے کیلئے بیٹھے

ہوئے تھے ہم سے پوچھا کہاں سے ہو۔میں نے کہا پاکستان سے، کہنے لگے پاکستان میں کس فرقے سے تعلق رکھتے ہو میں نے کہا مسلمان ہوں۔انہوں نے کہا مسلمان ہونے کا کیا مطلب ہے اگر شیعہ ہو تو کافر ہو۔ دوسرا موقع اس وقت آیا جب حرم نبوی میں نماز کی صف میں ایک اماراتی شیعہ بیٹھا ہوا تھا میں نے اسے سلام کیا اس نے ہم سے پوچھا پاکستان میں کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہو میں نے مسلمان کہا تو اسے غصہ آیا۔غرض فرقے والے مسلمان نہیں کہلواتے حتیٰ فرقہ واریت سے زخم التیام کھانے والے بھی اسلام سے تعارف کرنا جرم سمجھتے ہیں خود فرقہ واریت کے داعی ہیں، حالیہ ۱۴۳۸ھ کی مردم شماری میں بعض جگہ زبانی پوچھتے تھے شیعہ ہو یا سنی بلکہ ہر ایک کو فرقے سے تعارف کراتے ہیں۔اس کی مثال ہم سعودی عرب کے دواماموں، حرم مدینہ اور حرم مکہ کے خطبات سے دیں گے۔

ہاشمی رفسنجانی رئیس جمہوریہ اسلامی ایران اپنے دور حکومت میں ایک دفعہ مسجد نبوی میں پہنچے تو مسجد نبوی کے امام جمعہ نے اپنے خطاب میں شیعوں کو کافر کہا جس پر ہاشمی رفسنجانی اسی وقت بطور احتجاج صف نماز سے اٹھ کر چلے گئے، اخباروں نے اس خبر کو شہ سرخیوں میں شائع کیا لیکن مزید معلومات ہمیں میسر نہیں ہوسکیں۔دوسری مثال ۱۴۳۶ھ رجب المرجب کو امام کعبہ شیخ خالد الغامدی دنیا اخبار ۷ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ صفحہ ۸ پر آیا ہے جسمیں امام کعبہ نے فرمایا سعودی اور ایرانی سب بھائی بھائی ہیں۔یقیناً سعودی حکومت شیعوں کو اپنا بھائی نہیں سمجھتی جس طرح اہل ایران عام حالات میں سعودیوں کو اپنا بھائی نہیں سمجھتے۔اس طرح ہمارے ملک کے بڑے جید و ممتاز قائدین علامہ راجہ ناصر، امین شہیدی، آغا ساجد وغیرہ تعصب فرقی کو ابھارتے اور کوشش

کرتے ہیں کہ شیعہ ووٹ کسی مذہبی جماعت کو نہ جائیں سیکولرو لادینی جماعتوں کو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ رجب ۱۴۳۷ھ کے مہینے میں کراچی کے ضمنی انتخابات میں انھوں نے اپنا ووٹ تحریک انصاف کو دیا۔تحریک انصاف کے سربراہ نے اپنے انتخابی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے وحدت المسلمین ،اسماعیلی اور قادیانیوں کا شکریہ ادا کیا گویا شیعہ اہل بیت کے نمائندے اس فیصلہ کن موقع پرتحریک انصاف ،اسماعیلیوں،قادیانیوں کی صف میں کھڑے تھے۔

حلقہ۱۲۲کے ضمنی انتخاب میں بھی وحدت مسلمین نے ملحدین سے اتحاد کیا تھا یہی لوگ جب منبر پر یا ٹی وی پر آتے ہیں تو مسلمان بھائی بھائی کا نعرہ لگاتے ہیں لیکن جب مسلمانوں اور ملحدین کی جنگ ہوتو ملحدین کا ساتھ دیتے ہیں۔راجہ ناصر صاحب کے دل میں مذہبی جماعتوں کے بارے میں اتنی غلاظت بھری ہوئی ہے کہ انھوں نے پشاور آرمی سکول میں ہونے والے دھماکے کے بارے میں سیکولروں کی حمایت میں کہا یہ دھماکہ سیکولروں نے نہیں کیا ہے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فرقے ایک دوسرے سے کتنی نفرت رکھتے ہیں۔اس کی ایک تیسری مثال بعض علماء ومشائخ کی ہے جوخود کو دینی رہنما سمجھنے والے ہیں وہ اگست ستمبر اکتوبر ۲۰۱۵ء میں شاہراہ دستور پر ضد اسلامی حرکات کا مظاہرہ کرنے والے عمران خان کی تحریک میں شامل ہوئے اور دوسری طرف سیرت کانفرنس میں عمران خان کے ساتھ پریس کانفرنس کی اور باور کرانے لگے کہ ہم دو چہرے والے مسلمان ہیں اس صورت حال میں ملک کا انجام خطرے میں ہے۔فرقوں میں ایک دوسرے کے احترام کی گنجائش ختم ہوگئی ہے اور وہ ملحدین وکافرین اور صلیبیوں سے قریب ہو گئے ہیں۔جبکہ آخرت کے حوالے سے ایک دوسرے کو جنتی وجہنمی کہتے ہیں۔معتزلہ اللہ کی

صفات، علم، قدرت، حیاۃ کوزائد بر ذات سمجھتے ہیں۔ بندے کواپنے فعل اپنے فعل میں آزادوخود مختار سمجھتے ہیں انہیں قدریہ کہتے ہیں۔

قدریہ کانظریہ ہے کہ اصحاب جمل علی، طلحہ، زبیرام المومینن عائشہ میں سے کسی کوبھی فاسق نہیں کہہ سکتے ہیں لیکن ان کایہ بھی کہنا ہے کہ دونوں کی شہادت یعنی گواہی بھی مردود ہے ممکن ہے ان میں سے بعض کے نزدیک یہ دونوں ہی جہنمی ہیں۔

اہداف عقیدہ اسلامیہ: تالیف محمد بن صالح عثمین ص ۴۳

عقائد عقد سے ماخوذ ہے، عقد گرہ کوکہتے ہیں۔گرہ دوچیزوں کے جوڑنے کوکہتے ہیں۔ انسان اس دنیامیں مستقل نہیں رہ سکتے ہیں بلکہ طبیعت سے جڑے رہتے ہیں جوکچھ ہے یہی طبیعت ہے، یاوہمیات وخیالات سے جوڑتے ہیں یامبداء کائنات خالق حقیقی سے جوڑتے ہیں نیز اللہ اوراس کی طرف سے مبعوث نبی ورسول اوراور قیامت کے بارے میں جوتصورات ذہن میں رکھتے ہیں ان تصورات کوعقائد کہتے ہیں۔ان کے بارے میں تحقیق اور جزم کرنے کے بعد دل سے جوڑیں گے توپھر کوئی اس گرہ کوکھول نہیں سکتا اسے عقیدہ کہتے ہیں، جوعقائد وہمیات وفرضیات وتوہمات کسی دباؤ کی ساخت ہوتے ہیں۔ایسے عقائد اگرظنیات، فرسودگیات اور تقالید سے حاصل ہوں تویہ نتیجہ خیز وثمرآور ومفید اورحیات بخش نہیں ہوں گے کیونکہ یہ عقائد یا وہمیات سے ہوتے ہیں یاخیالات جامدات لاشعوریات مسخرات سے ہوتے ہیں وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا ہے۔ذیل میں ہم ان اہداف کوبیان کریں گے۔

۱۔عبادت خالص اللہ کے لئے مخصوص ہے کیونکہ کائنات میں انسان کا نفع اور نقصان روکنے کی طاقت وقدرت اس کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں۔انسان جو عبادات بجالاتے ہیں وہ قرآن اور سنت قطعی رسول اللہؐ سے ثابت ہونی چاہئیں انسان اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کرسکتا ہے۔

۲۔اسلامی عقائد ہر قسم کے عقائد فاسد یا خرافات وضالات ومادیات سے آزاد کرنے کی خاطر ہوتے ہیں۔

۳۔غور وفکر انسان سے ہر قسم کے کرب واضطراب وبے چینی کو دور کرنے کی خاطر ہوتا ہے۔

فرقے مقابل دین اسلام:۔

فرقوں کا ادیان باطلہ وملحدہ سے تقابل کرنے کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ کیا ادیان باطلہ، عقائد وافکار ونظریات کی حد تک فرقوں میں نظر آتے ہیں اور کیا فرقے اپنے عقائد وافکار و نظریات وثقافت وبود وباش میں ادیان باطلہ سے ملتے ہیں یا اسلام سے یہاں سے واضح ہوگا کہ ان کو ابن نصاریٰ، ابن یہود یا ابن مجوس کہنا درست ہوگا یا ابن اسلام۔ ہمارا اگلا مرحلہ فرقوں کا دین اسلام سے تقابل ہے۔یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ فرقے جنہیں فرق مسلمین کہتے ہیں ان میں اسلام کے کتنے اصول وفروع کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ بحث وتحقیق اور تمیز وتشخیص کے لئے ضروری ہے کہ زیر بحث چیز کے لغوی اور اصطلاحی معنوں کے ساتھ ساتھ عناصر ترکیبی

اور مشخصات خارجی سے آگاہ ہوا جائے تاکہ ہم دین اسلام کا دین مسیحیت ویہودیت ومجوسیت و بوذیت وثنیت وغیرہ سے موازانہ کرسکیں۔

فرق مشبہ:۔

ہم نے ادیان باطلہ کو پڑھا تو ان کے عقائد ان نقاط میں پائے جاتے ہیں۔

ا۔ تصور الوہیت بالکل باطل وبے بنیاد ہے جیسے عقائد طبعیین، دھریین، صو فسطائیین، مارکسیین، ڈارونیین وغیرہ کے عقائد کسی بھی شخص کیلئے قابل ادراک وفہم نہیں۔ انہیں صرف مخصوص افراد جانتے ہیں جیسے اقانیم مسیحی نظریہ صلب وفدا، سکوک غفران، عشاءربانی ہے یہ کسی کی سمجھ میں آنے والے عقائد نہیں یہاں تقلید محض ہے اور سر تسلیم خاضع کرنا ہے۔ عقائد اسماعیلیہ، حلولیہ، امامیہ بھی ایسے ہی ہیں جیسا کہ کہتے ہیں معرفت امام ناممکن ہے۔

۲۔ عقائد ادیان باطلہ میں اللہ کو انسان کے اعضاء وجوارع سے شباہت دی ہے اللہ کی آنکھ ایسی ہے، کان ایسے ہیں، قد اتنا ہے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں پاؤں ایسے ہیں یہ یہودیوں کا عقیدہ ہے۔ دیکھنا ہے کیا یہی عقیدہ مسلمانوں میں بھی پایا جاتا ہے یا نہیں۔ آپ کو نظر آئے گا مسلمانوں میں جو فرقہ ایسا عقیدہ رکھتا ہے انہیں مشبہ کہتے ہیں۔ فرقوں میں ایسا عقیدہ رکھنے والے کتنے ہیں، یقیناً جو اس قسم کا عقیدہ رکھیں گے ان کو فرق اسلامی نہیں کہیں گے کیونکہ اسلام میں اللہ کیلئے کہا 'لیس کمثل شئ' ۔ عقائد ادیان باطلہ میں ایک عقیدہ انکار معاد ہے حیات مابعد الموت ہے، جہنم جنت نامی کوئی چیز نہیں جنت یہی ہے جہنم یہی ہے یہ عقیدہ ہندو براہمہ سے نکلا

ہے۔

۳۔انکار معاد: دیکھیں کیا مسلمانوں میں انکار معاد کا عقیدہ رکھنے والے ہیں یا نہیں۔انکار معاد کرنے والوں کی کیا شناخت ہے؟ان کو تناسخہ کہتے ہیں روح انسان اسی دنیا میں گردش کرتی رہتی ہے،ایک انسان سے دوسرے انسان میں منتقل ہوتی رہتی ہے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو حلولی کہتے ہیں، یہ عقیدہ مسلمانوں کے کتنے فرقوں میں ہے دیکھنا ہوگا۔

اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین ص ۸۱ پر فرقوں کے اہداف وغایات میں انہدام تمام ابعاد اسلام ہے انہوں نے اسلام کے ہر اصول وفروع میں سے کسی چیز کو نہیں چھوڑا جسے انہوں نے نشانہ نہ بنایا ہو۔اب دیکھتے ہیں انہوں نے کہاں کہاں اور کس کس چیز کو نشانہ بنایا ہے۔

۱۔خود ذات باری تعالیٰ کو مختلف زاویوں سے نشانہ بنایا ہے۔

امام فخر الدین رازی نے اپنی کتاب فرق مسلمین میں لکھا ہے بعض فرق مسلمین نے اللہ کو مخلوقات سے یا مخلوقات کو اللہ سے تشبیہ دی ہے۔اللہ کو تشبیہ دینے کا آغاز یہود نے کیا ہے۔ قرآن کریم اور نبیؐ ان کے اس قسم کی تشبیہ کی رد میں آئے ہیں (سورہ شوریٰ آیت۔۱۱، انعام۔ ۱۹)۔مسلمانوں میں اس تشبیہ کو فروغ دینے کی بنیاد رکھنے والے چند فرقے ہیں۔انہی میں بیان بن سمعان ہے جس نے اللہ کے لئے اعضاء وجوارح ثابت کیے ہیں۔

تناخیہ:۔

معجم فرق اسلامیہ ص ۷۰ پر آیا ہے تناسخ یعنی ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونا۔ یہ روح انسان کے ایک جسم سے نکلنے کے بعد دوسرے جسم میں منتقل ہونے کے معتقد ہیں۔اس فکر کی بنیاد رکھنے والا عبداللہ بن حارث اہل مدائن تھا۔اسکا کہنا تھا یہ نقل وانتقال ہمیشہ اسی طرح جاری رہے گا۔اس فکر کے قائل منکر قیامت ہیں۔ان کا کہنا ہے ہر ایک کی قیامت یہیں اسی دنیا میں ہوگی۔اگر اچھے ہیں تو ان کی روح اچھے انسانوں میں منتقل ہوتی ہے اور اگر برے انسان ہیں تو برے میں منتقل ہوتی ہے۔اس فکر کی بازگشت براہمہ کو جاتی ہے ان کے نزدیک جسم روح کے لئے لباس کی مانند ہے۔ان کا عقیدہ ہے قیامت کے دن سزا وعقاب وراحت وسرور وآرام و سکون اسی دنیا میں ہوگی اس کی برگشت براہمہ کے فرقہ تناخیہ کو جاتی ہے۔عقیدۂ تناسخ کی ساخت وبافت کافرین وملحدین، ظالمین وجابرین، استحصال کنندگان اور استعمارگران کی ہے جنہوں نے اپنے ہم نوع انسانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ گرائے ہیں ہر قسم کا آرام وراحت وسکون چھینا ہے ان کی زحمتوں سے وہ زندہ رہتے ہیں ان کی عیاشیوں کیلئے یہ بیچارے مرجاتے ہیں۔آخر یہ لوگ بھی انسان ہیں، مملکت انسان کے اندر عضو رئیسی جس کا نام قلب ہے قلب کا کام ہے گردش کرنا اوپر نیچے ہونا ہے۔بعض اچانک سوچتے ہیں کہ میری زحمتوں سے یہ عیش ونوش کررہے ہیں ان کے آرام وراحت کیلئے میں مر رہا ہوں، اس کی کیا منطق ہے؟ یہ ان کے ذہن کا ایک سوال ہے جب یہ سوال ظالمین کے کانوں تک پہنچا تو ان کو سوچنا پڑا کہ ان کو کیسے سمجھائیں تو ابلیس نے

انہیں یہ سکھایا ان کو یہ بتاؤتم اگر مر جاؤ گے تو ہم جیسے بن جاؤ گے۔ ہمارے لئے زحمت کرنے والے مرنے کے بعد ہمارے جیسے بنتے ہیں۔ دنیا کے دو تہائی انسان اس جال شیطانی میں پھنس کر مر جاتے ہیں۔ یہ فکر تنہا ادیان باطلہ وفاسدہ میں نہیں صرف فرق مسلمین میں نہیں بلکہ ہمارے ملک کے برسر اقتدار دینی ولا دینی رہبران میں بھی ہے۔ ان کے اقتدار اور عیش ونوش کیلئے باقی سب گھسیٹے جا رہے ہیں اور یہ بد بخت انسان یہ سوچتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں خادم اور ان کو مخدوم بنایا ہے۔

اگر انسان کافر وملحد ہے اور کسی قانون وآئین کا پابند نہیں ہے تو اس کے لئے ناگزیر ہے وہ تناسخ کا قائل ہو جائے ورنہ وہ استحصال کرنے والے انسانوں کے غیض وغضب سے نہیں بچ سکیں گے۔ وہ کہتے ہیں یہ ان کی کم عقلی وکم فکری کی وجہ سے ہے اگر تم ہم جیسا بننا چاہتے ہو تو ہماری خدمت کرو تا کہ تم ایک دن ہماری شکل میں آؤ۔ اس فکر کو حسن صباح اسماعیل نزاری نے قلعہ الموت میں رواج دیا ہے۔ اس کے تحت اس نے اپنی جنت ودوزخ بنائی ہے۔ اس کا کہنا ہے جو ہمارے راستے میں قتل ہوتا ہے وہ مرتا نہیں۔ شیعوں میں اس فکر کی بنیاد ابی الخطاب اسدی نے رکھی ہے۔

ان کے بقول ان کے اہداف کی خاطر مرنے والوں کو شوق وذوق دلاتے ہیں۔ انسانوں میں دوسرے انسان کو دھوکہ دینے کی اس سے بڑی مثال نہیں ملتی کہ ایک انسان دوسرے انسان کی خاطر مر جائے۔ اس فکر کو مسلمانوں میں قوم پرست زیادہ اٹھاتے ہیں۔ جہاں

وہ کہتے ہیں جولوگ اپنی قوم کے کام آتے ہیں وہ مرتے نہیں ہیں۔ یہ بھی ایک بڑا دھوکہ ہے ایک انسان عاقل کے پاس اس کا کوئی جواز نہیں کہ ایک انسان جس کا حیات آخرت پر ایمان نہ ہو، جزا وسزا، جنت وجہنم پر ایمان نہ ہو وہ اپنی جان کو کسی اور کے لیے یا قوم یا اجتماع کے لئے قربان کرے اُس کا یہ عمل کس منطق کے تحت صحیح قرار پائے گی۔ آخرت پر ایمان تیسری اصل میں سے ہے جس کے وقوع کے بارے میں آیات محکمات ہیں۔

اس سلسلے میں ان کے عقائد یہ ہیں۔

۱۔ اہل بیت وآئمہ کے فضائل کے نام سے ایک باب تناسخ ہے جس کے تحت وہ منابر پر کہتے ہیں ہمارے آئمہ خلقت کائنات سے پہلے موجود تھے پھر وہ تناسخ ہوتے ہوئے عبدالمطلب کی پشت میں منتقل ہوئے پھر یہ نور منتقل ہوتے ہوئے ایک عبداللہ سے اور دوسرا ابوطالب کی پشت سے نکلا اسی لیے انکا کہنا ہے کہ علی اور محمدؐ ایک نور سے تھے۔

۲۔ ان کا نور خلقت کائنات سے پہلے تھا۔

۳۔ وہ تمام انبیاء کے ساتھ تھے۔

۴۔ ان کے ائمہ حضرت محمدؐ کے بعد روئے زمین پر اللہ کی حجت ہیں۔

۵۔ کائنات ان کے لئے خلق ہوئی ہے۔

۶۔ عقیدہ تناسخ کے ساتھ عقیدہ حلول ہے یعنی اللہ اپنے بندے میں حلول کرکے دنیا میں نزول فرماتے ہیں فرق مسلمین میں سے بعض فرق عقیدہ حلول رکھتے ہیں کتاب موسوعۃ میسرہ ص ۱۰۰۰ پر آیا ہے یہ عقیدہ نصاریٰ کا ہے جہاں ان کا عقیدہ ہے اللہ لاھوت سے ثالوث

میں حلول ہوا ہے مسلمانوں میں اس فکر کی ابتداء صوفیوں سے ہوئی ہے اس کے بعد غلات شیعہ نے اس عقیدے کو اپنایا ہے، گرچہ اشاعرہ اس عقیدے کی تصریح نہیں کرتے لیکن ان کا اصرار ہے کہ مجدد علم غیب جانتے ہیں اور کائنات پر تصرف رکھتے ہیں۔ اسی سے ملتی جلتی فکر کے تحت شیعہ کہتے ہیں ائمہ کی ولادت نہیں ہوئی بلکہ ظہور ہوتا ہے۔

مصادر اسلام:۔

مصادر اسلام قرآن اور سنت محمدؐ ہیں۔ ان دونوں میں سے بھی اولیت قرآن کو حاصل ہے کیونکہ قرآن دلیل نبوت حضرت محمدؐ ہے اگر قرآن نہ ہوتا تو نبوت محمدؐ خود ثابت نہیں ہوتی چہ جائیکہ آپؐ کا فرمان دین کے اصول وفروع کے لئے دلیل بن جائے۔ لہذا حجیت قرآن ذاتی و اصولی ہے دوسرا مصدر سنت حضرت محمدؐ ہے سنت حضرت محمدؐ کی حجت قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہے۔ جہاں قرآن میں کسی بات کے بارے میں آیت نہ ہو وہاں سنت حضرت محمدؐ حجت ہو گی۔ لیکن سنت کو معائر ومقائس سنت شناسی سے گزارنے کے بعد ہی سنت حجت ہو گی۔

ان فرقوں کی طرف سے قرآن کریم کو پہلا مصدر شریعت اسلام قرار دینے کی وجہ اعزاز و افتخار اور تبرک کے لئے ہے گرچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب صادر من اللہ ہونے کی وجہ سے حامل اعزاز وافتخار ہے۔ سنت وسیرت علماء فرق سے نظر آتا ہے ان کے نزدیک اصل اہمیت حدیث واجماع کو حاصل ہے انکا یہ تصور حقیقت اور واقیعت کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے کیونکہ علماء نے قرآن کو مختلف حیلہ بہانے سے کونے پر لگایا ہے بلکہ اس کو حدیث سے باندھا ہے۔ وہ اسے

روایات کے توسط سے حجت گردانتے ہیں حدیثی اور اخباری کمال بے شرمی کے ساتھ لکھتے اور بولتے ہیں تفسیر قرآن بغیر روایت وحدیث صحیح نہیں ہے۔ اگران سے پوچھا جائے اس کی دلیل کیا ہے تو قانع نہیں کر سکتے جبکہ فرقوں کو قرآن پیش کرنے سے چڑ ہے شیعہ فوراً کہتے ہیں کہ تم توحسبنا کتاب اللہ والے ہو سنی کہتے ہیں تم قادیانی و پرویزی ہو۔ ان باتوں سے اندازہ ہوتا ہے ان فرقوں کی نظر میں قرآن کو پہلا مصدر قرار دینا اعزازی وافتخاری وتبرکاتی ہے ۔

ا۔ روئے زمین میں اہل اسلام کے نزدیک قرآن سے زیادہ معتبر وموثق ومعتمد، ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ومنزہ اور قرآن سے زیادہ عظیم وقدیر کوئی کتاب نہیں ہے۔ مسلمان اپنے تمام اختلافات وتنازعات، قومیات ولسانیات ومذہبیات اور عداوات دیرینہ وجاہلانہ پر عمل پیرا ہونے کے باوجود قرآن کے علاوہ کسی بھی چیز پر اتفاق نہیں رکھتے حتیٰ سنت رسول اللہ پر قرآن جیسا اتفاق نہیں ہے، لیکن وہ مقام استناد واستدلال کے موقعہ پر قرآن لانے سے اتنا ڈرتے ہیں جس کی کوئی حد نہیں۔

سب کا اتفاق ہے یہ کتاب اپنے حروف، کلمات، جملات، ترکیبات آیات، ترتیب آیات اور سوروں تک میں کسی بشر کا دخل نہیں حتیٰ رسول اللہ کا بھی نہیں۔ یہ کتاب جیسا کہ قرآن میں تکرار سے آیا ہے" تنزیل من رب العالمین " حکیم علیم رب کی طرف سے بتوسط رسولؑ ہے اور یہ امین نبی کریمؐ پر نازل ہوئی ہے اس قرآن کے نزول سے بعثت محمدؐ کا آغاز ہوا ہے۔

ا۔ یہ کتاب سعادت وہدایت، منہج حیات، اصول اعتقادات، اصول ایمان، زندگی نامۂ دنیا وآخرت، معیار ومیزان ثواب وعقاب وجزاء وسزا، جنت ونار، سعادت وشقاوت، علم وعمل،

نجات وہلاکت اوراصولی اتحاد واختلاف میں مصدر وماخذ ہے۔

۲۔اس کتاب میں جنگ وامن، خشک وتر، حلال وحرام، طہارت ونجاست، عبادات ومعاملات، اقتصادیات واجتماعیات، سیاسیات و اخلاقیات، تعاونات و تفارقات کے علاوہ حقوق وفرائض مولا ومولی، مرد وعورت، باپ بیٹا ورشتہ دار وہمسایہ سب بیان ہوئے ہیں یہ کتاب تبیان کل شئی ہے۔لیکن عمداً کہتے ہیں قرآن میں تمام احکام نہیں قرآن سب کی سمجھ میں نہیں آتا ہے اب ہر مسلمان کو ازخود قضاوت کرنا ہوگی کہ کیا کسی مسلمان کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ اللہ کی گواہی پر کسی انسان کی گواہی کو ترجیح دے گرچہ وہ نبی، امام، صحابی، خلیفہ ہی کیوں نہ ہو چہ جائیکہ قرآن اور محمدؐ کی مخالفت کرنے والوں کی گواہی تسلیم کریں اور اللہ کی گواہی مسترد کریں۔

۳۔سنت رسول اللہؐ پر تمام فرق مسلمین کا اتفاق ہے کہ اس میں احادیث احاد، صحیح، حسن اور ضعیف وموضوع سب پائی جاتی ہیں۔آپؐ نے ۲۳ سال اس امت کی قیادت کی جس کے مظاہر جلی خاص وعام، عالم وجاہل اور مرد وعورت سب نے دیکھے ہیں نماز میں تعداد رکعات، صوم رمضان، حج وجہاد، ہجرت، انفاق وعطا اور اخلاق وسلوک کو دیکھنے کے بعد واجبات کا اگر ان احادیث میں بتائے گئے مستحبات سے موازنہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ واجبات بہت کم ہیں مگر حدیث سازوں نے مستحبات ان سے زیادہ بنا کر دین پر عمل کو دشوار بنایا ہے۔

شریعت الٰہی کے امتیازات وخصوصیات میں ہے کہ خالق انسان نے فطرت انسان سے ہم آہنگ آئین نازل کیا (روم۔۳۰) ۔فطرت انسان کے خمیر میں پوشیدہ کمالات ونقائص کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے لئے آئین وضع کیا گیا ہے۔

فرقوں کے مصادر:

مصادر فرق مجامع احادیث میں جمع احادیث ہیں آیئے دیکھتے ہیں آیا ان کتابوں میں موجود احادیث سے استناد ہوسکتا ہے، پہلے ان مجامع کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

مذاہب وادیان کے مصادر مختلف ہیں مذاہب وضعی کے مصادر اقوام وملل کی تاریخ اور نئ تحقیقات وتجربات اور قرار دادیں ہیں جبکہ ادیان کے مصادر کے لئے ضروری ہے وہ آسمانی ہوں۔تمام فرقوں کے مصادر زمینی ووضعی ہیں لہٰذا وہ قرآن کو بطور مصدر نہیں رکھتے ، چونکہ وہ مسلمانوں سے ٹوٹے ہیں لہٰذا اپنے وجود کی اسناد احادیث سے دیتے ہیں۔یہاں سے فرقوں کے لئے احادیث کم پڑتی ہیں، احادیث میں ایک حدیث پر دونوں متفق ہیں وہ حدیث ہے کہ نبیؐ کریم نے فرمایا کہ فرقے وجود میں آئیں گے۔اس بارے میں اصل حدیث اور متن دونوں کا حشر پہلے بتایا جاچکا ہے یہ دوسرا مرحلہ ہے جس میں کہ ان کے اعتقادات کے بارے میں احادیث پر بات کرتے ہیں یہاں پر پہلے کل احادیث جو مجامع میں ہیں اس بارے میں دیکھتے ہیں۔

کتب اربعہ:۔

استاد اسد حیدر کتاب امام صادق ومذاہب اربعہ کی ج ۲ ص ۳۲۲ پر لکھتے ہیں شیعوں نے دوسروں سے ہٹ کر جمع احادیث وتدوین حدیث میں سبقت کی ہے ان کے پاس مجموعہ ذخائر کتب اربعہ ہیں۔کتب اربعہ کے مآخذ اصول اربعماۂ ہیں جو ان چار کتابوں میں جمع ہیں۔اس

اصول اربعماۂ کے بارے میں آیت اللہ خوئی نے اپنی رجال کی ابتداء میں لکھا ہے ہمیں اس کی کوئی سند نہیں ملی ۔استاد اسد حیدر نے کتب اربعہ کی پہلی کتاب کافی کے بارے میں وہی باتیں گھڑی ہیں جیسی کہ صحیح بخاری کے بارے میں گھڑی گئی ہیں۔ لکھتے ہیں مولف کافی محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ ہجری نے یہ کتاب بیس جلدوں میں لکھی ہے اور پورے اقطار اسلامی سے احادیث جمع کی ہیں اس میں سولہ ہزار ایک سو نوے احادیث ہیں۔

ب۔ دوسری کتاب من لا یحضر الفقیہ ہے تالیف محمد بن علی بن حسین بابویہ قمی مشہور بہ شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ھ ہے اس میں پانچ ہزار نو سو تریسٹھ احادیث ہیں۔

ج۔تہذیب الاستبصار تالیف محمد بن حسن بن علی طوسی متولد ۳۸۵ھ متوفی ۴۶۱ھ ہے۔

استبصار میں ۱۵۵۱۱ احادیث ہیں۔

د۔تہذیب الاسلام میں تیرہ ہزار پانچ سو نوے احادیث ہیں۔

مندرجات کتب اربعہ بین صحت وسقم:

مجلّہ رسالہ اسلام صادر از دار التقریب بین المذاہب اسلام قاہرہ ۲۰ شمارہ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ ص ۳۸۹ علامہ استاد شیخ محمد جواد مغنیہ رئیس محکمہ شرعیۃ جعفریہ علیا بیروت ضروریات دین ومذہب امامیہ کے بارے میں لکھتے ہیں غیر شیعہ شیعہ پر ان احادیث سے احتجاج نہیں کر سکتے کہ جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔

ا۔کافی (کلینی)

۲۔من لا یحضر الفقیہ (صدوق)

۳۔الاستبصار

۴۔تہذیب الاسلام

ان میں صحیح وضعیف دونوں روایتیں پائی جاتی ہیں اس طرح ان کی کتب فقہ جو علماء نے لکھی ہیں ان میں خطا وصواب دونوں شامل ہیں۔شیعوں کے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں کہ جس پر ان کا عقیدہ ہو اس میں موجود تمام اول سے آخر تک حق وصحیح ہے قرآن مجید کے علاوہ احادیث جو کتب اربعہ میں ہیں وہ تمام حدیث جس طرح دوسروں کے لئے حجت نہیں خود ان کے لئے بھی حجت نہیں ہیں۔ہم اس سلسلہ میں مبالغہ گوئی نہیں کریں گے کہ کسی بھی مذہب کے پاس سالم حدیث نہیں ہیں تمام کتب احادیث جھوٹ اور دخل اندازی سے سالم نہیں ہیں۔

احادیث شیعہ:۔

شیعہ اور اہل حدیث دونوں کا ہدف اور طریقہ کار ایک ہی ہے جو فلسفۂ فرق ومذاہب کے تحت ایک دوسرے کی ضد میں مخالف نمائی کرتے ہیں حتیٰ کہ اصطلاحات بھی الگ الگ رکھتے ہیں۔اہل حدیث نے اپنا نام اہل حدیث رکھا جبکہ شیعوں نے اپنا نام اخباری رکھا ہے لیکن دونوں کا مقصد حدیث کے نام سے قرآن کو کنارے پر لگانا اور سنت رسولؐ کو پیچھے کر کے اسلام کو قصہ کہانیوں کے ذریعے مطعون بنانا ہے۔دونوں کے اہداف وطریقے اور ان کے ماجرائے احادیث کو الگ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کتاب (امام صادق اور مذاہب اربعہ) کی

ج ۲ میں ذکر کیا ہے کہ احادیث شیعہ کا ذخیرہ سنیوں کی صحاح ستہ سے بھی زیادہ ہے کہ یہ ان چار کتابوں کے مصادر اصول اربعمائۃ کو جاتی ہے۔ اصول اربعمائۃ کے مصنفین شاگردان امام صادق ہیں کتاب امام صادق ج اص ۹۱ پر لکھتے ہیں شاگردان امام صادق چار ہزار تھے وہ مختلف اقطار واطرافِ عالم سے مختلف افکار ونظریات کے حامل تھے اور آپ کے پاس جمع ہوتے تھے۔ ان میں سے چار ہزار چار سو کتابیں لکھی ہیں، یہاں آپ سے سوال ہے اتنی بڑی شخصیات جن کے لکھے ہوئے کتب، کتب اربعہ کا مصدر بنا ہوان کتابوں اور مصنفین کا نام پیش کرتے، ہر ایک کے مندرجات بناتے تو اچھا تھا۔ ہم یہاں ان چار ہزار میں سے بعض کا ذکر کریں گے۔ علم حدیث میں مشہور شخصیات ومولفین صحیح بخاری، مسلم، ترمذی اور اصحاب سنن ہر ایک اپنے مذہب کا رئیس ہے جیسے ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ ان کا قول مشہور ہے میں نے جعفر بن محمد جیسا کوئی انسان نہیں دیکھا۔ ابو حنیفہ نے کہا اگر وہ دو سال امام صادق کے ساتھ نہ ہوتے تو وہ ہلاک ہو جاتے اس طرح مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ وہ امام صادق کے ساتھ گہرا رشتہ رکھتے تھے ان سے احادیث نقل کرتے ہیں اور ان کا یہ قول مشہور ہے میری آنکھ نے جعفر بن محمد سے افضل انسان کو نہیں دیکھا ہے سفیان بن ثوری متوفی ۱۶۱ھ یہ بھی ایک گروہ کے رئیس مذہب ہیں چوتھی صدی تک لوگ ان کی تقلید کرتے تھے اس طرح سفیان بن عیینہ متوفی ۱۹۸ھ ہزیل بن عیاض متوفی ۱۷۸ھ اتم بن اسماعیل متوفی ۱۸۰ھ شعبہ بن حجاج متوفی ۱۶۰ھ حفص بن غیاض بن طلق بن معاویہ ظہیر بن محمد تمیمی متولی ۱۶۲ھ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔

ا۔ ابان بن تغلب ربیعی۔

۲۔ابوسعید کوفی متوفی ۱۴۱ھ۔

۳۔علی بن یقطین متوفی ۱۸۴ھ۔

۴۔ابوحمزہ ثابت بن ابی صفیہ ثمالی متوفی ۱۵۰ھ۔

۵۔ابوبصیر یحیی بن قاسم متوفی ۱۵۰ھ۔

۶۔علی بن حمزی ابوالحسن کوفی بطائن

۷۔اسماعیل بن ابی خالد محمد بن مہاجر

۸۔محمد بن مفضل کوفی

۹۔ہشام بن حکم متوفی ۱۸۵ھ

۱۰۔محمد بن علی بن نعمان مومن طاق

ان شخصیات کے بارے میں تفصیلات کتب رجال میں دیکھیں۔

کتاب اصول کافی:۔

اصول کافی کی بیس جلد میں مجموعہ احادیث سولہ ہزار نوسو نوے ہیں جو شیخ کلینی نے اپنے شیوخ اساتید سے نقل کی ہیں جن کی تعداد ۳۶ ہزار بتائی جاتی ہے۔سب کے نام اصول کافی کی تمہید میں اساتید وشیوخ کلینی نے ذکر کیے ہیں یہ اساتید اکثر وبیشتر امثال ابن عقدہ علی ابن ابراہیم جیسے غلات تھے،علاوہ برآں یہ مجہول الحال،معدوم الوجود،ضعیف ومردود راویوں سے پر ہے یہی وجہ ہے کہ اس میں جھوٹ زیادہ اور سچ کم ہونے سے پیدا ہونے والے شرم کو چھپانے

کے لئے علامہ مجلسی جیسے جامع خرافات نے بھی ان جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کہا ہے اس میں نو ہزار سے زائد حدیث ضعیف ہیں اور اس میں ضعیف زیادہ صحیح کم ہونے کی وجہ سے اس پر مزید تحقیق کے دروازے کو بند کر دیا چنانچہ مجلّہ معتبر اندیشہ کیھان میں آیا ہے صاحب المیزان علامہ طباطبائی اصول کافی کی شرح کرتے ہوئے سات جلد تک پہنچے تھے محافظین و پاسداران اصول کافی کو پتہ چلا کہ طباطبائی اس سے پردہ ہٹا رہے ہیں تو وہ ان تک فوراً پہنچے اور ان کو نشر کرنے سے منع کیا یہاں تک کہ وہ دنیا سے گزر گئے ان کے کئی سالوں کی زحمات کا نتیجہ کہاں پہنچا معلوم نہیں ہے شاید قبرستان مجہول میں دفنایا ہوگا۔

اس حوالے سے پاکستان میں ملاحظہ کریں بانی مدرسۃ لواعظین مرحوم نے خطباء و ذاکرین کے لئے مصادر خطاب کے لئے اصول کافی کا اردو ترجمہ کیا تھا لیکن چند جلدوں کے بعد اس پر کام رک گیا۔ایران میں کسی نے اصول کافی سے صحیح احادیث نکالنے کی کوشش شروع کی تھی تو پاسدارانِ احادیث نے اسے روک دیا۔

اسناد مرویات من لایحضر الفقیہ :۔

صاحب جامع رواۃ محمد بن علی اردبیلی حائری نے جامع رواۃ ج ۲ ص ۵۳۰ پر اس کی مرویات کے بارے میں لکھا ہے شیخ صدوق کی بہت سی روایات جن کا آخری راوی جس نے امام سے نقل کیا ہے وہ اپنی جگہ صحیح فرض کریں تب بھی شک رفع نہیں ہوتا بلکہ اپنی جگہ رہ جاتا ہے لیکن شیخ صدوق سے ان تک جو واسطہ ہے ان کی بھی توثیق چاہیئے اور اس وسیلہ میں موجود راویان

ضعیف کو جامع رواۃ نے اپنی جگہ کتاب میں جمع کیا ہے۔اس طرح جواشکال واعتراض شیخ عباس حاجیانی دمشقی شاگرد آیت اللہ مرحوم خوئی نے ایک کتاب نخبۃ المقال فی تمیز الاسناد والرجال کے عنوان سے لکھی ہے اس کتاب میں شیخ صدوق کے بارے میں صفحہ ۳۵۲ سے آخر تک انھوں نے درمیان میں واقع ان راویان ضعیف کو نکالا ہے۔اسناد کتاب تہذیب والاستبصار شیخ طوسی نے بھی یہی طریقہ اپنایا ہے انھوں نے آخری راوی کو صحیح گردانا ہے لیکن ان سے نقل کرنے والے کون تھے کہتے ہیں جو درمیان میں ہیں وہ ضعیف ہیں۔ شیخ عباس حاجیانی نے اپنی کتاب نخبۃ المقال میں ابتداء سے ص ۲۰ سے ۳۵۰ تک حروف تہجی کے حساب سے راویوں کو نکالا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے آپ کے پاس جو ذخائر ہیں جن پر آپ کو فخر ہے وہ زر و جواہر سے پر نہیں بلکہ حشویات جہالات سے بھرے ہوئے ہیں۔اس سے زیادہ اور کیا مصیبت آئے گی کہ یہ بلند وبالا مینار زمین پر گرتے ہیں جضعیف اور مرسل کے مجموعہ پر مشتمل کتابوں کے ذریعے کتاب اللہ کی آیات محکمات کو ٹھکراتے ہیں۔

کتاب من لا یحضر الفقیہ آل بویہ کی ہدایت اور طلب کے مطابق تصنیف کی گئی ہے۔

اس کتاب کا اپنی جگہ ایک بڑا ستم یہ ہے کہ آل بویہ غلات تھے وہ اسلام سے بہت الرجک تھے۔

اس کتاب کا نصف مرسلات پر مشتمل ہے ان میں راویوں کا ذکر نہیں ہے پھر یہ کہ حدیث کی نقل بھی چوتھی صدی کے محدثین سے لیتے ہیں۔

ہم پہلے مجموعی احادیث کا حشر دیکھیں گے اور دیکھیں گے ان میں مندرجات احادیث پر عمل کب اور کس وقت ممکن ہوسکتا ہے۔

اہل حدیث نے پہلے مرحلے میں قرآن کو کنارے پر لگانے اور تمام تر توجہ حدیث پر مرکوز کرنے کے بعد حدیث کے ساتھ ناروا سلوک اپنایا۔ مسلمانوں کے پاس موجود ذخائر احادیث کے بارے میں کتاب امام صادق و مذاہب اربعہ تالیف استاد اسد حیدر ناشر مجمع جہانی اہل بیت تہران ج ۲ ص ۳۱۱ پر اہل سنت وشیعہ کے درمیان موجود ذخائر کتب کا نام لیتے ہیں۔ ان کتب لکھنے والوں کی سوانح حیات، علم وفضل لکھتے وقت ان کے باوضو رہنے نماز پڑھنے اور دین کے علاوہ ان کی کتابوں کے فضائل ومناقب میں خوابوں کو نقل کرتے ہیں اور لکھنے والوں کو ملک اور مقرب انسانوں سے بالا بیان کرتے اور کتاب کو قرآن کے مقابل میں پیش کرتے ہیں۔ مندرجات احادیث کو صحاح ستہ کا نام دیا ہے اور بار بار حدیث کے آخر میں ایک دیوار تکفیر لگائی ہے۔

موطا:۔

موطا سب سے قدیم کتاب حدیث ہے جسے منصور دوانیقی کے حکم پر مالک ابن انس نے جمع کیا ہے۔ اس وجہ سے موطا کو غیر معمولی مافوق شہرت ملی اور کہا گیا اس کتاب جیسی کوئی کتاب نہیں سوائے قرآن مجید کے یہاں تک کہ انھوں نے اس سلسلہ میں نبیؐ کریم سے خواب نقل کیا کہ موطا کی شان میں فرمایا یہ نام بھی نبیؐ کریم نے تجویز کیا ہے۔ اس کے علاوہ مالک نے کہا میں نے ستر علماء کو دکھائی تو انھوں نے یہ کتاب اور ہمارے مندرجات سے اتفاق کیا۔ امام مالک نے پہلے مرحلے میں دس ہزار احادیث جمع کیں اور تہذیب وتنقیح کے بعد اس میں ایک ہزار

سات سو یا پانچ سو احادیث رہ گئی تھیں موطا صحاح ستہ میں پہلی کتاب ہے۔ ایک ہزار سات سو بیس احادیث صحیح ہیں جن کی سند ملتی ہے اور اسی طرح مرسل ۲۲۸ اور موقوف چھ سو تیرہ احادیث ہیں اس میں تابعین کے ۲۸۵ اقوال موجود ہیں جو دیگر اصحاب کے توسط سے جمع کیے گئے ہیں اسکے علاوہ ستر مرسلات ہیں جن پر خود امام مالک عمل نہیں کرتے تھے اس کے علاوہ اور بھی احادیث ضعیفہ پائی جاتی ہیں اب اس میں موجود مرسلات، ضعیف وموقوف اور اقوال تابعین کوا یک طرف کرنے کے بعد باقی صرف چھ سو احادیث رہ جاتی ہیں۔

صحیح بخاری:۔

دوسری کتاب صحیح بخاری مؤلف محمد بن اسماعیل بن ابراہیم متولد ۱۹۴ھ وفات ۲۵۶ھ صحیح بخاری میں جو احادیث مکرارت ہیں وہ سات ہزار تین سو ستانوے ہیں صحیح بخاری کے بارے میں اسی کتاب امام صادق ومذاہب اربعہ کی جلد اص ۴۰۱ پر لکھتے ہیں صحیح بخاری کا مقام ومنزلت شہرت یہاں تک پہنچی کہ کوئی اور کتاب اس کتاب کے مساوی نہیں ہوسکتی جو اس کے مندرجات پر زبان کھولیں گے نقد وتنقید کی بات کریں گے وہ بدعت گزار، اور مومنین کے دائرے سے خارج ہونگے ذہبی نے صحیح بخاری میں موجود بعض احادیث کے بارے میں لکھا ہے اگر بخاری کی ہیبت مجھ پر طاری نہ ہوتی تو کہہ دیتا یہ کتاب خود ساختہ ہے۔ ابن حزم نے کہا ہے اسکی بعض احادیث جھوٹ ہیں بعض نے اتنی شدومد وسختی کے باوجود آزادیٔ رائے کو استعمال کرکے اس پر نقد وتنقید کی ہے اور روایات میں کاٹ کوٹ کی بات کی ہے بعض نے اس کے راویوں کو وضاع وضعیف گردانا

ہے۔

صحیح مسلم:۔

تیسری کتاب صحیح مسلم تالیف محمد بن حجاج حشیری نیشا پوری متولد ۲۱۴ متوفی ۲۶۱ھ اس میں موجود احادیث سات ہزار تین سو پچھتر ہیں ان میں مکرر کو نکالنے کے بعد اس میں کم صحیح رہ جاتی ہیں۔

۴۔ چوتھی کتاب ترمذی ہے محمد بن عیسیٰ بن ثوری ترمذی متولد ۲۰۰ھ متوفی ۲۷۱ھ۔

صحاح ستہ:۔

ان میں پہلی کتاب صحیح بخاری ہے اسے صحیح بخاری اور کافی کو اصول کافی کہتے ہیں لیکن وہ ضعیف احادیث سے بھری ہوئی ہیں اس کتاب کو قرآن کے بعد "اصح کتاب" (بعد کتاب اللہ) کہنا اس سے زیادہ خطرناک ہے۔ ضعیف احادیث سے بھری ہوئی کتاب کو ورد والم رفع حاجات ومشکلات کے لئے سرسری ورد کرنے کی سنت بھی چلائی گئی ہے جیسے ختم صحیح بخاری ابھی تک جاری ہے جس طرح انہوں نے اس کتاب کے مندرجات احادیث میں قرآن کو تلاوت ارفع، حوائج دفع درد والم کی کتاب پیش کر کے مذہب حروفی کو تقویت دی ہے۔

۲۔ لیکن سنت رسولؐ اپنی جگہ بعض فرقوں کے نزدیک متروک ہے ان کا کہنا ہے سنت کے ناقل راوی اصحاب ہیں ہم اصحاب سے مروی احادیث نہیں لیتے جبکہ اہل سنت کے نزدیک سنت رسولؐ وسنت صحابہ وسنت تابعین وسنت سلف سب سنت رسولؐ کی طرح ہیں۔

۳۔فقہا ومجتہدین کے فتاویٰ ہیں۔

۴۔سنت وسیرت تابعین ہے۔

۵۔سنت وسیرت سلفیین ہے۔

۶۔تواتر معنوی۔

۷۔اقوال فقہا۔

۸۔صوفیوں کے مصادر۔

۹۔سنت وسیرت اولیاء۔

ان کے اپنے دعویٰ کے مطابق قرآن کے بعد سنت رسولؐ ہے۔

لیکن پیش کرتے وقت ایک منافقہ سوتیلی ماں جیسا سلوک اپناتے ہوئے قرآن کو یکسر بھول جاتے ہیں اور اگر کسی نے یاد دلایا تو ٹال مٹول کرتے ہوئے کہتے ہیں سنت اور قرآن دونوں وحی ہیں۔اگر زیادہ تکرار کریں تو کہتے ہیں قرآن کس کی سمجھ میں آتا ہے،قرآن ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔جب سنت رسولؐ کی نوبت آتی ہے تو اس میں تحریف کرکے لکھتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے پھر حدیث کو سنت کا دوسرا لفظ قرار دیتے ہیں پھر سنت کو رسولؐ اللہ سے تجاوز کرکے اصحاب وتابعین، تبع تابعین سلف صالحین تک کھینچتے ہیں۔بعض فرقے پہلے سے ہی سنت رسولؐ لینے سے انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم سنت رسولؐ کو اہل بیت سے لیتے ہیں اور اہل بیت سے منقول احادیث کے مجامع کو انہوں نے کتب اربعہ کا نام دیا ہے کتب اربعہ کے بارے میں استاد اسد حیدر لکھتے ہیں

فرقوں میں چاہے شیعہ ہو یا اہل سنت والجماعت ہو یہ فرقے کفر والحاد کے داعیں بازو ہیں جو اسلام کا نقاب اوڑھ کر خود کو دوستدار مسلمین دکھاتے ہیں، ورنہ وہ کفریات وشرکیات میں محو اور الحادیوں کا حصہ ہیں۔ آپ ان کی الحاد پر مبنی سرگرمیاں ملاحظہ کر سکتے ہیں آئیں دیکھتے ہیں اگر ہم فرقوں کو دین وشریعت کے معیار پر دیکھیں تو ان میں سے کوئی بھی صحیح مسلمان نظر نہیں آئے گا۔

اسلامی حکومت کے خلاف باغی وطاغی فرقے کی ابتداء کرنے والے خوارج اور شیعہ ہیں انہوں نے اندھا دھند دہشت ووحشت کے طریقے سے اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کی اور اس کی برجستہ شخصیات کو سب وشتم ولعن کا نشانہ بنایا خوارج نے حضرت عثمان وحضرت علی اور اصحاب جمل پر لعن کی جب کہ شیعوں نے ابوبکر وعمر وعثمان اور اصحاب جمل کو لعن کیا اور یہ لعن قرآن وسنت دونوں حوالے سے انحراف اور بدعت ہے۔

۲۔جبریہ:۔ مذہب جبریہ دور خلافت اموی کے آخری دور میں وجود میں آیا ان کا یہ عقیدہ تھا کہ بندے کے تمام افعال واعمال اور ان کی نیتیں سب اللہ کی طرف برگشت کرتی ہیں۔ اس میں بندہ مجبور ومعذور گردانا جاتا ہے اس صورت میں دنیا میں جو مصائب وآلام بعض بندوں پر آتے ہیں یا بندے جو ظلم وجرم کرتے ہیں اس میں وہ بلاقصور ہیں اس صورت میں نعوذ باللہ، اللہ ظالم قرار پاتا ہے اللہ نے اس فکر کو قرآن کریم کی چندین آیات میں رد کرتے ہوئے فرمایا ہے اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا فرقہ جبریہ کی ابتداء سے لے کر ابوالحسن اشعری، ماتریدی، ابن تیمیہ اور عبدالوہاب تک اور ان کی اتباع کرنے والے اس عقیدے پر ہیں اور یہ عقیدہ آج بھی

موجود ہے اس میں شیعہ بھی شامل ہیں جہاں وہ کہتے ہیں کہ ان کی سرشت خلقت ولایت اہل بیت پر ہے۔ یہ بھی جبریہ ہیں۔

۳۔ معتزلہ منافق ہیں جو اندر سے کفر کو چھپا کر لومڑی اور بھیڑیا کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں یعنی جبریہ اور قدریہ کے درمیان نیا مذہب "امر بین الامرین" بنانے والے بتائیں بین الامر کا تعین کون کرے گا معتزلہ نے تعین نہیں کیا ہے اور بغیر کسی دلیل و برہان و منطق کے عدل کو اصول دین میں شامل کرنے والے ہیں اس فرقے کے حامی عوام شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں انشاء اللہ ہم آگے معتزلہ کے قیام ان کی منویات اور شخصیات مشکوک پر روشنی ڈالیں گے تب پتہ چلے گا یہ فرقہ کس کے اشاروں پر بنا ہے۔

۴۔ غلات جنہوں نے بندوں کو بندگی سے نکال کر اللہ بنایا ہے اور الوہیت تک پہنچایا ہے یا اللہ کو الوہیت سے تنزل کر کے بندوں میں اس کے حلول کی بات کر کے اسے انسانوں کی ہدایت کرنے والا بتایا ہے۔ جس غلو کو اللہ نے یہود و نصاریٰ کی طرف نسبت دی تھی کہ انہوں نے اپنے دین میں غلو پھیلایا ہے اور اپنے انبیاء کے بارے میں غلو کیا ہے آج وہی غلو ان غلات مسلمین میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جہاں انہوں نے پہلے مرحلے میں علی اور ان کے بعد اولاد علی و فاطمہ کو اور اسکے بعد ان کے نواسوں اور پوتوں کو اللہ بنایا یہاں تک کہ ان کی موت کے بعد انکی قبور کو بت خانہ بنایا ہے وہ یہاں آ کر ان کے سامنے جھکتے ہیں، انھوں نے تنہا ان مردوں پر اکتفاء نہیں کیا ہے بلکہ ان کے نام سے جعلی قبور بھی بنائی ہیں اس طرح ہمارے ملک میں بھی جعلی زیارت گاہوں کی بھرمار ہے اور حکومت پاکستان کے خزانے سے ایک بجٹ ان پر خرچ ہو رہا

ہے۔ یہ زیارت گاہیں تمام جرائم پیشہ افراد اور مجرموں کا آشیانہ بنی ہوئی ہیں۔ اس حوالے سے شیعہ اور سنی میں کوئی فرق نہیں ہے، ہر کوئی ایک دوسرے سے مقابلہ بازی میں مشغول ہے آگے غلات کی فہرست ملاحظہ کریں۔

۵۔ اباحیہ: ان کا عقیدہ ہے کہ امام کی بیعت کرنے کے بعد کوئی تکالیف شرعی نہیں رہتی ہیں جو کچھ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں دوسروں کے مال وجائداد پر ڈاکہ ولوٹ مار، اسے غنیمت میں لانا اور زنا لواط وفاحشات سب جائز ہیں۔ بعض نے کہا ہے قیامت صغریٰ برپا ہوگئی ہے شریعت کا دور ختم ہو چکا ہے یہ فرقہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابو طالب متوفی ۱۳۵ھ سے شروع ہوا ہے۔ حاکم بامر اللہ فاطمی نے تنسیخ شریعت کا اعلان کیا۔ اس کے بعد قلعہ الموت میں یہی اعلان ہوا اس کے بعد آغا خان اوّل نے یہی اعلان کیا اب شریعت کا دور ختم ہونے کی بات نام نہاد شیعہ سنی سیکولر سیاست دان بار بار کہہ چکے ہیں اور ابھی بھی کہہ رہے ہیں اسلام کا دور ختم ہو گیا ہے۔ ہم آگے اس میں شامل فرقوں کا ذکر کریں گے۔

۷۔ مشبھہ: جس طرح انسان کے لئے ہاتھ پاؤں کان آنکھ وغیرہ ہیں اور چلنا پھرنا ایک فعل انسانی ہے ایسے ہی یہ فرقہ اللہ کے لئے بھی قائل ہے یعنی انھوں نے اللہ کو انسان سے تشبیہ دی ہے۔ جہاں سے شیعہ ذاکر وخطیب علی کو ید اللہ، وجہ اللہ اور عین اللہ کہتے ہیں۔ اس طرح کے عقائد میں شیعہ سنی برابر کے شریک ہیں۔ اس فرقے میں ہشامیہ خائطیہ قرامیہ شامل ہیں۔

فرق بائدہ وزندہ:۔

مؤرخین ومحققین فرق اور ناقدین ومدافعین کا ایک عنوان فرقہ بائدہ ہے یعنی اب اس کا کوئی وجودنہیں یہ ایک افسانہ ہے،اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے جیسا کہ مرحوم مرتضیٰ عسکری اوران کے مقلدین نے سبائیہ' کیسانیہ کے بارے میں کہا کہ وہ ختم ہو چکا ہے جیسا کہ معجم فرق اسلامیہ والے بہت سے فرقوں کے بارے میں کہتے ہیں یہ فرقے ختم ہو چکے ہیں یعنی عبداللہ سباءاور مختار ثقفی وغیرہ ابھی نہیں ہیں یہ بات درست ہے لیکن کیاان کے ایجاد کردہ عقائد بھی ختم ہو چکے ہیں؟

فرقے مُردہ ہونے کے کیا دلائل وشواہد ہیں دنیا میں عام مُردوں کے لئے بھی جب تک ہسپتال سے ڈاکٹر سرٹیفیکٹ نہیں دیتے دفنانے نہیں دیتے،اگر کوئی یہ اعلان کرے کہ چوروں کا صفایا ہوگیا ہے،شہری دروازے کھول کرآرام سے سوئیں چنانچہ حجاج کولوٹنے والے قرمطیوں نے ایک دفعہ اعلان کیا کہ اس سال حجاج کولوٹنے والے نہیں آئیں گے پھر حج کے موقع پرانہوں نے ہی آکرقتل عام کیا تھا۔ یہاں سوال ہے کہ فرقوں کی عام عمر کتنی ہوتی ہے وہ کتنے سال زندہ رہ سکتے ہیں اوراس کے بعدازخودختم ہوجاتے ہیں'یا کوئی ان کوختم کردیتا ہے۔

یہ اغفال اور دھوکہ ہے کیونکہ ان کے ایجادکردہ عقائد فاسدہ ابھی بھی باقی ہیں۔ یہ لوگ دوسرا لباس پہن کرنئی شکل میں آتے ہیں'بطور مثال اس دنیا سے جانے کے بعد دوبارہ آنے کا عقیدہ عبداللہ سباءنے ایجادکیا تھا جبکہ ابھی بھی یہ عقیدہ تروتازہ موجود ہے۔فرقوں کے وجود میں آنے

کے علل واسباب ہوتے ہیں اس سے کسی کو انکار نہیں بغیر سبب پتہ بھی نہیں ہلتا ہے انسان انحصار طلبی سے عداوت ونفرت کرتا ہے چاہے اسکا عزیز ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ لکھتے ہیں جبر یہ کو اموییین نے اپنے غلط تصرفات کو چھپانے کے لئے پیدا کیا ہے یہ چور کو چھپانے اور اس کو تحفظ دینے کے لئے کیا تیسرا احتمال یہ ہے کہ جرائم پر پردہ ڈالنے کے لئے کیا تھا یہاں بھی ضروری اور ناگزیر ہے پوچھا جائے۔

ا۔ بعض فرقوں کے بارے میں کہا جاتا ہے یہ فرقہ صرف فلاں ملک میں ہے دیگر ملکوں میں نہیں ہے۔ ان حقائق اور آراء اور تحقیقات کی روشنی میں سوال پیش آتا ہے فرقوں میں سے ایک فرقہ شیعہ ہے۔ یہ فرقہ تاریخ فرق میں پہلا فرقہ ہے جو خوارج کے بعد وجود میں آیا ہے یہ فرقہ آج بھی زندہ ہے بلکہ بہت سے ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ یہاں سے سوال پیش آتا ہے دیگر فرقوں کی بنسبت یہ فرقہ اتنے عرصے سے کیسے زندہ ہے، اس کو زیادہ پذیرائی ملنے کے کیا اسباب و عوامل ہیں۔

خود ان کے محققین کا کہنا ہے ہمیں صفحہ ہستی سے کوئی مٹا نہیں سکتا اور آئندہ بھی کوئی مٹا نہیں سکے گا' یہ غیب گوئی مختاریوں اور اسماعیلیوں سے ملی ہے یا آپ کو ملی ہے لیکن دیگران کو نہیں ملی ہے۔ یہاں صرف ایک جواب ہے کہ دین کو اللہ نے بنایا ہے اس نے وعدہ دیا ہے یہ قیامت تک رہے گا فرقے شیطان نے بنائے ہیں جب تک شیطان زندہ رہے گا یہ بھی زندہ رہیں گے شیطان بھی قیامت تک رہے گا، اس حوالے سے صانع خرافات پاکستان نے اچھی تحلیل کی ہے۔ یہ سوال زور پکڑ لیتا ہے کہ آپ کے زندہ و جاوید ہونے اور پھیلنے کے اسباب وعوامل بیان

فرمائے۔ چنانچہ ہمیں ان اسباب وعوامل پر عمل کرنا ہوگا اگر خرافات گیری میں نمبر بنانے ہیں۔

فرقوں کے عقائد:۔

فرقوں کے عقائد جو اپنی جگہ دامن مسلمین میں نومولود ہیں، ان کو اسلام کے سانچے سے گزارنا ہوگا دیکھیں کہ کہیں ان کے عقائد مسلمہ اسلام سے متعارض ومتضاد ومتناقض تو نہیں ہیں۔ کہیں فرقوں نے اسلام کے عقائد سے ہٹ کر اپنے الگ عقائد وضع تو نہیں کیے ہیں۔

سوال ہے کہ کیا عقائد بنانا ہر شخص کی پسند ومرضی کی بات ہے اور اس کیلئے کوئی اصول وقانون وضابطہ نہیں ہے اور آپ معمولی سی معمولی بات کو کل دین قرار دے سکتے ہیں اور بڑے سے بڑے جرم وجنایت کو ناچیز قرار دے سکتے ہیں یا اس کیلئے کوئی اصول وقانون وضابطہ ہے حتیٰ اس اصول کے بھی اصول ہونا چاہییں، یہ کسی محکم متقن چیز پر استوار ہونے چاہییں یہ غیر متزلزل بنیادوں پر قائم نہ ہوں۔ ان کے عقائد ادیان باطلہ کفر، براہمہ، بوذی، سکھ، وثنیث یا ادیان منحرفہ یہود ونصاریٰ، مجوس ومانوی سے امتزاج نہ ہوں۔

اعیاد رسوم ماتم یا تہوار:

جتنی اعیاد اور تہوار ہیں چاہے انہیں دینی کہیں یا قومی، ماتم کہیں یا برسی اس سے چنداں فرق نہیں پڑتا ہے ان میں خورد ونوش، قال ومقال اور رقص وہیجان سب کی برگشت ایک مرکز کی طرف ہوتی ہے اور وہ ہے آباؤ اجداد کی تقلید۔ قومی تہوار اس کو کہتے ہیں جسے ہمارے آباؤ اجداد مناتے آئے ہوں کوئی بھی چیز آباؤ اجداد سے نسبت دینے سے مستند نہیں ہوتی تمام لوگ

اعیاد و ماتم کی اسناد احادیث سے دیتے ہیں اگر اعیاد و ماتم وتہوار کے بارے میں احادیث کی اسناد رسول اکرمؐ سے نہیں ملیں گی تو یہ بھی آباؤ واجداد تک محدود ہوں گے۔ اخبار و جرائد اور روز ناموں میں علمائے اعلام نے اعیاد ورسوم ماتم وتہوار کو جن احادیث کی طرف نسبت دی ہے وہ اپنی سند اور متن سے عاری اور علماء کی نتیجہ گری ہے اور طویل عرصے سے خیر و برکت سے عاری شجرہ غیر مثمر بلکہ قوم وملت کیلئے یہ تہوار وبال جان بن رہے ہیں۔ اب خود ان تہواروں پر ہونے والے اخراجات تو درکنار بلکہ ان کی حفاظت کیلئے مزید بجٹ بنانے کی ضرورت ہے۔ حکومت پاکستان ضرب عضب کو برپا کر کے فرقہ واریت کو ختم کرنے کا بھی عزم رکھتی ہے اس عزم کا اظہار وزیر اعظم نواز شریف نے بروز پیر آرمی چیف جنرل راحیل شریف اور ڈی جی آئی ایس آئی کے ساتھ تنظیم مدارس کے نمائندوں سے خطاب میں کیا تھا اس بارے میں بروز بدھ ۲۴ ذی القعدہ ۱۴۳۶ھ روز نامہ دنیا کے اداریے میں اس کا تجزیہ وتحلیل پیش کیا گیا تھا وزیر اعظم کا خطاب دو نکتوں پر مرکوز تھا۔

۱۔ ملک میں موجود مدارس اپنے اخراجات کہاں سے پورے کرتے ہیں حکومت کو اس کا علم ہونا چاہیے یعنی حکومت کو خدشہ رہتا ہے کہ یہ اخراجات کہیں اسلام دشمن اور ملک دشمن طاقتوں کی این جی اوز تو نہیں پورا کر رہی ہیں۔ یا سعودی عرب، کویت، عرب امارات، ایران یا ملک کے اندر تاجران اور حکومت کے نمائندے تو پورا نہیں کر رہے ہیں اس میں جائے شک وتردید نہیں بلکہ قرائن وشواہد سے بھی یہ بات سامنے آئی ہے یہ رقم اسلام دشمنوں کی طرف سے آتی ہے خواہ یہ چند مدارس ہی کیوں نہ ہوں گویا اگر ایسا ہے تو یہ ایک محاذ ہے۔

۲۔ان مدارس کے نصاب میں اصلاح ہونی چاہیے یہ بھی ایک نا قابل تردید بلکہ بڑی افسوناک صورت حال ہے۔مدارس میں پڑھایا جانے والا نصاب انتہائی مخدوش وفرسودہ ہے جس پر جتنا روئیں کم ہے اگر رونا کسی درد کی دواء بنتا ہے تو بے شک روئیں لیکن ایسا اس درد کی دوانہیں ہے۔

نصاب کی خامیاں:۔

ا۔یہ قرآن وسنت نبی کریمؐ کی باقاعدہ تدریس سے خالی ہے ان میں سے اکثر وبیشتر مدارس کی انتظامیہ کا کہنا ہے ہم یہاں قرآن وسنت کو سمجھنے والے علوم پڑھاتے ہیں لیکن قرآن وسنت نہیں پڑھاتے۔ جب ان مدارس میں اساس اسلام کی تدریس نہیں ہوتی ہے تو ان کو مدارس دینی کہنا ظلم ہے مدارس اہل سنت والجماعت کے بارے میں چنداں مجھے علم نہیں شاید کہیں کہیں برائے نام اسلام ہو اور قرآن وسنت پیغمبر اکرمؐ کی تعلیم دی جاتی ہو لیکن قرآن کے باقاعدہ نصاب میں ہونے کے آثار نظر نہیں آئے ہیں اور شیعہ مدارس میں تو قرآن وسنت پیغمبرؐ نام کی کوئی چیز ہوتی ہی نہیں۔

۲۔ان میں دہشت گردی یا خودکش حملوں کی تربیت ہوتی ہے یا نہیں اس بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ یہاں ہماری معلومات صفر کے برابر ہیں البتہ سنا ہے کہ ۱۹۷۹ء میں بعض مدارس میں خود حکومت یہ تربیت دیتی تھی لیکن پھر وہ خود اس پر پشیمان ہو گئے۔

لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں فرقہ واریت کی تعلیم وتدریس وتربیت ضرور ہوتی

ہے اس کا اندازہ ان مدارس کے نصاب سے ہوتا ہے جو شر پھیلانے کا موجب بن رہا ہے۔

۳۔مدارس میں ایک نصاب ضرور پڑھایا جاتا ہے چاہے وہ بصورت کتاب نہ ہو لیکن وہ مدرسہ کے ماحول اور اساتذہ کی زبانی جعلیات پر مشتمل ہوتا ہے۔جسے وہ اپنے خاص فرقے کی ترویج واشاعت کیلئے ضروری سمجھتے ہیں حتیٰ کہ ان علماء نے سرکار سے مطالبہ کیا ہے کہ سرکاری مدارس کے نصاب میں صوفیائے کرام کی سوانح حیات اور ان کی شاعری اور غزلیں شامل کریں تاکہ اس سے انکے فرقے سے متعلق بے ہودگیوں کو نصاب میں شامل کرنے میں آسانی ہو۔

۴۔مدارس سے باہر شہری یا والدین بلکہ اب تو خود اہل مدارس بھی اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان مدارس سے فارغ ہونے والے کسی کام کے نہیں ہیں اللہ نہ کرے اگر وزیر تعلیم یا حکومت ان کے نصاب میں اصلاح کرنے کا عزم کریں اور ان مدارس میں بھی مروجہ علوم کو شامل کریں تو یہ ایک بڑا ظلم ہوگا۔نیز یہ اس بات کی بھی دلیل ہوگی کہ انہوں نے مسئلے کے حل کا ادراک نہیں کیا ہے یا وہ سوءنیت رکھتے ہیں۔حکومت کو جس طرح پہلے غلطیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا اسی طرح مروجہ نصاب کو مدارس میں شامل کرنے کے نتائج بھی جلد ہی بھگتنا پڑیں گے۔

جس طرح ملک میں مرض کے علاج معالجہ کیلئے اطباء کی ضرورت ہوتی ہے اس کو پورا کرنے کیلئے ملک میں بہت اعلیٰ معیار کی درسگاہیں بنائی جاتی ہیں ملک کی زراعت کو ترقی دینے کیلئے بھی الگ درسگاہیں بنائی جاتی ہیں ہر قسم کی تعمیرات سے متعلق مہندس کی درسگاہیں بنائی جاتی ہیں ججوں اور وکیلوں کیلئے قانون شناسی کی درسگاہیں بنائی جاتی ہیں اسی طرح یہاں کے رہنے

والے مسلمانوں کے لئے اسلام وقرآن وسنت نبی کریمؐ سے متعلق خالص درسگاہوں کی ضرورت ہے جن میں خالص دینی تدریس ودینی تحقیق ہو۔

حکومت کتنی ہی سیکولر ولادین کیوں نہ ہو جائے اسے ایک دن اس ملک کی سالمیت وبقاء کی خاطر عوام کو سمجھانے کیلئے علماء کی ضرورت پڑے گی، اس وقت وہ علماء کہاں سے لائیں گے۔ حکومت جو مروجہ نصاب یہاں چلائے گی تو یہاں سے منافقین ہی نکلیں گے یا ان کے مذہب کا ہی خاتمہ ہوگا۔ یہ سوچ عقل ونقل دونوں سے متصادم ہے۔

بدھ ۲۲ ذی القعدہ ۱۴۳۶ھ اخبار دنیا کالم کٹہرا (خالد مسعود خان صاحب) اس سال ۶ ستمبر یوم دفاع پاکستان کو سابقہ سالوں سے زیادہ شان وشوکت سے منانے کی توجیہہ میں کہتے ہیں کیونکہ ۶ ستمبر دفاع پاکستان میں شہید ہونے والے فوجیوں کی یاد تازہ کرتا ہے چونکہ اس وقت پاکستان حالت جنگ میں ہے اس جنگ میں شہید ہونے والوں کی تعداد گذشتہ جنگوں میں شہید ہونے والوں سے زیادہ ہے اور اس میں زیادہ افسران بھی شہید ہوئے ہیں۔ بہر حال بیرونی جنگ سے زیادہ اندرونی جنگ خطرناک ہوتی ہے اس میں بھی فرقہ واریت کی جنگ اور افسوناک ہوتی ہے اس میں فرقوں کے گھونسلوں پر حملہ کرنا اور زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

اہل سنت۔

تسمیہ: اہل سنہ والجماعۃ کتاب مدخل الدراسۃ العقیدہ تالیف عثمان جمعہ جمیز ص ۱۴۸ پر لکھتے ہیں اس فرقے کو اہل سنت والجماعت سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جماعۃ متمسک السنۃ

رسولؐ اللہ ہے اور اس پر عمل پیرا ہے تابع سنت ہے نیز وہ تابع بہ حق ہیں نیز وہ اس راہ پر ہے جس پر جماعۃ مسلمین ہے وہ مسلمانوں میں تفرقہ نہیں ڈالتے ہیں اس طرح وہ جادہ صراط مستقیم پر گامزن ہیں جو کہ دین خالص ہے دین خالص وہی ہے جو قرآن اور سنت نبیؐ میں ہے سنت محضر ہے دین محضر خالص ہے۔

اہل سنت مخصوص رالجماعۃ یا گروہ نہیں ہے اس میں خاص علاقہ یا خاص زمانے کے لوگ مراد نہیں بلکہ جو سمات وصفات اہل سنت والجماۃ اور ان کے طریقہ پر قائم ہیں وہ اہل سنت ہیں۔

اہل سنت بھی اپنے مذہب کے نسب بریدہ ہونے میں شیعہ سے مختلف نہیں ہیں جس طرح شیعہ کے بارے میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ یہ کس کے شیعہ ہیں وہ خود کو کبھی علی کے اور کبھی اہل بیت کے شیعہ کہتے ہیں بعد میں ہر فاسق کے تابع رہتے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے قول وفعل سے ثابت کیا ہے کہ وہ قطعاً علی اور اولاد علی حضرات حسنین حتیٰ امام جعفر صادق تک کسی کی پیروی نہیں کرتے بلکہ یہ ان کی مخالف سمت میں ہیں۔

اہل سنت بھی اسی طرح سے ہیں ان کے نام میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ سنت سے مراد کس کی سنت ہے ان کی سنت سے مراد تنہا سنت نبیؐ نہیں بلکہ اس میں سنت اصحاب، سنت تابعین اور سنت سلف بھی شامل ہے۔

نیز صرف پیروی سنت نبیؐ بھی مخدوش ومقطوع ہے کیونکہ دین اسلام کا پہلا مصدر قرآن ہے قرآن کے بعد سنت نبیؐ ہے سنت نبیؐ میں بھی سنت قطعی مراد ہے جسے ۲۳ سالہ عرصہ رسالت میں نبی کو عمل کرتے ہوئے اکثر امت نے دیکھا جبکہ یہاں سنت سے مراد وہ تمام ضعیف

احادیث ہیں جو امام مالک، شافعی، امام ابو حنیفہ، احمد بن حنبل کی جمع کردہ ہیں۔

اہل سنت اس لحاظ سے شیعہ سے متاخر ہیں۔ شیعہ قتل عثمان کے بعد سے شروع ہوئے ہیں اور بعد کے خلفاء کے خلاف بغاوت کرنے والے کو شیعہ گردانتے تھے خلفاء کی حمایت کرنے والوں کو جماعت مسلمین یا ملت مسلمین کہتے ہیں۔

اہل سنت ابوالحسن اشعری کے بعد سے شروع ہوئے ہیں نیز یہ کہنا بھی غلط ہوگا کہ اہل سنت سے وہ تمام لوگ مراد ہیں جو پیروی سنت میں متفق ہیں۔

ا۔ اماکن مقدسہ:۔

یعنی جن جگہوں کا احترام کرنا فرض ہے دنیا بھر کے مسلمان جہاں بھی ہوں اپنی نماز کے لئے ایک جگہ معین کرتے ہیں جسے مسجد کہتے ہیں کیونکہ یہ جگہ عبادت و بندگی کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ اس کا انتساب کعبۃ اللہ الحرام سے ہے مکہ مکرمہ سے باہر ایک عبادت گاہ بنام مسجد کا آغاز رسول اللہؐ نے مدینہ کے نواح میں قباء میں ایک مسجد قائم کرکے کیا، پھر مدینہ میں ایک مسجد قائم کی جہاں لوگ ایک دن میں پانچ وقت اکٹھے ہوتے تھے، امت اسلامی کے مسائل وہاں پر اٹھائے جاتے تھے، وہیں سے دنیا بھر کے مسلمان اقامۂ نماز کے لئے قائم ہونے والے مصلّٰی کو مسجد کا نام دیتے ہیں اور قرآن نے بھی مسلمانوں کی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دیا ہے۔ مسجد کے مقابل و قریب میں کسی نہ کسی بہانے سے مثلاً یہ چھوٹی ہوگئی ہے یا یہاں اس علاقے کے سارے لوگ نہیں آسکتے ہیں جو بھی بہانہ بنا کر اس کے علاوہ مسجد بنائیں گے تو یہ اسرافی مسجد ہوگی۔

۲۔نماز کے لئے جو مسجد بنائیں گے جتنا وقت وہاں رہنا ہے اس کی ضروریات یہ ہیں کہ ان نمازیوں کو سردی اور گرمی سے بچایا جائے' گردوغبار سے بچایا جائے اس کے علاوہ آسائش وزیبائش پر آپ جو کچھ لگائیں گے وہ اسراف ہوگا۔

۳۔ان پر بنائے جانے والے گنبد و مینار اسراف ہوگا۔

جو رقم ان مساجد پر خرچ ہو وہ مال حرام سے نہیں ہونی چاہیے، وہ کسی کے کسب حرام سے نہ ہو اور نہ ہی دشمنان اسلام نے بطور سازش دی ہو، یہ دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ یہ رقم کہیں نماز اور مسجد اور اسلام پر ایمان نہ رکھنے والوں کی جیب سے تو خرچ نہیں ہوئی۔ اگر ایسا ہے تو یہ مسجد اسلام کے خلاف استعمال ہوگی' قرآن کریم نے کافرین ومشرکین کے لئے حق تعمیر مساجد نہیں رکھا ہے یہ حق صرف صاحبان ایمان وتقوی کو دیا ہے توبہ ۱۷۔۱۸ کیونکہ انسان عاقل اپنی دولت مفت میں نہیں پھینکتا ہے۔کوئی نہ کوئی عزائم ومنویات لے کر خرچ کرتا ہے اس پر اپنی جگہ بہت سے مفروضات بن سکتے ہیں ہر ایک اپنی جگہ خطرناک ہے۔قارئین ان چیزوں کو درک کریں تو بہتر ہوگا، دیکھیں کہ گزشتہ پچاس سالوں میں کتنی ایسی مساجد ہیں جو غیروں کے پیسوں سے بنی ہیں یہ جو افسوس ناک صورت حال اس وقت امت مسلمہ کو لاحق ہے یہ سب ان مساجد کی برآمد شدہ ہے۔

مدارس:

مساجد اپنی جگہ ایک حوالے سے خانہ اسلام ہیں مدرسہ اسلام ہیں، مہمان خانہ اسلام

اور تربیت گاہ اسلام ہیں۔ ان کے مقابلے میں صدر اسلام سے بنی امیہ اور بنی عباس کے دور تک کوئی مدرسہ نہیں تھا۔ پہلا مدرسہ ۴۰۰ھ میں مصر میں اسماعیلیوں (حاکم بامر اللہ) نے بنایا وہ بد نیتی پر مبنی تھا۔ انہوں نے اپنے ماننے والوں کو عام مسلمانوں سے کاٹ کر رکھنے کیلئے بنایا تھا سلجوقیوں کے دور میں (نظام الملک) نے بغداد میں پہلا مدرسہ بنایا ہے۔ اگر آپ غور وفکر و مشاہدہ کریں تو آپ کو اندازہ ہو گا آپ اس ملک میں مدارس کی تعداد آسانی سے شمار نہیں کر سکتے ہیں' یہ مدارس ضرورت کے تحت نہیں بنائے گئے ہیں بلکہ فتنہ پروری یا مال صندوقچہ ،چندہ یا حرص مال و دولت کے لیے بنائے گئے ہیں یا یہ پناہ گاہ این جی اوز ہیں ۔ ہمارے ملک میں ضرورت سے زائد اور فالتو مساجد کتنی ہیں یہ جتنی بھی زیادہ ہیں یہ اسراف ہے۔ ان کی تزئین و آرائش پر جتنا بھی شاہانہ خرچ ہوا ہے وہ اسراف ہے' اس میں جائے شک و تردید نہیں کہ حکم قرآن کے تحت کسی مسجد کی تعمیر میں اسراف نہیں کیا جا سکتا۔

اسراف کا مطلب ضرورت سے زیادہ و بے فائدہ خرچ کرنا ہے، بتائیں اس کا اہل پا کستان کو کیا فائدہ ہوا ہے جب غیر ضروری مال و دولت خرچ کریں گے تو ضروریات خود بخود رہ جائیں گی۔ کیا یہ مدارس آج ان مدارس کی تعمیر کے حمایتی گروہ کے نزدیک بھی مدارس ضرار اسلام نہیں بنے ہوئے ہیں، ان مدارس کے بارے میں ایک مثال یہ بھی دی جا سکتی ہے جو کہ کسی نے از خود گھڑی ہے یا واقعہ ہوا ہے کہ دنیا بھر کی پولیس کی ایک کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی وہاں کسی نے کہا ہم مجرموں کا ایک ماہ میں پتہ چلا سکتے ہیں، کسی نے کہا ہم پندرہ دن میں معلوم کر سکتے ہیں اور کسی نے کہا کہ ہمیں جرم ہونے سے پہلے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ جرم کون کرے گا، مدارس

بھی اسی مثال کی زد میں آتے ہیں۔

تقدیس نامقدسات:

فرقوں کے مقدسات جعلی ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ نے انہیں مقدس نہیں کہا ہے یہاں سے واضح ہو جاتا ہے کہ فرقوں کے مقدسات اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک مقدس نہیں فرقوں کے علماء کے نزدیک مقدس ہیں چنانچہ علماء قبور و مزارات اور امام بارگاہوں کو تقدس دیتے ہیں چنانچہ فقیہ نامقدسات حافظ بشیر نے لاٹھی، رومال تک کو مقدس گردانا ہے، چرسی ملنگ کی روڈ کنارے بنائی گئی جھونپڑی بھی مقدس ہے۔ قرآن کریم کے تحت مقدس اس کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا عیب و نقص نہ پایا جاتا ہو علماء کتنے ہی بالغ نظر کیوں نہ ہوں خطاو نسیان جیسے نقائص سے پاک نہیں لیکن فرقہ والے ان پر چادر تقدس چڑھاتے ہیں اور ان کی سند کے علاوہ دین لینے سے منع کرتے ہیں جبکہ اسی صورت حال سے زمان بعثت حضرت محمدؐ میں علماء یہود کے بارے میں یہود دوچار تھے مغرب میں انقلاب آنے سے پہلے نصاریٰ کے علماء بھی یہی کرتے تھے۔

تقدیس کسی چیز کو عیب و نقص ورذائل سے پاک گردانے کو کہتے ہیں شریعت میں جن چیزوں کا احترام و تکریم ہے ان کی اہانت و جسارت کرنے سے منع کیا گیا ہے لیکن ان کے سامنے خضوع و خشوع شرک ہے یہ اللہ رب جلیل و کریم کے علاوہ کسی کو سزاوار نہیں ہے۔ تمام صفات عظمت و جمالات و کمالات اسی سے مخصوص ہیں ذات باری تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی نقص و عیب سے محفوظ نہیں ہے۔ علماء کی عظمت و بزرگی تنہا ذات باری تعالیٰ سے انتساب میں ہے ان کی تعظیم

اتنی ہی ہے جتنی قرآن وسنت میں آئی ہے قرآن وسنت میں جس کی تقدیس آئی ہے اس کی نوعیت وکیفیت بھی بتا دی گئی ہے قرآن میں جو حکم آیا ہے نبی کریمؐ نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے جن چیزوں کو اللہ نے مقدس بنایا ہے:

۱۔ کعبہ ہے صفاء ومروہ ہے عرفہ ہے منیٰ ہے۔

۲۔ مسجد نبوی ہے، مسجد اقصیٰ ہے زمانے کے حوالے سے ایام حج ہیں، رمضان ہے ان کے علاوہ کوئی اور زمان ومکان از روئے شرع مقدس ومعظم نہیں ہے۔ کسی چیز کو وہ مقدس گردان سکتا ہے جو خود مقدس ہو، مقدس کون ہے؟ یہ جاننے کیلئے کلمہ قدس کا معنی جاننا ضروری ہے۔

مذہب میں آزادی کے داعیوں سے دعوت مناظرہ:۔

تاریخ ادیان کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ سوائے دین اسلام کے اب تک کوئی مذہب ایسا نہیں گزرا ہے جس نے اپنی طرف دعوت دینے اور لوگوں کو اس مذہب پر قائم رکھنے کے لئے ہر قسم کا تشدد وسختی نہ اپنائی ہو، اگر کوئی ایسا مذہب ہو تو مجھے دکھائیں۔ اسلام نے نہ صرف کسی قسم کا تشدد وسختی نہیں اپنائی بلکہ ہر نبی نے اتنا ہی کہا اسلام قبول کرو، میں اللہ کی طرف سے نبی ہوں، اسی طرح نبی کریمؐ کے بعد خلفاء اسلام نے جب جنگ شروع کی تو مفتوحہ علاقوں کو مجبور نہیں کیا کہ مسلمان ہو جاؤ انہیں صرف اتنا کہا گیا اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو ہم آپ کی جان و مال وناموس کا تحفظ کرنے کی ضمانت دیتے ہیں کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرے گا ہم ضامن ہیں باقی رہی دل سے اسلام قبول کرنے اور ساتھ ہی اس پر عمل کرنے کی بات تو دنیا وآخرت دونوں میں

خود انسان کے لیے باعث سعادت ہے۔ اسلام اسی پر اکتفاء کرتا ہے اس کے اثبات کیلئے دلائل فراوان ہیں، ان میں کسی قسم کی کمی و بحرانی نہیں، یہاں توحید سے لے کر قیامت تک دلائل کے انبار ہیں۔

لیکن دین اسلام میں دلائل کی فراوانی و بہتات کی وجہ سے دنیا حیران و سرگرداں ہو کر اس کو طاقت وقدرت کے ذریعے دبانے کے لئے لشکر کشی پر اتر آئی ہے۔ جہاں سے انہوں نے پورے یورپ والوں کو مقدسات صلیب کے تحفظ کے لئے بلایا ہے۔ انہوں نے ہمارے ہاں مسلمانوں کو اداروں اور سکولوں میں جبری طور پر صلیب پہنا رکھی ہے پھر عورتوں کے حجاب پر پابندی لگائی ہوئی ہے انہوں نے پے در پے لشکر کشی کی، مسلمانوں میں پیدا ہونے والے فرقے فکری طور پر یہودیوں صلیبی نژاد جیسے ہیں اپنے مذہب کی بنیاد واساس وحقانیت کو ثابت نہ کر سکنے کی وجہ سے انہوں نے انسانوں کے لئے نقصان دہ وضرر رساں اقدامات اٹھائے ہیں۔ وہ دلائل کے بارے میں معز الدولہ فاطمی کی سیرت کو اپناتے ہیں۔

یہی اصول ومعیار ایمان وکفر اور کافر ومومن میں ہوگا اور اس کے تحت دیکھنا ہوگا کہ عقائد فرق، افکار وعقائد ادیان باطلہ سے ملتے ہیں یا ان افکار وعقائد سے کہ جو مسلمانوں کو قرآن وسنت نبی کریمؐ سے ملے ہیں یعنی اللہ کی وحدانیت، ایمان بہ نبوت و آخرت، ملائکہ اور اللہ کی کتاب، اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرنا، عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرنا، حضرت محمدؐ کی نبوت اور ختم نبوت پر ایمان لانا، حیات آخرت جنت ونار کو تسلیم کرنا اور جو کچھ قرآن وسنت میں ہے اس پر ایمان لانا ہے یہ سب ایک اجمالی ہے اس تفصیل حدود الٰہی سے تجاوز ہے

تفصیل حکام ضروری ہے چونکہ اس پر عمل کرنا ہے عمل کی تفصیل ضروری ہے۔

۲۔مسلمانوں کا اصولوں یعنی عقائد پر ایمان لانے کے بعد اس کی تفصیل میں جانے کی بدعت کا آغاز معتزلہ نے کیا ہے، ان کے فروعات کے بارے میں ان اختلافات پر مذاہب فقہی وجود میں آئے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ یہ لوگ ان اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں عقیدہ اور شریعت کے طور پر مذاہب سے مراد وہ مذاہب نہیں جو مسلمانوں سے الگ ہیں اصول اسلام سے الگ ہیں اور جو شریعت اسلام پر پابند ہونا ضروری نہیں سمجھتے، ان کے ہاں صوم وصلاۃ نہیں، حج و عبادت نہیں، ان کے پاس صرف اذکار ہیں یا ایسے اعمال ہیں جو واضح طور پر بدعت ہیں اور وہ قرآن وسنت سے مستند نہیں گرچہ ان کو فرق مسلمین میں گردانا جاتا ہے انہیں مسلمان کہتے ہیں لیکن وہ ہماری بحث سے باہر ہیں۔

پاکستان کے آئین کو جو مستضعف وکمزور وناتواں اور پسے ہوئے مسلمان اٹھا رہے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں بھی موقعہ دو یعنی چونکہ یہاں ڈیموکریسی ہے یعنی حکومت عوام کی آراء ونظریات سے بنی ہوئی ہونی چاہیئے یہاں اب جمہوریت پرست مغرب کی تقلید بندی کرنے والوں سے سوال ہے کہ عوام کی حکومت عوام کے ذریعے عوام کی خواہشات پر مبنی حکومت کی کوئی حقیقت ہے یا یہ بھی ایک دھوکہ،فریب، جادو پروپیگنڈا ہے۔جمہوریت پر تحقیق کرنے والوں کا کہنا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ ڈھونگ ہے وہم وخیال ہے کیونکہ تمام عوام کی رضایت حاصل کرنا اپنی جگہ ناممکن ہے، احاطہ نہیں کرسکتے لہٰذا بڑی حکومتوں سے لیکر ترقی جمہوریت پرستوں تک کے انتخاب میں نتائج کا اعلان کرتے وقت کہتے ہیں ووٹ ۴۵ فیصد یا ۴۸ فیصد نے استعمال کیا، اس

کا مطلب چالیس پچاس فیصد باہر ہو گئے تو سارے عوام کی مرضی کہاں سے آ گئی۔

۲۔ آپ نے کہا عوامی خواہشات پر مبنی حکومت قائم کریں گے، کیا دنیا میں ممکن ہے تمام عوام کی خواہشات پر مبنی حکومت قائم ہو جائے؟

۳۔ جب سے احزاب بنے ہیں حکومت ہمیشہ اقلیت در اقلیت والوں کی قائم ہوئی ہے خاص کر جہاں اتحادی حکومتیں قائم ہوتی ہیں، ایک چھوٹی سے چھوٹی پارٹی کو حکومت ملتی ہے چاہے اس کی دو سیٹیں ہی ہوں۔

۴۔ کہا یہ اقلیت کی حکومت نہیں ہے آخری سوال پاکستان میں تطبیق کرتے ہیں، پاکستان کے جمہوریت پرست اور جمہوریت کی کشتی کے ناخدا بلاول بھٹو نے بھی وزارت عظمیٰ کو مسیحیوں کو اور کبھی ہندوؤں کو دینے کی خواہش کی ہے، کیا یہ جمہوری حکومت ہے؟ پاکستان میں ۹۷ فیصد مسلمان ہیں اور ۳ فیصد اقلیت، اقلیتوں کی خواہشات کی خاطر ملک میں غیر اسلامی حکومت کے نفاذ کیلئے ہندو مسلمان امتیاز ختم کرنے کیلئے سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں، کیا یہی جمہوریت ہے؟ کیا یہ اچھی بات ہے جمہوریت، جمہوریت پرستوں کے پاؤں تلے دب جائے۔ عوامی خواہشات کا پروپیگنڈا کرنے والے جمہوریت کے داعی نہیں بن سکے۔ دھوکہ فریب سے اقتدار چھیننے والے جمہوریت کا دعویٰ نہیں کر سکتے، یہ لنگڑی جمہوریت ہے۔ عوام کی خاطر حکومت صرف اسلام میں ہو سکتی ہے یہ امید رکھنا کہ حکومت مذہبی جماعتوں سے ہو سکتی ہے یہ بھی ایک دھوکہ ہے کیونکہ یہ باہر سے مغربی ہیں اور اندر سے سیکولر ہیں۔ یہاں اس کی دوسری شق کے تحت بات کرتے ہیں کہ پاکستان برصغیر میں رہنے والی عظیم امت اسلامی کا ایک آدھ حصہ ہے جس نے کفر و شرک، ہندو،

بوذی کے ساتھ زندگی گزارنے سے نفرت وکراہت کرتے ہوئے الگ مملکت کا مطالبہ کیا تھا ہمیں مسلمانوں کے لئے الگ حکومت دے دیں بلکہ ان کا برطانیہ حکومت سے مطالبہ یہ تھا کہ آپ جابر و قابض ہیں آپ یہاں سے چلے جائیں مسلمانوں کی حکومت میں سلاطین در سلاطین گزرے ہیں ۹۱ھ میں مسلمان آئے اور پندرہویں صدی میلادی میں برطانیہ نے یہاں قدم خیانت رکھا ۱۷۵۷ء میں قبضہ کیا اب مسلمانوں نے ان سے کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ تو انہوں نے کہا یہ علاقہ برطانیہ کی گورنری کے تحت رہے گا تو محمد علی جناح برطانیہ کی طرف سے گورنر جنرل تھے نہ کہ پاکستان کے عوام کی منتخب اسمبلی سے چنے ہوئے صدر تھے تاہم صدر کو وہی اختیارات ملتے ہیں جو منتخب اسمبلی دیتی ہے۔

انسان جو بھی ہو خطاء و لغزش اس کی سرشت میں ہے امت اسلام اپنے نبی عظیم حضرت محمدؐ سے مروی بہت سی روایات کے بارے میں کہتی ہے کہ یہ روایات قرآن کریم کی آیات سے متصادم ہیں چنانچہ کوئی بھی بشر ایک مسلمہ قانون سے متصادم آئین نہیں بنا سکتا ہے پاکستان ایک کثیر قومیات سے مرکب ملت ہے اس میں قومیات کے حوالے سے یہاں بلوچی، پٹھان، سندھی، پنجابی، گلگتی، بلتی، مہاجر، اردو بولنے والے بستے ہیں۔ محمد علی جناح ایک خوجہ جماعت سے تعلق رکھتے تھے جو سب قوموں سے چھوٹی قوم تھی وہ یہاں کی کثیر اقوام کے نمائندہ بن کر آئین نہیں بنا سکتے تھے۔ ان کا قول آئینی حیثیت نہیں رکھتا ہے، دنیا میں جو بھی اپنے قائد کے قول کو آئینی حیثیت دیتے ہیں وہ نا قابل جبران خسارہ اٹھاتے ہیں دنیا بھر کے ملکوں میں اقلیتیں پائی جاتی ہیں کیا مسلمانوں کو کسی دوسری مملکت میں وہی آزادی حاصل ہے جو اپنے ملک میں ہوتی ہے وہاں

مسلمان کثیر تعداد میں ہوتے ہوئے بھی اقلیت جیسی زندگی گزارتے ہیں کیا امریکا میں اچانک کوئی ہندو سربراہ بنا ہے کبھی کوئی مسلمان سربراہ بنا ہے۔ پاکستان میں اٹھانوے فیصد مسلمان ہیں اٹھانوے فیصد مسلمانوں کی دلی خواہش ہے کہ یہاں کا نظام حکومت ہندو، سکھ، مسیحی، بوذی وغیرہ سے پاک مملکت ہو لیکن جن کی پشت پر بڑی طاقتیں ہیں وہ اقلیت کو اکثریت اور اکثریت کو اقلیت بناتے ہیں اگر جمہوریت اکثریت کا نام ہے تو یہاں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ محمد علی جناح یہاں کے مسلمانوں کے نبی نہیں تھے کہ ان کی ہر بات صحیح ہو وہ ایک سیاسی نمائندہ تھے، قوم وملت کے ارادوں اور آراء سے بالاتر اقلیتی ٹولے کو خوش کرنے کے لئے یہاں ایک لبرل ازم حکومت قائم کر کے گئے یہ تنہا اسلام کے ہی نہیں بلکہ جمہوریت کے بھی خلاف ہے۔

بارہ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ کے روز نامہ دنیا میں کامران خان میزبان کے سامنے اسلام اور پاکستان کے خلاف اور سیکولروں کی حمایت میں بیان دینے والے فاروق حیدر مودودی صاحب کا کہنا کہ پاکستان کو مسلمانوں کی الگ مملکت نہیں بننا چاہیے تھا میرے والد اس کے خلاف تھے آپ اور آپ کے والد محترم اور ہندوستان کے رہنے والے بہت سے علماء کی پاکستان بننے کی مخالفت سے یہاں کے اٹھارہ کروڑ (اٹھانوے فیصد) مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا۔ افسوس ہے آپ کے والد گرامی نے فاطمہ جناح کو ووٹ دے کر مسلمانوں کی اسلامی سوچ کے خلاف گویا سیکولر ازم کی داعی کی حمایت کی ہے۔ آپ کے والد کی بنی ہوئی جماعت مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے سیکولروں کو آگے لانے میں کوشاں ہے اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

فرق واحزاب میں فرق:

فرق اس جماعت وگروہ کو کہتے ہیں جو دین وشریعت میں اپنا خاص تصور ودلائل وطریقہ کار لے کر لوگوں کو دین وشریعت پر عمل کرنے کی دعوت کے نام سے اٹھتے ہیں چونکہ ان کی فکرو سوچ وطریقہ نیا ہوتا ہے لہٰذا وہ دین وشریعت میں شگاف ڈال کر اپنے لئے نیا راستہ انتخاب کرتے ہیں کیونکہ انہیں لوگ مطعون کرتے ہیں کہ کیونکر یہ ایک امت سے ہٹ کر نئی جماعت بنا رہے ہیں اس کو فرق کہتے ہیں۔ نیا راستہ اپنانے پر اس راستے کو مذہب بھی کہتے ہیں یہ گروہ ابتداء میں سیاست واقتدار سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہیں اور رفتہ رفتہ اقتدار پر قابض ہو جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے فرقے ہیں جن کا ذکر بعد میں آئے گا اس کے بالمقابل میں ایک گروہ نئی فکرو سوچ پیش نہیں کرتا بلکہ لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ قرآن وسنت پر عمل کریں ظالم وکافر اور اسلام سے منحرف حکومتوں کو ہٹائیں بھگائیں یا مجبور کریں کہ وہ دین وشریعت پر عمل کریں اس طرح ان کا ہدف ومنشور ومنزل بھی اقتدار ہوتا ہے۔

ان کے خیال میں ایک ایک کو اسلام کی طرف دعوت دینے کیلئے بہت طویل زمانہ حتیٰ عمر نوح سے بھی زیادہ وقت درکار ہوگا بہتر ہے کہ ہم اوپر پہنچ کر خود طاقت وقدرت اور وسائل و ذرائع کو استعمال کر کے دین وشریعت پر عمل کروائیں گے انہیں حزب واحزاب کہتے ہیں۔ اس گروہ کا پہلا مقصد اقتدار ہوتا ہے لہٰذا اس تک پہنچنے کیلئے وہ تمام وسائل و ذرائع کو حاصل کرتے ہیں اور اس راہ میں حائل ہر قسم کی رکاوٹوں کو دور کرتے ہیں یا ان سے سمجھوتا کرتے ہیں چنانچہ وہ

خود تو قرآن وسنت پر عمل کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقت میں قرآن وسنت رسولؐ سے خود منحرف ہوتے ہیں۔ انحراف کے دو نقاط یا دو مثالیں توجہ کی طالب ہیں ایک انہیں وسائل جہاں سے بھی ملیں وہ لے لیتے ہیں خواہ وہ کفر والحاد ہی سے کیوں نہ ملیں حالانکہ اسلام میں ان سے مدد لینے سے سختی سے منع کیا گیا ہے چنانچہ جتنے بھی احزاب عالم اسلام میں وجود میں آئے ہیں انہوں نے بھی انہی لوگوں سے مدد لی ہے جو احزاب وافراد عقائد میں منحرف ہیں وہ وہیں سے مدد لیتے ہیں جہاں اسلام کو روکنے کے بعد کچلنے کیلئے مخصوص بجٹ ہوتا ہے۔

دوسری مثال ہے کہ انھوں نے اپنے اقتدار کی خاطر ہر قسم کے کفر والحاد، دینی ولا دینی جماعتوں دونوں سے سمجھوتا کیا لہٰذا یہ سیکولر لوگوں کے طعن وطنز اور مذاق کا نشانہ بنے ہیں اور مسلمانوں کی نظر میں ہر آئے دن گرتے جاتے ہیں آخر میں خود ان کے جمع کردہ افراد ان سے ٹوٹ گئے ہیں۔ یہ دونوں مثالیں پاکستان میں قائم تمام دینی جماعتوں پر سو فیصد صادق آتی ہیں۔ مغربی الحاد کی بلاد اسلامی میں جاری واردات ناسور سہ گانہ میں سے تیسرا ناسور جو پہلے دو سے زیادہ خطرناک اور زیادہ خبیث وبدنیت وشوم ہے وہ مسلمانوں کو تمام میدانوں سیاسی واجتماعی واقتصادی وثقافتی غرض تمام بود وباش میں مغربی بنانا ہے۔ غرض اب وہ اپنی جھونپڑی میں بدترین شقاوت وبدبختی میں زندگی گزارتے وقت بھی مغربی طور طریقے اپناتے ہیں۔ اہل مغرب نے یہاں لشکر کشی کے بعد جس چیز کی طرف زیادہ توجہ دی ہے وہ یہ کہ یہاں والوں کو بود وباش میں مغربی بنانا ہے اس عمل نے اٹھارہویں صدی کے اختتام اور انیسویں صدی کے آغاز میں زور پکڑ لیا اور لوگوں کو ہر قسم کی مغربیت اپنانے پر مجبور کیا۔ انہوں نے سب سے پہلے یہ عمل سلطان عثمانی

سے کرایا موسوعہ میسرہ فی الا دیان والمذاہب ص ۶۹۸ پر لکھتے ہیں سلطان محمود ثانی نے ترکیہ میں فوجی وغیر فوجی سب کو انگریزی لباس پہننے کا حکم دیا مسلمانوں کو مغربی بنانے میں دوسرے نمبر پر عبدالمجید کا کردار ہے۔

دراسات فرق ومذاہب مسلمین میں مصادر وماٗ خذ فرق ومذاہب کو بھی دیکھنا ہوگا کہ وہ اپنے فرقے کے ثبوت میں کونسی ادلہ شرعیہ پیش کرتے ہیں جو دوسرے فرقے کے لئے بھی حجت ہو ورنہ وہ دوسرے پر مسلط ہوگی حتیٰ ادلہ شرعیہ کے بغیر آپ انہیں دعوت بھی نہیں دے سکتے ہیں، ساتھ ہی یہاں یہ بھی واضح وروشن کرنے کی ضرورت ہے کہ ادلہ شرعیہ میں کیا کیا آتا ہے ہر ایک کا اپنی جگہ دلیل ہونا دلیل سے ثابت ہونا ضروری ہے۔ فرقوں کے دلائل تار عنکبوت یا بھوسے کے تنکہ سے بھی کمزور ہے، بعض کو ادلہ شرعیہ کہنے میں بھی اختلاف ہے ہر ایک کیلئے دلیل مسلمہ ہونی چاہئے لیکن یہاں کیفیت میں بھی اختلاف ہے مثلاً سنت کا دائرہ کہاں تک ہے آیا تنہا فعل ہے جو تواتر سے ثابت ہو یا قول وتقریر بھی حجت ہے۔ کیا سنت اصحاب اور تابعین واسلاف بھی حجت ہے قرآن کی دلالت کے بارے میں بھی اختلاف ہے تنہا قرآن کی دلیل کافی ہے یا یہ سنت سے مل کر حجت ہے۔ دیگر مصادر اجماع، قیاس، مصالح مرسلہ اور دیگر ذرائع وغیرہ کی حجت ہونے کی کوئی عقلی وشرعی دلیل نہیں بنتی۔ دراسات میں ایک پہلو فرقوں کا ایک اصل کی طرف برگشت کرنا ہے یعنی ہر ایک فرقہ ایک اصل پر قائم نہیں ہے بلکہ ایک اصل سے مشتق ہے دین اسلام کے جتنے اصول ہیں ہر ایک اصل کے تحت فرقے بنے ہیں۔

اسلام اور فرقوں کی غذا:

ہر ذی حیات کیلئے زندہ رہنے کے لئے غذاء چاہیے ہر ایک کی غذا دوسرے کی غذا سے مختلف ہے حیوانات گھاس وغیرہ کھاتے ہیں پرندے کچے دانے کھاتے ہیں کیڑے مکوڑے انسانوں اور حیوانات کے فضلے کھاتے ہیں ادیان فرق و مذاہب کو زندہ رہنے کیلئے بھی غذا چاہیے۔ ادیان کو زندہ رہنے کے لئے کونسی غذا چاہیے، اسی طرح دین اسلام کے لئے بھی غذاء کی ضرورت ہوتی ہے اور دین کے لئے مضر چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے اس فارمولا کے تحت اسلام اور فرقوں کو زندہ رہنے کے لئے غذا اور مضرات سے پرہیز ضروری ہیں۔ اسلام عقل وفطرت قرآن سے زندہ ہے اور جن چیزوں سے اسلام زندہ ہے وہی چیزیں فرقوں کے لئے مضر ثابت ہوتی ہیں۔

فرقے قرآن کی جگہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، کافی، مفاتیح الجنان اور حدیث کساء پڑھتے ہیں، حضرت محمدؐ کی جگہ علی وآل محمدؑ، اصحاب سے ملنے والے عقائد اپناتے ہیں۔

فرقے روایات خود ساختہ سے زندہ ہیں انہوں نے عید قربان کے نام سے حیوانات، رمضان کے نام سے فطرانے اور تنکہ برابر سند سے عاری روایات کے شور وشرابہ سے خود کو زندہ رکھا ہوا ہے۔

۱۔ روایات سالگرہ ومیلاد اور وفات وعزاداری وغیرہ۔

۲۔ واجب نماز، روزوں کے علاوہ الگ عبادات و دعاؤں، زیارات اور شب

بیداریوں سے متعلق جو روایات ہیں وہ گھڑی ہوئی ہیں حتیٰ بعض مستحب نمازوں کی بھرمار جو معصوم سے منسوب ہیں یہ سب جعلیات میں سے ہیں۔

۳۔خدمت خلق والی تمام روایات جعلی وخودساختہ ہیں انسان نادار بھوکھا پیاسا جوبھی ہو جس دین ومذہب پرہواس کی جائز اور عام ضروریات پوری کرنا ازروئے شرع واجب ہے اس کے لئے مزید سہولتوں اور تعیش کے لئے گھڑی گئی روایات جعلی ہیں۔

۴۔باپ پر ماں کی برتری وفضیلت اورلڑکی کی فضیلت سب جھوٹ ہے اسلام میں مرد و عورت مذکر ومونث کوایک دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں دونوں انسان ہیں دونوں کواپنے اپنے فرائض انجام دینے ہیں۔

۵۔فضائل ائمہ واصحاب وعلماء پرمبنی اکثر روایات موضوعات پرمبنی ہیں۔

اختتام

مصادر

١ ـ لماذا تفرق المسلمون تاليف احمد الكاتب

٢ ـ العقائد الفلسفيه المشتركة بين الفرق الباطنيه تاليف محمد سالم قدير

٣ ـ العقائد الباطنيه و حكم الاسلام فيها تاليف دكتور صابر طعيمه

٤ ـ النصيعة الايمانيه فى كشف فضائح تاليف الحسين الحسينى معدى

٥ ـ البابيه والبهائيه

تالیفات متواضعانہ ومنکسرانہ اصلاح طلبانہ شرف الدین

اہل فکرو دانش علم وادب کے اغلاط شناس اور ملک وملت کی داخلی وخارجی سرحدوں کے محافظ و پاسدار، قانونی سقم نکالنے والے وکلا، سطور وصفحات کے تجزیہ نگار، معاشرے میں امر بالمعروف ونہی از منکر کرنے کا اعزاز رکھنے والے بتائیں کہ ان کتابوں میں اسلام قرآن حضرت محمدؐ اور وطن اسلامی کے امن وامان سے متعلق کہاں خطرات ومشکلات نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے میری کتابوں پر پابندی لگائی گئی ہے نقد ونشاندہی کریں۔

قرآنیات:

۱۔ قرآن سے پوچھو

۲۔ قرآن اور مستشرقین

۳۔ انبیا قرآن آدم، نوح، ابراھیم

۴۔ انبیا قرآن موسیٰ وعیسیٰ

۵۔ انبیا قرآن ھود، صالح، ذوالکفیل، زکریا، یعقوب ویوسف

۶۔ سیرت حضرت محمدؐ

۷۔ قرآن میں شعر وشعرا

۸۔ قرآن میں مذکر ومونث

۹۔ اٹھو قرآن سے دفاع کرو

۱۰۔قرآن میں نحو اور نحوین

۱۱۔قرآن مہم کتب

۱۲۔قرآن میں نظام مالیت

۱۳۔اعجازات قرآن

۱۴۔تفسیر موضوعی

۱۵۔تفسیر ربوبیت والوہیت

۱۶۔تفسیر موضوعی نبوت ورسالت

۱۷۔تفسیر موضوعی یوم آخرت

۱۸۔تفسیر احکام قرآنیۃ

۱۹۔ترجمہ تفسیر موضوعی آیت اللہ صدر

۲۰۔مکتب تشیع اور قرآن۔

۲۱۔قرآن میں امام وامت

۲۲۔سوالنامہ معارف قرآنیہ

۲۳۔اہل ذکر کے جواب

۲۴۔تفاسیر باطنی یا قرآن توڑ مساعی

۲۵۔قرآن میں نظام مالی

۲۶۔کتابوں کی میثم قرآن

تاریخیات:

۲۷۔ مدخل الدراسات تاریخ اسلامی

۲۸۔ دور رشد ورشادت

۲۹۔ سلاطین عضوض مسلمین حصہ اوّل

۳۰۔ سلاطین عضوض مسلمین حصہ دوم

۳۱۔ سلاطین عضوض مسلمین حصہ سوم

۳۲۔ تاریخ الحاد وعلمانیت

۳۳۔ برصغیر میں طلوع اسلام سے انتہا مغلین وجاگزین برطانیہ وتحریک حکومت مسلمین

۳۴۔ مدخل الدراسات رواۃ وروایات

۳۵۔ قیام پاکستان

۳۶۔ مردان فرق ومذاہب

حسینیات:۔

۳۷۔ تفسیر عاشورا

۳۸۔ تفسیر سیاسی قیام امام حسین

۳۹۔ عنوان عاشورا

۴۰۔ اسرا قیام امام حسین

۴۱۔ معجم تالیفات ومؤلفین امام حسین

۴۲۔ قیام امام حسین کا جغرافیائی جائزہ

۴۳۔ اصول عزاداری

۴۴۔ مثالی عزاداری

۴۵۔ عزاداری کیسے اور کیوں

۴۶۔ عزاداری وسیلہ ضرب اسلام

۴۷۔ مجلس مذاکرہ امام حسین

۴۸۔ انتخاب مصائب

۴۹۔ قیام امام حسین غیر مسلموں کی نظر میں

فقہیات:

۵۰۔ قرآن وسنت میں حج وعمرہ

۵۱۔ معجم حج وعمرہ

۵۲۔ احکام قرآنیہ

۵۳۔ اجتہاد تقلید تجدید کا آغاز وانجام

۵۴۔ مذاہب فقہی مسلمین

۵۵۔ موضوعات متنوعہ

اجتماعات وسیاسات:۔

۵۶۔ولایت فقیہ

۵۷۔افق گفتگو

۵۸۔مدارس وحوزات پر نگارشات

۵۹۔فصلنامہ عدالت

۶۰۔شکووں کے جواب

۶۱۔ہماری ثقافت ہماری سیاست

۶۲۔جواب شکوہ

۶۳۔بک گئے جواب اہانت وجسارت آمیز ڈاکٹر حسن خان

۶۴۔تقریب بین المذاہب اطیاف واحلام محال فی محال

۶۵۔چھور کاوالوں کا مذہب

۶۶۔دارالثقافہ سے عروۃ الوثقیٰ

۶۷۔سیکولرزم دخت الحادازم نواسی یہودازم

۶۸۔ملاحظات بر پایان نامہ صاحبۃ

۶۹۔اخوان صفا معاصر

۷۰۔شاہراہ مسکونی

۷۱۔ندوۃ الکرامہ المراۃ

۷۲۔تفسیر دعاندبہ

مجلّات:

۷۳۔مجلّہ ثقافت اسلامیہ مقالات قرآنیہ

۷۴۔مجلّہ اعتقاد چار شمارے

۷۵۔مجلّہ صرخہ حق

۷۶۔دراسات فی الفرق والمذاہب

۷۷۔حقوق طلبی

۷۸۔فصل جواب

۷۹۔جواب سے لاجواب

۸۰۔جوابات صارخہ

۸۱۔آمریت کے خلاف ائمہ کی جدوجہد

۸۲۔مسجد

باطنیہ وبناتہا:

۸۴۔شیعہ اہل بیت

۸۵۔علم اور دین

۸۶۔عقائد و رسومات

۸۷۔خطہ احیون

۸۸۔پیغام سودا اخبار سودا پیام نیم سبز

۸۹۔علماء و دانشوران بلتستان۔

مکتوبات:

۹۰۔مکتوب برادران آشنایان ناشناس

۹۱۔مکتوب اساتذہ ہائی اسکول کچورا

۹۲۔مکتوب استاد حاج غلام مہدی سکور اشگر

۹۳۔مکتوب بکتابخانہ مطہری بھکر

۹۴۔مکتوب جناب مولانا ثقلین کاظمی امیر کاروان عمار یاسر

۹۵۔مکتوب بہ حجاج پاکستانی متعلق بہ اعمال در حرمین شریفین

۹۶۔مکتوب کشادہ بخدمت جناب سرکونسلگری جمہوری اسلامی ایران در کراچی جناب آغائے زمانی

۹۷۔مکتوب جواب دعوت نامہ مجمع جہانی اہل بیت تہران

۹۸۔مکتوبات بخاندان و وفر و پا در بارہ طلب ارث مادری

آئینہ مدخل دراسات

یہ اسلام و مسلمین کیلئے عارض وطاری مسائل ومصائب، معائب ومشکلات اوران کے تصفیہ وتحلیل دیکھنے کے دردمندودلسوزوں کیلئے ایک شفاف آئینہ ہوگا اور وہ اس آئینے میں دیکھ کر اپنے لئے حل نکالیں گے، چارہ جوئی تلاش کریں گے، دیکھیں گے اس کا حل کیا ہے۔ اور تفرقہ وانتشار پسماندگی مسلمین سے لطف اندوز خواہش مندوں کیلئے یہ صفحات ﴿فِی قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا﴾ ثابت ہونگے۔ ہم کسی مجادلہ ومخاصمہ کے خواہش مند نہیں ہیں بلکہ ہم قارئین کرام کے سامنے سورہ سباء کی آیت [۲۴]
﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾
کی تلاوت کرتے ہیں نیز آئینہ ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (نساء۔۵۹) کی تلاوت کرتے ہیں۔

دار الثقافة الاسلامية پاکستان